عہد نبوی کی تجارتی سرگرمیاں اور عصر حاضر میں ان سے استفادہ
فقہ السیرہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

مقالہ نگار

عبید ریاض

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، ایچ نائن، اسلام آباد

مارچ، 2022ء

عہد نبوی کی تجارتی سرگرمیاں اور عصر حاضر میں ان سے استفادہ
فقہ السیرہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

مقالہ نگار

عبید ریاض

ایم اے، وفاق المدارس العربیہ، ملتان، ۲۰۱۸

یہ مقالہ ایم فل علوم اسلامیہ کی جزوی تکمیل کے لیے پیش کیا گیا ہے۔

ایم۔فل علوم اسلامیہ

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

©عبید ریاض،2022ء

بسم الله الرحمن الرحيم

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد فیکلٹی آف سوشل سائنسز

منظوری فارم برائے مقالہ و دفاع مقالہ

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالہ کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: عہد نبوی کی تجارتی سرگرمیاں اور عصر حاضر میں ان سے استفادہ فقہ السیرہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Trading activates of Prophet,s time and their use in modern time analytical study in the light of fiqh us seerah

نام مقالہ نگار: **عبید ریاض** رجسٹریشن نمبر: 1643-Mphil/IS/F18

نام ڈگری: **ایم فل علوم اسلامیہ**

ڈاکٹر حافظ راؤ فرحان علی ________________

(نگران مقالہ) نگران مقالہ کے دستخط

ڈاکٹر نور حیات خان ________________

(صدر شعبہ) صدر شعبہ کے دستخط

پروفیسر ڈاکٹر مستفیض احمد علوی ________________

(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز) ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز کے دستخط

پروفیسر ڈاکٹر محمد سفیر اعوان ________________

(پرو۔ ریکٹر اکیڈمکس) پرو۔ ریکٹر اکیڈمکس کے دستخط

تاریخ: ____________

حلف نامہ فارم

(Candidate declaration form)

میں عبید ریاض ولد محمد ریاض رول نمبر:MP-F18-IS-405

رجسٹریشن نمبر: 1643-Mphil/IS/F18

طالب علم، ایم فل علومِ اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد حلفا اقرار کرتا ہوں کہ

مقالہ بعنوان: عہد نبوی کی تجارتی سرگرمیاں اور عصر حاضر میں ان سے استفادہ

(فقہ السیرہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ)

Ehd Nabvi Ki Tajarti Sargarmian aur Asr hazir ma in sa astifada Fiqh ul seerah ki roshni ma tjziyati mutala

Trading activates of Prophet,s time and their use in modern time analytical study in the light of fiqh us seerah

ایم فل علومِ اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے، اور ڈاکٹر حافظ راؤ فرحان علی کی نگرانی میں تحریر کیا گیا ہے، راقم الحروف کا اصل کام ہے، اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کروایا گیا ہے، نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لیے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

نام مقالہ نگار: عبید ریاض

دستخط مقالہ نگار: ____________________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

Abstract

Title: Trading activates of Prophet,s time and their use in modern time analytical study in the light of fiqh us seerah

Trade and business has a vital role in Islam. Qualities of a trader is briefly discussed in Quran and Sunnah. This thesis (Trading activates in the era of Holy prophet PBUH and its contemporary benefits) discusses trade before Islam, trade rules, Holy prophets trade and there trade encouragements. It also enlightens trade, industry and handicrafts of companions of Holy prophet PBUH.

Qualitative method has been applied in this research. After literature review this research concludes that The Prophet did not consider hard work as a disgrace, but through it he earned his livelihood and set the models in business and trade, by adopting which we can improve our economic condition.

He and his companions adopted means of occupation, employment, business and trade in every field including trade, industry, handicrafts, agriculture and through it not only promoted mutual cooperation but also provided full financial support to the poor sections of the society.

It is suggested that by acting on the golden economic principles laid by our beloved prophet and his companions, we should be able to achieve our goals in the field of economics in this world and it will also enlighten our life in the eternal world and we can get financial superiority which will lead Muslims to get hold politically in the world.

Keywords: Trade, economic, social, buying, selling.

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ نمبر
.1	مقالہ کی منظوری کا فارم (Thesis Acceptance Form)	Iv
.2	حلف نامہ فارم (Candidate Declaration Form)	V
.3	ملخص (Abstract)	V1
.4	اظہار تشکر (A Word of Thanks)	IX
.5	انتساب (Dedication)	X
.6	مقدمہ	1
.7	**باب اول: اہل عرب کی تجارتی سرگرمیاں اور اسلامی آداب تجارت**	07
.8	فصل اول: قبل از اسلام عربوں کی تجارت	08
.9	فصل دوم: عربوں کے تجارتی میلے اور بازار	16
.10	فصل سوم: اسلامی آداب تجارت	25
.11	**باب دوم: آنحضرت ﷺ کے اصول تجارت اور عصر حاضر میں استفادہ کی صورتیں**	43
.12	فصل اول: آنحضرت ﷺ کی تجارتی سرگرمیاں	44
.13	فصل دوم: آنحضرت ﷺ کی تجارتی سرگرمیوں سے ماخوذ دروس واسباق	54
.14	فصل سوم: آنحضرت کے تجارتی اسوہ حسنہ سے استفادہ کی صورتیں	65
.15	**باب سوم: صحابہ کرام کی کاروباری سرگرمیوں سے استفادہ**	74
.16	فصل اول: صحابہ کرام کے کاروباری طریق	75
.17	فصل دوم: صحابیات کی کاروباری سرگرمیاں	99

109	فصل سوم: صحابہ کرام کی کاروباری سرگرمیوں سے استفادہ	18.
126	نتائج مقالہ	19.
128	سفارشات	20.
130	فہرستِ قرآنی آیات	21.
132	فہرستِ احادیث مبارکہ	22.
135	فہرستِ اعلام	23.
137	فہرستِ اماکن	24.
138	مصادر و مراجع	25.

اظہارِ تشکر

تمام تعریفیں اس ذات پاک کے لیے ہیں جو کائنات کا خالق ومالک، مدبر و محسن اور علیم و قدیر ہے۔ جس نے مجھ جیسے گناہ گار کو حضرت محمد ﷺ کے امتی ہونے کا شرف بخشا اور بے شمار نعمتوں کے ساتھ حصول علم کے شوق سے نوازا اور سیرت النبی اور سیر صحابہ کی چند جھلکیاں اپنے تحقیقی مقالہ میں سمیٹنے کی توفیق بخشی۔

اپنے والدین کا بے حد ممنون ہوں جو ہر وقت جانی اور مالی مدد اور تسلی کے لیے تیار رہے۔ مشکل لمحات میں مالک الملوک کے بعد والدین کے سہارے اور ان کی دعاؤں نے اس مقالہ کی تکمیل میں بے حد معاونت کی۔

میرے شکریے کے سب سے زیادہ مستحق مقالے کے نگران استاد محترم ڈاکٹر حافظ راؤ فرحان علی صاحب ہیں۔ آپ ایک محقق اور قابل استاد ہونے کے ساتھ ساتھ تحقیق میں معاون اور مجھ جیسے طالب علم کے شفیق ہیں۔ جنہوں نے ہر مشکل گھڑی میں لڑکھڑاتے قدموں کو سہارا دیا اور مکمل رہنمائی کی۔

راقم اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر ذوالقرنین صاحب، ڈاکٹر معظم شاہ صاحب اور دیگر تمام اساتذہ کرام کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ جنہوں نے اپنے پر خلوص مشوروں سے نوازا اور حوصلہ افزائی کرتے رہے۔

میں اپنے تمام دوستوں بالخصوص مولانا قاسم مغل، مولانا عزیز اللہ، مولانا حارث عتیق اور مفتی حسن احمد کا بھی ممنون ہوں جو اس تحقیقی مقالہ میں کسی بھی مشکل راستے کو ہموار کرنے کی کوشش میں شامل رہے۔

الندوہ لائبریری کے صدر جناب مفتی سعید خان صاحب، ناظم جناب ندیم اقبال صاحب، اور دیگر لائبریری سٹاف، عمر صاحب، عاصم صاحب اور ارسلان صاحب کا ممنون ہوں جنہوں نے کتب کی فراہمی میں حتی الامکان مدد کی۔ اللہ پاک ان کی کاوش کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے۔ کتب کی فراہمی میں، سینٹرل لائبریری، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو ئجز اور بالخصوص ڈاکٹر حمید اللہ لائبریری کے سٹاف کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے مطلوبہ کتب کو بآسانی فراہم کیا۔

آخر میں اپنے بہن بھائیوں بالخصوص عامر بھائی، عمیر بھائی اور تمام اعزہ واقارب کا مشکور ہوں۔ جو ہمہ وقت جانی اور مالی قربانی کے لیے تیار رہے اور مشکلات میں لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کو سہارا دیا اللہ رب العزت کی مدد سے علوم اسلامیہ کے حصول کے لیے تیار کیا۔

عبید ریاض

ایم فل علوم اسلامیہ

انتساب

ان قدموں کے نام جن کے نیچے میری جنت کی بشارت ہے

مقدمہ

الحمد لله المتفردبالنعماءالمتوحد بالآلاء، ذي العزة الغالب، والدين الواصب، أحمده على نعمائه التي لا تخفى، وآلائه التي لا تحصى. وصلى الله على سيدنا محمدٍخاتم الأنبياءوسيد الأصفياء، وعلى أهله الطيبين، وأصحابه المنتجبين، وسلم تسليما

موضوع تحقیق کا تعارف(Introduction to the Topic)

معاش انسانی فطرت کا ایک اہم ترین شعبہ ہے۔ انسان کی زندگی کا بیشتر حصہ اس فکر میں گزر جاتا ہے۔ انسانی فطرت کا لحاظ رکھتے ہوئے اسلام نے بھی اس کے بارے میں رہنمائی کی ہے اور جابجا معاشی تگ و دو کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾[1]

"اور جب نماز مکمل ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا رزق تلاش کرو"۔

نبی علیہ السلام کی زندگی سے ہمیں تجارت کی رہنمائی ملتی ہے جو کہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[2]

"تحقیق تمہارے لیے رسول علیہ السلام کی زندگی میں ایک بہترین نمونہ ہے"۔

نبی ﷺ نے جہاں اور اعمال کی رہنمائی کی وہاں تجارت کے بارے میں بھی بتایا۔ آپ ﷺ نے تجارت بچپن میں سیکھی۔ آپ ﷺ کی عمر جب بارہ سال ہوئی تو آپ ﷺ اپنے چچا کے ساتھ تجارت کے لیے گئے۔ آپ ﷺ کی تجارت کی سب سے بڑی خوبی امین ہونا تھی اسی بنا پر حضرت خدیجہ کا سامان تجارت لے کر ملک شام گئے اور دُگنا منافع کمایا۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام بھی تجارت کرتے تھے اور عہد نبوی میں مختلف معاشی میادین سے وابستہ تھے۔ یہ مقالہ اسی حوالے سے ادنیٰ کوشش ہے۔ جس میں یہ جاننے کی کوشش کی گئی ہے کہ عہد نبوی کی تجارتی سرگرمیاں کیا تھیں اور عصر حاضر میں ان سے استفادہ کس طرح کیا جاسکتا ہے۔

---

[1] الجمعہ: 10

[2] الاحزاب: 21

موضوع تحقیق سے متعلق سابقہ کام کا جائزہ (Literature Review)

اس موضوع سے متعلقہ بالواسطہ سابقہ کام کی تفصیل درج ذیل ہے:

- خلفائے راشدین کی تجارتی حکمت عملی اور پاکستان، محمد نعیم اور ہمایوں عباس، جہات اسلام، شمارہ نمبر 10، 2016

اس آرٹیکل میں مختلف غیر شرعی نظام جیسے سود، وغیرہ کے خاتمے کے بارے میں مختصر تذکرہ کیا گیا۔ اس کے بعد علماء اور حکومت کی ذمہ داریوں کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔ آخر میں اموال تجارت کی زکوۃ کی موجودہ صورت حال کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔

- تجارت کے اصول ہادی عالم کی نظر میں، سید عزیز الرحمن، السیرہ عالمی شمارہ نمبر 2، جون 1999ء

اس آرٹیکل میں تجارت کی اہمیت قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے مزید بر آں تجارت کے فروغ کے لیے اسلامی اقدامات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

- عہد نبوی میں صحابیات کی معاشی سرگرمیاں، عصر حاضر کی خواتین کے لیے مشعل راہ، ڈاکٹر حافظ راؤ فرحان علی، البصیرہ، شمارہ نمبر 7، 2018

صحابیات کا ذریعہ معاش مثلا زراعت، گلہ بانی، شجر کاری وغیرہ اور اس دور کی خواتین اس ذریعہ معاش کو کیسے اپنا سکتی ہیں اس کو بیان کیا گیا ہے۔

مقالہ جات

- حضرت خدیجہ الکبریٰؓ بحثیت مشہور تاجر، مقالہ برائے ایم اے، مقالہ نگار: مصباح شاہین، نگران مقالہ ڈاکٹر عافیہ مہدی، شعبہ علوم اسلامیہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو ئجز اسلام آباد۔

حضرت خدیجہ کے حالات زندگی کو پہلے بیان کیا گیا اس کے بعد سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ کی گئی تجارت کو بیان کیا گیا ہے۔

- عہد نبوی میں عمال کا تقرر، اثرات و حکمتیں، مقالہ برائے بی ایس اسلامک سٹڈیز، مقالہ نگار؛ اورنگزیب نگران مقالہ: ڈاکٹر ثمینہ سعدیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، 2013۔

عہد نبوی میں آپ ﷺ کی جانب سے مختلف علاقوں مثلا مکہ، مدینہ، یمن، کوفہ وغیرہ میں مقرر کیے گئے عمال جو کہ زکوۃ اور ٹیکس اور دیگر وصولیاں وصول کرتے تھے ان کو بیان کیا گیا ہے۔

- عہد نبوی اور عہد خلفائے راشدین میں اسلامی ریاست کا مالیاتی نظم ونسق (تحقیقی مطالعہ)، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، مقالہ نگار: محمد علی، نگرانان؛ڈاکٹر محمد باقر خان / ڈاکٹر محی الدین ہاشمی، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، 2009 تا 2011۔

اس مقالے میں عربوں کے مالیاتی نظام، عہد نبوی میں اسلامی ریاست کے محاصل اوران کی تنظیم، عہد نبوی میں اسلامی ریاست کے مصارف اور ان کی تنظیم، عہد خلفائے راشدین میں اسلامی ریاست کے محاصل اور ان کی تنظیم اور آخر میں عہد خلفائے راشدین میں اسلامی ریاست کے مصارف اور ان کی تنظیم پر بحث کی گئی ہے۔

- عہد حضرت امیر معاویہ کے معاشی نظام کا تجزیاتی مطالعہ (تحقیقی مقالہ) برائے ایم فل علوم اسلامیہ، مقالہ نگار: سید وحید احمد، نگران مقالہ: ڈاکٹر محمد غلام یوسف، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ لا، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، 2008۔

اس مقالے میں عہد جاہلی اور عہد نبوی کے معاشی نظام، جس میں بیت المال، اموال ظاہرہ، باطنہ کی زکوۃ، ریاست کے انتظامی اور فلاحی اخراجات، اس کے علاوہ خلافت راشدہ کا مالیاتی نظام جس میں خراج، عشر، لگان جزیہ دیوان العطا، وغیرہ بیان کیے گئے ہیں۔

خلافت راشدہ میں کیے گئے معاشی تصرفات اور اسی طرح اس دور میں خلفاء اربعہ کی منظم کی گئی نئ اصلاحات کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

جواز تحقیق(Rationale of The Study)

مندرجہ بالا مقالہ جات اور آرٹیکلز میں معاشی سرگرمیوں کو فقہی تناظر میں بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ مقالہ ہذا میں عہد نبوی کی تجارتی سرگرمیوں کا دور حاضر کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ جو کہ گزشتہ کاموں سے جدا ہے۔

بیان مسئلہ (Statement of the problem)

دور حاضر میں معاش کے لیے ہر شخص تگ و دو کرتا ہے اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ ہر انسان معاش میں اضافے کی تمنا رکھتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ اور صحابیات کی کاروباری سرگرمیوں کو جاننا اور ان کاروباری سرگرمیوں سے دروس و اسباق کو اخذ کرنا نیز عملی زندگی میں ان سے استفادہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ مقالہ ہذا "عہد نبوی کی تجارتی سرگرمیاں اور عصر حاضر میں ان سے استفادہ" اسی حوالے سے ایک کوشش ہے۔

موضوع کی ضرورت واہمیت (Significance of the study)

آپ ﷺ کے دور کی تجارتی سر گرمیوں کو جاننا بہت ضروری ہے۔ آپ ﷺ کی تجارتی سر گرمیوں کے نہ جاننے کی وجہ سے آج ہماری تجارت کی جڑیں بہت کمزور ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ کی تجارتی سر گرمیوں کو علم میں لانا اوران کو تجارت میں نافذ کرنا بہت ضروری ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام کی کاروباری سر گرمیوں کو جاننا اوراس کو بھی معاشرے میں رواج دینا لازمی ہے ۔تب ہی ہماری تجارت مضبوط سے مضبوط تر ہو سکتی ہے اور مسلمان عالمی تجارت میں اپنی بہتر ساکھ بنا سکتے ہیں۔

مقاصد تحقیق(Objective of the study)

- اسلام سے اہل عرب کی تجارتی سر گرمیوں کو جاننا۔
- اسلامی آداب تجارت اور آپ ﷺ کے تجارتی اسوہ حسنہ سے واقفیت حاصل کرنا۔
- عہد نبوی میں صحابہ اور صحابیات کی تجارت سے آگاہی حاصل کرنا
- عہد نبوی کی تجارتی سر گرمیوں سے دور حاضر میں استفادہ کیسے کیا جاسکتا ہے۔

سوالات تحقیق (Reserch Question)

- اسلام سے قبل اہل عرب کی تجارت کیا تھی ؟
- آپ ﷺ کی تجارتی سر گرمیاں ااور دروس واسباق کیا ہیں ؟
- عہد نبوی میں صحابہ اور صحابیات کن کن تجارتی سر گرمیوں سے وابستہ تھے ؟
- عہد نبوی کی تجارتی سر گرمیوں سے دور حاضر میں استفادہ کیسے ممکن ہے ؟

تحدید اور دائرہ کار موضوع (Delimitation of the study)

سیرت ایک وسیع مضمون ہے جس میں ان گنت موضوعات شامل ہیں۔اس مقالہ میں آپ ﷺ کے دور کی تجارتی سر گرمیاں اور عصر حاضر میں ان سے استفادہ کیسے کیا جاسکتا ہے ؟اس بارے میں وضاحت کی گئی ہے۔

اسلوب تحقیق (Research Method)

زیر بحث مقالہ کی تحقیق کے لیے درج ذیل اسلوب اپنائے گئے ہیں۔

- مقالہ ہذا میں بیانیہ اور تجزیاتی اسلوب کو اپنایا گیا ہے۔
- عہد نبوی کی تجارتی سر گرمیوں کو لے کر دور حاضر میں اس کی تطبیقات کی گئی ہیں۔

- مقالہ ہذا کی تکمیل کے لیے مختلف ویب سائیٹس، محدث ڈاٹ کام، مکتبہ وقفیہ، مکتبہ نور، مکتبہ شاملہ مکتبہ جبریل، وکی پیڈیا اور اردو شفاوغیرہ سے مدد لی گئی ہے۔
- مقالہ کی تکمیل کے لیے بنیادی مصادر کا استعمال کیا گیا ہے تاہم بوقت ضرورت ثانوی مصادر سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔
- مختلف اخبارات اور رسائل بھی اس مقالہ کی تکمیل کے لیے معاون ثابت ہوئے ہیں۔

ابواب بندی

باب اول: اہل عرب کی تجارتی سرگرمیاں اور اسلامی آداب تجارت

فصل اول: قبل از اسلام عربوں کی تجارت

فصل دوم: عربوں کے تجارتی میلے اور بازار

فصل سوم: اسلامی آداب تجارت

باب دوم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول تجارت اور عصر حاضر میں استفادہ کی صورتیں

فصل اول: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجارتی سرگرمیاں

فصل دوم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجارتی سرگرمیوں سے ماخوذ دروس واسباق

فصل سوم: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارتی اسوہ حسنہ سے استفادہ کی صورتیں

باب سوم: صحابہ کرام کی معاشی سرگرمیاں اور ان سے استفادہ

فصل اول: صحابہ کرام کے کاروباری طریق

فصل دوم: صحابیات کے کاروباری طریق

فصل سوم: صحابہ کرام کی کاروباری سرگرمیوں سے استفادہ

باب اول

اہل عرب کی تجارتی سرگرمیاں اور اسلامی آداب تجارت

فصل اول:

قبل از اسلام عربوں کی تجارت

فصل دوم:

اہل عرب کے تجارتی میلے اور بازار

فصل سوم:

اسلامی آداب تجارت

فصل اول

قبل از اسلام عربوں کی تجارت

انسان کو زندگی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش اپنانا پڑتا ہے۔ تجارت بھی حلال ذرائع معاش میں سے ہے۔ حضرات انبیاءؑ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی تجارت کو ذریعہ معاش بنایا۔ اگر سرکار دو عالم ﷺ کی بعث سے قبل اور بعد کی زندگی کو دیکھا جائے تو تجارتی عمل کو ان کی زندگی میں شامل دیکھتے ہیں۔ اس فصل میں اہل عرب کی تجارتی ابتداء، عربوں کے تجارتی قافلے ، عربوں کی درآمدات اور برآمدات ، افریقہ، یونان، چین، مصر، بنی اسرائیل، ہندوستان، شام، بابل وغیرہ میں عربوں کی تجارت اور قریش مکہ کے تجارتی اسفار کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔ اس سب کے بیان سے قبل تجارت کا معنی و مفہوم کو سمجھ لینا بہت ضروری ہے۔ ذیل میں تجارت کے معنی اور مفہوم کو واضح کیا جاتا ہے۔

تجارت کی تعریف

تجارت سوداگری، دکان داری، لین دین، کاروبار، بزنس، معاملہ، پیشہ کار اور بیوپار کو کہتے ہیں۔ [1]

امام راغب اصفہانی تجارت کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"التصرف فی راس المال طلبا للربح "[2]

”نفع حاصل کرنے کی غرض سے اصل رقم کو کاروبار میں صرف کرنے کے ہیں“۔

معجم الوسیط میں تجارت کی تعریف یوں کی گی ہے۔

"تقلیب المال لغرض الربح"[3]

”منافع کی غرض سے روپے کو پلٹنا“۔

مقدمہ ابن خلدون میں ”علامہ ابن خلدون“[4] تجارت کی تعریف یوں بیان فرماتے ہیں۔

---

[1] نیر، ڈاکٹر ناصر عباس، قاموس مترادفات، اردو سائنس بورڈ لاہور، 2017م، ص:385

[2] اصفہانی، امام راغب، مفردات القرآن، اقبال ٹاون لاہور، جون 1987، 16/1

[3] مصطفی، ابرھیم اور دیگر، المعجم الوسیط، دار الثقافۃ للنشر والتوزیع استنبول ترکی، 1989م، 87/1

[4] یحی بن محمد بن محمد بن الحسن الخلدون 733ھ میں تیونس میں پیدا ہوئے۔ سلطان ابن زیان نے آپ کو مکاتب بنا کر تلمسان کے مقام پر قتل کر دیا۔ ابن خلدون نے ایک کتاب "الملوک بنی عبد الواد" لکھی۔ آپ کی وفات 1378 میں ہوئی۔ (خیر الدین زرکلی، اعلام، دار العلم للملایین، بیروت، الطبعہ السابعہ : 1986م، 166/8)

"کسی چیز کو کم داموں میں خرید کر زیادہ داموں میں بیچنا اور اس زیادتی کو کمائی کا ذریعہ بنانا تجارت کہلاتا ہے"[1]

مندرجہ بالا تعریفوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر کسی شے کو خرید اجائے اور اس کو اس طرح فروخت کیا جائے کہ بائع کو منافع حاصل ہو اور مشتری اس کو بآسانی خرید سکے اسے تجارت کہا جاتا ہے۔

اہل عرب کی تجارتی ابتدا

عرب کی زمین قابل کاشت نہ ہونے کی وجہ سے اکثر لوگ تجارت کرنے کو ترجیح دیتے تھے اور اس کو اپنے لیے فخر سمجھتے تھے ۔ مرد تو مرد ان کے لیے تجارتی خسارے کو برداشت کرنا آسان ہے۔ عورتیں بھی تجارت میں اپنا مقام رکھتی تھی اور تجارتی قافلوں کے ساتھ بلا خوف وخطر اپنا مال تجارت بھیج دیتی۔

تجارت کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ مؤرخین نے اس کی ابتداء کا سلسلہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے سے منسلک کیا ہے اور اس بات کو بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنی سلطنت میں خاص اشخاص کو رکھا تھا جو ان کو مختلف قسم کے تجارتی حالات سے باخبر رکھتے تھے ۔سب سے پہلے جس تجارتی قافلے کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے، وہ بنی اسماعیلی تاجروں کا تھا۔ جو حضرت عیسیٰؑ کی ولادت سے کئی عرصہ قبل ایک قافلہ حجاز سے مصر جارہا تھا۔ لہذا یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت سے کئی عرصہ قبل بھی مکہ میں تجارتی منڈیاں لگتی تھیں۔ ہندوستان کا تجارتی مال بحر ہند کے راستے بلاد یمن[2] اور حضر موت تک پہنچتا پھر یمنی تاجر اسے حبشہ، مکہ، مصر، عمالقہ اور مغربی ممالک تک پہنچا دیتے تھے۔[3]

عرب دنیا کا دوسری اقوم میں تعارف تجار کے نام تھا۔ جزیرہ العرب میں اگرچہ دیگر پیشوں کا رواج بھی تھا مثلا دستکاری صنعت وحرفت، مگر عرب کے ریتلے ہونے کی وجہ سے یہاں تجارت عام تھی ۔ جزیرۃ العرب کے بعض علاقوں میں کاشتکاری تھی، مثلا طائف اور مدینہ ، لیکن مکہ مکرمہ جو کہ ایک مقدس اور امن والا شہر تھا دور دراز سے حجاج کرام اپنا تجارتی سامان فروخت کرنے کے لئے مکہ مکرمہ کی طرف آتے اور یہاں کی تجارتی اشیاء خرید کر دوسرے ممالک تک لے جاتے۔ اس لیے اس شہر کو ایک بین الاقوامی تجارت کی حیثیت حاصل تھی اور یہاں کی

---

[1] ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد بن محمد، تاریخ ابن خلدون، دار الفکر بیروت، الطبعۃ الثانیہ: 1408ھ، 1/ 494

[2] یمن عرب کا سب سے سرسبز شہر ہے خانہ کعبہ کے دائیں طرف ہونے کی وجہ سے اس کو یمن کہا جاتا ہے اس سرزمین پر قوم عاد، عمالیق، سبا اور حمیر کی سلطنتیں قائم ہوئیں۔ قدیم دور میں تجارت کا ایک اہم مرکز تھا، جو مسالوں کی تجارت کے لیے مشہور تھا۔ یمن مشرق اور شمال مغرب میں سمندر سے گھیر اہوا ہے (حنبلی، عبد المومن بن عبد الحق، مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنۃ والبقاع دار الجیل، بیروت، الطبعۃ الاولی: 1412ھ، 3/ 1483)

[3] عبدہ، محمد سعود، تاریخ مکہ المکرمہ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن، ص: 195

منڈی بین الاقوامی منڈی کا درجہ رکھتی تھیاس کے علاوہ مدینہ منورہ میں بھی ایک یہود کی جماعت رہتی تھی جو کہ تجارت پیشہ تھے ان کو یمن اور یثرب سے نکالا گیا تھا۔[1]

عربوں میں تجارت کا رواج

قریش کی تجارت کے بارے میں ابوزہرہ مصری[2] اپنی کتاب " خاتم النبیین" میں یوں بیان فرماتے ہیں:

"قریش عربوں میں تجارت کے اعتبار سے شہرت رکھتے تھے پس ان کے مالدار تجارت سے وابستہ تھے ۔اس لیے کہ یہ قابل کاشت جگہ نہ تھی بلکہ بنجر زمین تھی اور عربوں میں صنعت بھی نہ تھی تا کہ یہ اقتصادی لحاظ سے ایک راہ بن جائے"[3]

قریش کے تقریباتمام مردوزن تجارت پیشہ تھے۔عام رواج یہ تھا کہ جو تاجر نہ ہوتا اس کی معاشرہ میں کوئی عزت نہ تھی۔ان کے تجارتی قوانین نے ایک لائبریری کی صورت اختیار کرلی تھی۔ جس نے اوزان اور حسابات کے نظام کو پروان چڑھایا۔[4]

عربوں کے تجارتی راستے

عرب میں کئی جگہ بازار لگتے تھے۔ جن میں سوداگر تجارت کے لیے آتے تھے۔ سوداگروں کے تجارتی قافلے ایران اور عراق سے سامان لے کر یہاں آتے اور یہاں کی اشیاء دوسرے ممالک لے جاتے ۔ اہل عرب کے اپنے تجارتی قافلے بھی دوسرے ملکوں میں جاتے ، جن کا مشہور راستہ بحیرہ احمر کے ساتھ تھا۔اس کے علاوہ خلیج فارس سے ایک راستہ نجد کی پہاڑیوں سے ہوتا ہوا مکہ کی طرف آنکلتا، ایک اور راستہ خلیج فارس سے شمال کی طرف عراق[5] کو جاتا تھا اور

---

[1] بلازری، ابوالحسن احمد بن یحیی بن جابر بن داود، فتوح البلدان،الازہر پریس،1933،ص:56(بلازری کا نام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داوٗد البلازری تھا۔ آپ کی پیدائش279ھ میں ہوئی بغداد کے باسی تھے،۔ آخری عمر میں جنون کی طرح کی بیماری تھی۔ان کی کتب میں فتوح البلدان، تاریخ الاشراف،انساب الاشراف، کتاب البلدان الکبیر وغیرہ ہیں، آپ کی وفات892میں ہوئی)زرکلی، اعلام،دار لملاعیین،1 / 268)

[2] ابوزہرہ مصری مفکر محقق اور مصنف تھے، آپ کی ولادت1898میں ہوئی ائمہ اربعہ اور ابن تیمیہ پر کتب لکھیں آپ نے جامعہ احمدی "جو مصر کے جنوبی صوبے کے ایک مشہور شہر طنطا میں واقع ہے" سے اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔1916ءمیں آپ جامع احمدی سے مدرسہ قضاء شرعی میں منتقل ہوگئے۔9برس کا عرصہ آپ نے اسی مدرسے میں گزارا اور 1925ءمیں اسی مدرسہ قضاء شرعی سے شہادۃ عالمیہ کی سند حاصل کی۔1933ءمیں جامع الازھر کے کلیہ اصول دین میں استاد مقرر ہوئے۔ 1934ءمیں لاکالج نے بھی آپ کی خدمات حاصل کرلیں۔ آپ کی وفات1974میں ہوئی۔(https://ur.wikipedia.org/wiki//1-2-2022)

[3] ابوزہرہ، محمد، خاتم النبیین،دار التراث،بیروت،ربیع الاول1392ھ،1/180

[4] ابراہیم، دکتور حسن، تاریخ الاسلام،دار احیاء التراث العربی،س ن، 1/63

[5] ایشیا کا اہم عرب مسلمان ملک ہے یہ مابین النہرین، صحرائی علاقوں اور مزید کچھ علاقوں پر مشتمل ہے۔ تیل کے ذخائر میں پوری دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے اس کے جنوب میں کویت، مغرب میں اردن اور شمال مغرب میں شام اور شمال میں ترکی اور مشرق میں ایران کی سرزمین ہے۔ خلیج فارس کے ساحل سے سمندر تک رسائی حاصل ہے۔یہ انبیاء کی سرزمین ہے اس پر 2003میں امریکا نے قبضہ کیا(htpps// ur.wikipedia .org./Wiki/17/4/2021)

دوسرے راستے سے مکہ سے ملتا۔[1] اسی طرح نجران بھی تجارتی گزر گاہ تھا اور شام سے آنے والے تجارتی قافلوں کے لیے ایک گزر گاہ کی حیثیت رکھتا تھا۔[2]

قریش مکہ کے تجارتی اسفار

مکہ کے لوگ تجارت کو بطور معاش اپنانے کو پسند کرتے تھے۔ اس لگن کی وجہ سے وہ دور دراز کے علاقوں میں تجارتی اسفار کیا کرتے تھے اور اس سے اپنا گزر بسر کرتے تھے۔ قریش کا یہ سفر تجارتی قافلوں کی صورت میں ہوتا تھا جس کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا:

﴿لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ (1) إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ (2) فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ (3) الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ﴾[3]

"اس واسطے کے مانوس رکھا۔ مانوس رکھنا ان کو سفر سے سردی اور گرمی کے اور تو چاہیے کہ عبادت کریں اس گھر کے رب کی جس نے ان کو بھوک میں کھلایا اور ان کو امن دیا خوف میں"

مکہ میں غلہ کی کمی تھی اس لیے قریش کی عادت تھی کہ سال بھر میں تجارت کی غرض سے دو سفر کرتے تھے جاڑے میں یمن کا "اس لیے کہ وہ گرم علاقہ تھا" اور گرمیوں میں شام کی طرف " اس لیے کہ وہ سرسبز اور شاداب اور ٹھنڈا علاقہ تھا"۔ لوگ اہل مکہ کو بیت اللہ کے متولی ہونے کی وجہ سے عزت سے دیکھتے اس لیے ان کے مال اور جان کی حفاظت ہوتی تھی اور وہ لوگ جو ڈاکے ڈال کر دوسرں کا مال لیتے تھے ان سے محفوظ رہتے تھے۔ حضرت ہاشم ان کے سردار تھے جو کہ تجارت کے منافع کو امیر اور غریب میں برابر تقسیم کر دیتے تھے۔

تفسیر منیر میں اہل مکہ کی تجارت کے بارے میں یوں مذکور ہے:

"یمن کے سفر میں اہل مکہ ہند اور خلیجی ممالک سے آنے والی عطر کو خریدتے اور گرمیوں کے سفر میں شام سے غلہ لینے کے لیے جاتے تھے"۔[4]

حضرت ہاشم قریش کے سب سے پہلے تاجر

عطار حمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے "قریش بڑے دکھ اور فاقہ میں تھے، حضرت ہاشم نے سب کو سردی گرمی میں سفر کرنے پر متفق کیا۔ جو تجارتی منافع حاصل ہو تا زیادہ تر غریبوں میں بانٹ دیا جاتا۔

---

[1] ڈاکٹر حمید الدین، تاریخ اسلام، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ راولپنڈی،:1986، ص13

[2] علی، دکتور جواد، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جامعہ بغداد، الطبعہ الثانیہ:1413ھ، 1/220

[3] قریش:3

[4] الزحیلی، وھبہ بن مصطفی، التفسیر المنیر فی العقیدۃ والشریعۃ والمنہج، الطبعہ الثانیۃ:1418ھ، 30 / 413

سب سے پہلے شام سے گیہوں اونٹوں پر لاد کر لانے والے ہاشم بن عبد مناف تھے "۔[1]

سفر کے بغیر تجارت

امام بغویؒ نے لکھا ہے "یمن وشام کی آمد ورفت سے قریش کو بہت تکلیف اور مشقت ہوتی تھی۔ یمن میں حرش کا علاقہ بڑی پیداوار میں تھا۔ تجار اس کی پیداوری اشیاء کو کشتیوں کے ذریعے جدہ پہنچا دیتے اور کچھ لوگ اونٹوں اور گدھوں پر سوار ہو کر اس کو محصب[2] پہنچا دیتے تھے۔ جدہ اور محصب سے قریش اس سامان کو مکہ لے آتے تھے۔ اسی طرح اہل شام اپنے علاقے سے غلہ لا کر ابطح[3] تک پہنچا دیتے تھے۔ جس سے مکہ والوں کو غلہ مل جاتا تھا اور مکہ والوں کو دونوں اسفار کی ضرورت نہ پڑتی "۔[4]

قریش کے تجارتی معاہدے

قریش بیت اللہ کے ہمسائے اور خانہ کعبہ کے متولی ہونے کی حیثیت سے تمام ہمسایہ قوم میں نہایت مکرم اور محترم سمجھے جاتے تھے۔ ان کے تجارتی قافلے ہمسایہ ممالک میں بغیر کسی خوف وخطر کے سفر کیا کرتے تھے۔ اس کے باوجود قریش کے داناؤں نے تجارتی معاہدے کیے تھے ۔ ہاشم وہ شخص تھے جنہوں نے معاہدات کیے ۔ سفر شام میں قیصر کے ہاں بطور مہمان رہے ۔ قیصر سے گفت وشنید کے دوران ہاشم نے قیصر سے کہا "اے بادشاہ میری قوم کے لوگ تجارت پیشہ ہیں آپ انہیں فرمان جاری کر دیں تا کہ وہ حجاز کے چمڑے کو درآمد اور برآمد کر سکیں" ۔ بادشاہ نے یہ درخواست قبول کر لی۔ ہاشم وہاں سے روانہ ہوئے اور جس قوم سے گزرتے گئے اس سے معائدے کرتے گئے۔ اس طرح انہوں نے شام سے مکہ مکرمہ تک معاہدہ ایلاف حاصل کیا۔ ہاشم کی وفات کے بعد آپ کے بھائیوں عبد الشمس ، مطلب اور نوفل نے نہ صرف قیصر روم سے معاہدے کئے بلکہ ان سے معاہدہ کی تجدید کروائی۔ مزید بر آں ہمسایہ بادشاہوں سے بھی معاہدات کیے۔ عبد الشمس نے نجاشی اور عبد المطلب نے یمنی اور نوفل نے ایران کے کسری سے معاہدے کیے۔ مورخین کے مطابق دونوں اسفار کرنے والے ہاشم تھے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک دفعہ قریش مکہ پر قحط مسلط ہو گیا۔ جس کی وجہ سے نبی ﷺ کے دادا ہاشم نے سفر کیا اور فلسطین سے کچھ اشیاء خرید کر لائے اور ان کی روٹیاں پکوائیں۔ بہت سارے جانور ذبح کر کے ان کا گوشت پکا کر اس کی ثرید تقسیم کی۔ ہاشم ہر سال شام اور فلسطین

---

[1] ایضا:716/30

[2] محصب مکہ اور منی کے درمیان ایک جگہ ہے منی سے واپسی پر کچھ دیر کے لیے یہاں قیام کیا جاتا ہے۔ ابرہہ کی فوجوں نے اسی مقام پر کنکریاں پھینکی تھیں۔ شعب عمر اور شعب بنی کنانہ کے پہاڑوں کے درمیان کا علاقہ محصب کہلاتا ہے۔ (الحموی، شہاب الدین ابو عبداللہ یاقوت، معجم البلدان، دار صادر، بیروت، 1995ء، 62/5)

[3] ابطح اس ریت کو کہتے ہیں جو کہ زمین سے تھوڑا اوپر ہوتی ہے۔ ابطح کی نسبت مکہ اور منی کی طرف کی جاتی ہے اس لیئے کہ یہ ان دونوں کے درمیان واقع ہے لیکن منی سے زیادہ قریب ہے۔ یہ بنو کنانہ کی رہائش گاہ ہے۔ (الحموی، معجم البلدان، 74/1)

[4] الزحیلی، التفسیر المنیر، 716/30

کی طرف سفر کرتے اور واپس مکہ تشریف لے آتے اس طرح تجارتی اسفار کی بنیاد پڑھ گی۔انہی اسفار کی وجہ سے خاندان ہاشم کو معاشی برتری حاصل ہوئی[1]۔

عربوں کے تجارتی تعلقات اور درآمدات اور برآمدات

عربوں کی معاش کا سب سے بڑا ذریعہ تجارت تھا۔اس لیے تمام عرب تجارت پیشہ تھے۔لیکن خصوصیت کے ساتھ ان کے تجارتی لین دین اکثر حجاز، یمن، بحرین اور عمان کے باشندوں کے ساتھ وابستہ ہوتے تھے۔ [2]تجارتی تعلقات کی وسعت کی وجہ سے ان کی تجارت مصر، بنی اسرائیل، ہندوستان ، روم[3]، شام، بابل، ایران، چین، افریقہ اور یونانیوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے عرب ان ممالک میں سفر کرتے اور ان ممالک کے لوگ بھی عرب ممالک کی جانب تجارت کی غرض سے سفر کیا کرتے تھے۔[4]

مصر، چین اور ایران میں تجارت عرب

عہد قدیم میں مصریوں کی تجارت عربوں کے ہاتھ میں تھی اور مصر کے بادشاہ نے اپنے زمانہ میں بحر احمر کے ساحل پر ایک تجارتی مشن روانہ کیا تھا۔اسی طرح مصر کی ملکہ نے بھی تجارت کی غرض سے جہازوں کا بیڑا بھیجا تھا۔ عرب مصر سے غلوں کے دانے، مویشی اور برتن لایا کرتے تھے۔[5]اہل عرب چین کا سفر بحری اور بری راستوں سے کیا کرتے تھے اور اس میں عربوں کی تجارت مرجان، جواہرات اور سوتی کپڑے کی تھی۔ان اشیاء کے تبادلے میں عرب وہاں سے اطلس[6]، ظروف چینی، کمخواب[7]،چائے اورادویہ لیتے تھے۔قدیم زمانہ میں اہل عرب جنوب کے ایرانیوں سے براستہ بحرین تجارت کیا کرتے تھے۔[8]

---

[1] طبری، محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، محقق:احمد محمد شاکر، موسسہ الرسالہ، الطبع الاولی2000،24 / 624

[2] آلوسی،سید محمود شکری، بلوغ العرب فی احوال العرب، دار الشرق الغربی، س ن،1 / 184

[3] روم ایک ذرخیز شہر ٹھنڈے پانی اور ہوا در جگہوں کی وجہ سے مشہور تھا اس کے لوگ عیسائی اور مسلمان تھے۔روم میں سردیوں کا موسم بہت سخت تھا۔روم پر جو بھی حکمرانی کرتا تھا وہ عقل وعلم کے اعتبار سے فائق تھے اور اگر اس میں کوتاہی ہوتی تو اس کو معزول کیا جاتا تھا (القزوینی، زکریا بن محمد بن محمود، آثار البلاد واخبار العباد، ،دار الصدر، بیروت، س ن 1 / 530)

[4] قادری، شمس اللہ، نقوش رسول نمبر، ادراہ فروغ اردو، لاہور، جلد3، شمارہ130، جنوری1983، ص:68

[5] قادری، نقوش رسول، ص67

[6] اطلس کالے کپڑے کے ٹکڑے کو کہا جاتا ہے اور اسی طرح اس کپڑے کو کہا جاتا ہے جو آگ لگنے کی وجہ سے کالا ہو گیا ہو۔اسی طرح ریشم اور سوت کے بنے ہوئے چکنی اور چمکیلی سطح کے کپڑے کو اطلس کہا جاتا ہے (ابو القالی اسماعیل بن ابراھیم المقصور والممدود، المقصور والممدود، مکتبہ الخانجی، قاہرہ الطبعۃ الاولی:1419ھ،1/382)

[7] ایک قسم کا ریشمی کپڑا جو زری کی تاروں کی آمیزش سے بنا جاتا ہے (فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات، فیروز سن لاہور،2010، ص:1029)

[8] قادری، نقوش رسول، ص:72

یونانیوں کے ساتھ عربوں کی تجارت

یونانیوں اور عربوں کے بھی تجارتی روابط تھے۔ یونانیوں کے ہاں عرب مصالحہ جات، پہننے کی اشیاء، خوشبو اور جواہرت فروخت کرتے تھے۔ جنہیں وہ لوگ ہندوستان سے لاتے تھے۔[1]

عربوں کی درآمدات کے بارے میں "ڈاکٹر یوسف الدین" رقم طراز ہیں۔

> "وہ جنوبی یمن، ہند اورافریقہ سے سونا، قیمتی پتھر، صندل کی لکڑی، زعفران، خوشبوئیں، گرم مصالحہ جات اور جڑی بوٹیاں درآمد کیا کرتے تھے۔ یہ اشیاء اگرچہ وزن میں کم مگر قیمت میں زیادہ ہوتی تھیں۔ یمن کے عطور اور بخور اور کپڑا مشہور تھے۔ چین سے ریشم، عدن سے قیمتی کپڑے، افریقہ سے غلام، کرایہ کے سپاہی مزدور، شام اور مصر سے سامان تعیش، روم کی صنعتی پیداوار خصوصا ریشم، روئی اور مخمل کے نفیس کپڑے، شام سے ہتھیار، اناج اور تیل افریقہ سے ہاتھی دانت کی مصنوعات اور سونے کی مٹی وغیرہ درآمد کیا کرتے تھے۔"[2]

علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ "سیرۃ النبی" میں قبل از اسلام عربوں کی درآمدات کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

> جزیرۃ العرب میں چاندی اور سونے کی کانیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ علامہ ہمدانی نے "صفۃ جزیرۃ العرب میں ایک ایک کان کانشان دیاہے، قریش جو تجارت کیا کرتے تھے، مؤرخین نے لکھاہے، ان کا زیادہ تر مال چاندی ہوتی تھی۔ برٹن[3] نے مدین کے طلائی معادن پر خاص ایک کتاب لکھی ہے "Gold Minees of Media" جس میں مکہ کے تاجر چمڑا، کھالیں اور طائف کا منقی برآمد کرنے کے بارے میں بھی بیان کیا گیاہے "[4]

اس سے معلوم ہوا کہ عرب اکثر اشیاء کو درآمد کیا کرتے اور پھر ان کو دوسرے علاقوں میں فروخت کرکے ضرورت کی اشیاء خریدتے تھے۔ ان کے تجارتی قافلے چھ ماہ کی مسافت پر محیط ہوتے تھے جو کہ اپنی ضرورت کی اشیاء خریدتے اور جو اشیاء ان کے پاس اضافی اور ضرورت سے زائد ہوتی تھیں ان کو فروخت کرکے زرمبادلہ حاصل کرتے تھے۔

---

[1] ایضا:73

2 الدین، ڈاکٹر یوسف، اسلام کے معاشی نظریے، حیدرآباد کن،؛1950، حصہ اول، ص:49،48

[3] رچرڈ برٹن 1821 میں انگلستان میں پیدا ہوئے۔ برٹن ایسٹ انڈیا کمپی کا ملازم تھا۔ ہندوستانی، عربی، فارسی، سندھی اور مراٹھی زبان پر عبور کیا۔ برٹن کی وفات 1890 میں ہوئی۔ اس کو جنوبی لندن میں دفن کیا گیا https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%B1%DA%86%D8%B1%DA% (3/10/2022)

4 نعمانی، علامہ شبلی، سیرۃ النبی، ادارہ اسلامیات پبلشرز بک اینڈ سیلرز اینڈ ایکسپوز، اشاعت اول؛2002، حصہ اول ودوم، ص نمبر 90

خلاصہ

تجارت کا رواج قبل از اسلام بھی تھا۔ عرب مختلف اشیاء کی تجارت کرتے تھے جنہیں وہ دیگر ممالک سے درآمد کیا کرتے تھے اور اپنی پسندیدہ اشیاء خرید کر باقی ماندہ کو بیچ دیتے تھے۔ عربوں کی تجارت بین الاقوامی تھی جو کہ عرب سے لیکر ہندوستان تک پھیلی ہوئی تھی۔

قبل از اسلام عربوں کی تجارت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ تجارت ہی ان کے نزدیک ضروریات زندگی حاصل کرنے کا سب سے اہم ذریعہ تھی اور یہ بات یقینی ہے کہ تجارتی آمدورفت امن وسلامتی کی فضا کے بغیر ممکن نہیں تھی اور جزیرۃ العرب کا حال یہ تھا کہ سوائے حرمت والے مہینوں کے امن وسلامتی کا تصور نہ تھا، اسی وجہ سے اکثر تاجر اپنا مال ایسے میلوں میں لاتے جو کہ حرمت والے مہینوں میں منعقد ہوتے تھے۔

جہاں تک صنعتوں کا معاملہ ہے، اس میدان میں ساری دنیا سے پیچھے تھے۔ کپڑے کی بُنائی اور چمڑے کی دباغت وغیرہ کی شکل میں جو چند صنعتیں پائی بھی جاتی تھیں جو زیادہ تر یمن، حیرہ[1] اور شام سے نزدیک علاقوں میں واقع تھیں۔ البتہ اندرونِ عرب کھیتی باڑی اور گلہ بانی کا کچھ نہ کچھ رواج تھا۔ ساری عرب عورتیں سوت کاتتی تھیں لیکن مشکل یہ تھی کہ سارا مال ومتاع ہمیشہ لڑائیوں کی زد میں رہتا تھا۔ فقر اور بھوک کی وبا عام تھی اور لوگ ضروری کپڑوں اور لباس سے بھی بڑی حد تک محروم رہتے تھے۔

عربوں کی تجارت بین الاقوامی تھی اور مختلف علاقوں میں ان کی درآمدات برآمدات جاری رہتی تھی۔ جس علاقے میں جو چیز زیادہ ہوتی تھی اس کو اس علاقے سے لیکر دوسرے علاقوں میں فروخت کرنا ان کا خاصہ تھا یہی وجہ ہے کہ ان کے تجارتی قافلے چھ ماہ کی مسافت پر مشتمل ہوتے تھے۔

---

[1] حیرہ شہر دور قدیم میں کوفہ میں ساحل سمندر پر واقع تھا۔ اس لیے کہ بحر فارس قدیم زمانہ میں کوفہ کی زمین تک پھیلا ہوا تھا۔ موجودہ دور میں اس شہر کی جگہ دجلہ واقع ہے اس شہر کی طرف بنی لخم کے بادشاہ نعمان بن امری القیس کی نسبت کی جاتی ہے۔ اس بادشاہ کے محل جیسا کوئی محل نہ تھا۔ ابو اسماعیل الخیری کی بھی نسبت اس کی طرف کی جاتی ہے۔(القزوینی، آثار البلاد واخبار العباد،1/359)

فصل دوم:

عربوں کے تجارتی میلے اور بازار

اہل عرب تجارت میں دلچسپی رکھتے تھے۔ تجارتی امور میں شوق کی وجہ سے اکثر و بیشتر علاقوں میں بازار لگا کرتے تھے۔ جس میں تاجر حضرات دوسرے ممالک سے لائی ہوئی اشیاء کو فروخت کیا کرتے تھے۔ اس فصل میں انہی میلوں اور بازاروں کا تذکرہ کیا جائے گا۔

اہل عرب کے تجارتی میلے اور بازار

عرب لوگ تجارت کے بہت شیدائی تھے۔ عربوں کا ذریعہ معاش زیادہ تر تجارت سے وابستہ تھا۔ عربوں کے تجارتی میلے اور بازار لگتے تھے جن میں خریدی ہوئی اشیاء کو فروخت کر کے زر مبادلہ کمایا جاتا اور بعض علاقے ایسے تھے جن کو تجارتی علاقے کہا جاتا تھا۔ ہر علاقے کے مرکز میں ایک میلہ ہوتا تھا۔ جس میں عرب و عجم کے تجار تجارتی اشیاء فروخت کرتے اور یہ میلے سال کے اکثر و بیشتر ایام میں جاری رہتے تھے۔ اس فصل میں دومتہ الجندل، حجر، عمان، مشقر، صحار، دبا، عدن ابین، صنعاء، شحر مہرہ، حباشہ، عکاظ، ذوالجماز، دبا، رابیہ، حضر موت، بصری، ازرعات وغیرہ کے نام سے عربوں کی تجارتی منڈیوں کے بارے میں بیان کیا جائے گا۔

عربوں کی تجارتی منڈیوں کی تعداد

قبل از اسلام عرب کی تجارتی منڈیوں کے بارے میں چند مؤرخین کی آراء درج ذیل ہیں۔

علامہ یعقوبی کے ہاں عربوں کی تجارتی منڈیوں کی تعداد دس تھی۔ جن میں اکثر لوگ تجارت کی غرض سے جمع ہوتے تھے اور ان کے جان ومال کی حفاظت ہوتی تھی۔[1]

علامہ ہمدانی[2] نے قبل از اسلام جزیرہ العرب کی تجارتی منڈیوں کی تعداد بارہ بتائی ہے۔ جن میں عدن، مکہ، نجد، نجران، ذی المجاز، عکاظ، مجنہ، منیٰ، حجر، یمامہ، اور بحرین شامل ہیں۔ [3]

---

[1] یعقوبی، محمد بن اسحاق، تاریخ یعقوبی، شرکتہ الاعلمی للمطبوعات بیروت، ص363،368

[2] ابو محمد الحسن ابن احمد ابن یعقوب الہمدانی عرب کے ایک جغرافیہ نگار، مؤرخ اور ماہر فلکیات تھے۔ جو یمن کے مغربی قبیلے بنو ہمدان سے تعلق رکھنے والے تھے پیدائش 10 مئی 893 میں ہوئی اور 945 میں وفات ہوئی (https://ur.wikipedia.org/wiki/ 12/10/2021)

[3] الہمدانی، ابو محمد بن حسن بن احمد بن یعقوب، صفۃ جزیرۃ العرب، مطبعۃ بریل، 1884، ص:24

دومۃ الجندل

دومۃ الجندل شام اور مدینہ کے درمیان واقع جبل طے کے قریب ایک بستی ہے۔جو مدینے سے پندرہ یا سولہ دن کی مسافت پر واقع ہے۔[1] غزوہ تبوک کے موقع پر نبی ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو چار سو بیس بہادروں کے ساتھ دومۃ الجندل کی طرف بھیجا۔حضرت خالد بن ولید نے اس شہر کے سردار اکیدر بن عبد الملک [2]کو گرفتار کر کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا۔آپ ﷺ نے اس کو معاف کیا اور دو ہزار اونٹ، آٹھ سو غلام اور چار سو زریں اور چار سو نیزوں پر صلح فرمائی۔اکیدر نے جزیہ بھی دینے کا اقرار کیا۔[3]

یہ بازار اپنے محل وقوع کے اعتبار سے بہت اہم تھا۔یکم ربیع الاول سے لے کر نصف ربیع الاول تک جاری رہتا۔اس میں بیع الحصاۃ ہوتی تھی۔اس کے قریب سکونت اختیار کرنے والوں میں بنو کلب، بنو جزیلہ اور بنو طے شامل تھے۔دو حکمرانوں کا مقابلہ ہوتا جو سردار بنتا تھا وہی ٹیکس وصول کرتا تھا۔[4]

سوق حجر

حجر قوم ثمود کے گھروں کا نام ہے جو کہ وادی قری میں مدینہ اور شام کے درمیان واقع ہیں۔اسی وادی میں ایک کنواں تھا۔جس میں سے اونٹنی پانی پیتی تھی۔[5]سوق حجر بھی عہد جاہلیت کے بازاروں میں سے ایک ہے۔تمام بحرین کی زمین کو حجر[6] کہا جاتا ہے۔اس بازار کا ذکر شعراء کے کلاموں میں بھی آتا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "مجھے حجر کے تاجر پر فخر ہوتا ہے اس کی وجہ شاہد وہاں وبا کا پھیلنا ہے"۔دومۃ الجندل کے ختم ہونے کے بعد لوگ اس کی کا رخ کرتے۔یہ منڈی دس محرم سے آخر محرم تک جاری رہتی تھی۔ربیع الاول کے مہینے میں آکر تجار یہاں رہتے اور

---

1 فضل الرحمن، فرہنگ سیرت، فضلی بک سپر مارکیٹ اردو بازار کراچی، ربیع الاول 1424ھ، ص123

2 اکیدر بن عبدالملک زمانہ جاہلیت میں دومۃ الجندل کا بادشاہ تھا۔درندوں کے شکار کا بہت شوقین تھا اور اس کا ایک قلعہ تھا اس میں رہتا تھا آپ ﷺ نے چار سو بیس گھڑ سواروں کو حضرت خالد بن ولید کی معیت میں بھیجا انہوں نے اس کو شکار کرتے ہوئے گرفتار کیا۔حضرت خالد اس کو مدینہ لے کر گئے۔آپ ﷺ نے ایک معاہدے کے ساتھ اس کو قلعے کی طرف بھیج دیا۔آپ ﷺ کی وفات کے بعد اس نے اس عہد کو توڑ دیا چناچہ حضرت ابو بکر کے حکم سے خالد بن ولید دوبارہ اس کو قتل کر دیتے ہیں اور اس شہر کو فتح کر لیتے ہیں(زرکلی، اعلام، 3/ 6)

3 ابن ہشام، محمد عبد الملک، سیرت ابن ہشام، مترجم؛ مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی، اسلامی کتب، ردو بازار کرچی، 3/ 161

4 الفزاریء، احمد بن علی بن احمد، صبح الاعشی فی صناعۃ الاشی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س ن ص468

5 الحموی، معجم البلدان، 2/220

6 حجر یمامہ کی ایک بستی کا نام ہے یہاں والی قیام کرتے تھے۔اس کی مثال بصرہ اور کوفہ کی طرح ہے۔یہ شہر کھجوروں کی پیداوار کی وجہ سے بہت معروف ہے عبید بن ثعلبہ یربوع نے اس شہر میں تیس محل اور تیس باغات بنوائے اور اس کا نام حجر رکھا(الحموی، معجم البلدان، 2/ 63)

بازار لگاتے جو کہ جمادی الاولی کے آخر تک جاری رہتا تھا ۔عبد اللہ بن دارم[1] کا ایک شخص ان سے عشر وصول کرتا یہ بحرین کا بادشاہ تھا"۔ [2]

سوق عمان

عمان یمن کا ایک شہر ہے۔اس جگہ پھل اور میوہ جات مثلا کیلا، انار اور دوسرے پھل کثیر تعداد میں ہیں۔اس کا ایک قصبہ صحار تجارتی علاقہ ہے۔ جو کہ سمندر کی طرف ہے اور لوگ خشکی کے راستے سے بھی آتے ہیں۔فارس[3] کے سمندر کا کنارہ اس کی تجارتی شان وشوکت تجارت کے اعتبار سے بہتر ہے۔ اس میں بہت سارے شہر ہیں۔ اس شہر کے عامل بنی ساوی ابن لوی تھے۔[4] وہ جگہ جہاں بازار جمادی الاولی کے آخر تک لگتا تھا بحرین ہے۔[5]

مشقر

یہ بازار" جزیرہ نما عرب" کے مشرقی علاقہ مقام ہجر بحرین میں اس جگہ لگتا تھا جہاں آج کل سعودی عرب سے قطر کی سرحدیں ملتی ہیں۔ المشقر یمامہ سے دوسو کلومیٹر مشرق میں تھا۔ دومۃ الجندل سے تاجر اور خریدار اٹھ کر یہاں آتے تھے۔یہ بازار یکم جمادی الاخری سے لے کر آخری جمادی الاخری تک لگتا تھا۔ اس کے اطراف میں بنو عبد القیس اور بنو تمیم آباد تھے۔[6] اہل فارس خشکی کے راستے کے ذریعے بڑی کثرت سے آتے تھے اور ان کی تجارت خوب چلتی تھی۔اس بازار میں بیع ملامسہ ہوتی تھی۔

صحار

یہ بازار خلیج عمان کے ساحل پر لگتا تھا، جو کہ عمان کا دار الحکومت تھا۔ اس میں سمندر پار کے لوگوں کی شرکت ہوتی تھی۔[7] یکم رجب کو لوگ مشقر سے صحار کی طرف روانہ ہوتے اور تقریبا بیس دن اس سفر میں لگ جاتے۔ [8] صحار یکم

---

[1] عبد اللہ بن دارام بن مالک بن حنظلہ بنو تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔ آل عدنان میں سے تھے، جاہلی جد تھے۔ آپ کے بیٹوں میں زید، وقتۃ، وھب، عبد مناۃ، معاویہ، شامل تھے اور آپ کی اکثر نسل زید سے ہوئی(زرکلی، اعلام، 4/85)

[2] آلوسی، محمود شکری، بلوغ العرب فی معرفۃ احوال العرب، دار الشرق الغربی، بیروت، لبنان، س ن، 1/265

[3] ملک فارس کے شمال میں خراسان، جنوب میں کرمان، مغرب میں خورستان اور جنوب میں بحر واقع ہے فارس بن اشور بن سام بن نوح کے نام سے مشہور ہوا۔ موجودہ دور میں ایران کے جنوب میں واقع ہے ایران کا ساتواں صوبہ ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ کے دور خلافت میں اس کو ایک اہم مقام حاصل تھا۔(القزوینی ، آثار البلاد واخبار العباد، 1/ 232)

[4] الکرخی، ابو اسحاق محمد بن ابراہیم الفارسی، المسالک والممالک، الھیہ العامہ للقصور الثقافہ ، ص29

[5] شکری، بلوغ الارب، ص:265

[6] ابو خلیل، شوقی، اطلس سیرت النبویہ، دار الکفر العاصر، بیروت، لبنان، 1423ھ، ص:34

[7] ابو خلیل، اٹلس سیرت النبویہ، ص:34

[8] میاں محمد صاحب، محمد الرسول اللہ قرآن اور تاریخ کے آئینے میں، مکتبہ محمودیہ، 1998، ص:153

رجب سے پانچ رجب تک لگتا تھا اور جو لوگ کسی وجہ سے پہلے دو بازاروں "دومۃ الجندل اور مشقر" میں شرکت نہ کر سکتے وہ اس بازار میں شرکت کرتے تھے۔ اس بازار کا عشر بھی تھا اور بیع القاء الحجر[1] ہوتی تھی۔[2]

دبا

دال اور با کے فتحہ کے ساتھ عرب کے قدیم بازاروں میں سے ہے۔ صحار سے تقریباً پونے دو کلو میٹر شمال میں خلیج عمان کے ساحل پر یہ میلا لگتا تھا۔ صحار اور دبا دونوں سلطنت عمان میں ہیں۔[3] صحار کے بعد یہ بازار لگتا۔ ہندوستان چین اور سندھ کے تاجروں کے لیے ایک بندر گاہ کی حیثیت رکھتا تھا[4]

سوق شحر مہرہ

شحر سین کے کسرہ اور حا کے سکون کے ساتھ یمن اور عمان کے درمیان پھیلا ہوا ساحل ہے۔ مہرہ[5] کے جنوب مغرب میں ساحلِ سمندر پر واقع ہے۔ مکلا[6] کی بندر گاہ سے اس کا فاصلہ پیسنٹھ کلو میر ہے۔[7] دبا کے بازار کے بعد یہ بازار لگتا۔ سمندری اور خشکی کے راستے تاجر اکھٹے ہوتے، اپنا مال تجارت خریدتے اور بیچتے۔ اس بازار کی ایک خصوصیت جو کہ دوسروں سے مختلف تھی، علامہ مرزوقی [8] نے اس کو یوں بیان کیا ہے" یہ بازار اس پہاڑ کے نیچے لگتا تھا جہاں حضرت ھود علیہ السلام کی قبر مبارک ہے"۔ اس بازار میں لوگ چمڑا اور ریشم بیچتے اور دوسری اشیاء خریدتے تھے۔ اس کا کوئی عشر نہیں تھا۔ یہ بازار نصف شعبان کو لگتا تھا۔ اس بازار میں بیع القاء حجر ہوتی تھی۔[9]

---

[1] بیع القاء الحجر سے مراد ایسی بیع جس میں سامنے رکھے کپڑوں پر کنکر کو پھینکا جاتا اور وہ کنکر جس قسم کے کپڑے پر لگ جاتا وہ کپڑا فروخت کیا جاتا (الحنفی، سراج الدین عمر بن ابراھیم، النہر الفائق شرح کنز الدقائق، دار الکتب العلمیہ، الطبعۃ الاولیٰ: 1422ھ، 3/423)

[2] مشکری، بلوغ الارب، ص266

[3] البکری، ابی عبید عبداللہ بن عبد العزیز، معجم ما استعجم من اسماء البلاد والمواضع، 1417ء، مکتبہ الخانجی قاہرہ 2/539

[4] المرزوقی، ابو علی محمد بن الحسن، الازمنہ والامکنہ، دار الکتب العلمیہ بیروت، طبع اولی: 1418، ص: 384

[5] مہرہ یمن کے شہروں میں سے ہے اشہر حرم میں یہاں پانی وافر مقدار میں ہوتا تھا لیکن اشہر حرم گزرتے ہی اس علاقے سے پانی ختم ہو جاتا تھا۔ ابن لہیعہ فرماتے ہیں کہ مہرہ میں حضرت ھودؑ کی قبر مبارک ہے۔ (الحمیری، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ عبد المنعم، الروض العطار فی خبر البلاد، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ: 1980، 1/413

[6] یمن کا ایک رہائشی علاقہ جو حضر موت میں واقع ہے۔ جس کی مجموعی آبادی تین لاکھ تئیس ہزار افراد پر مشتمل ہے سطح سمندر سے دس میٹر کی بلندی پر واقع ہے (wiki,https//fa.m,Wikipedia,org 2/23/2022)

[7] شوقی، اٹلس سیرت النبویہ، ص: 34

[8] احمد بن محمد بن رمضان ابو الفوز الحسینی المرزوقی، 1281ھ میں پیدا ہوئے۔ مالکی مسلک کے فقیہ تھے۔ اور مکہ میں قیام کیا۔ ان کی کتب میں، تحصیل نیل المرام، عصمۃ الانبیاء، بلوغ المرام ہیں۔ آپ کی وفات 1864ھ میں ہوئی۔ (زرکلی، اعلام، دار الملایین، 1/247)

[9] مرزوقی، الازمنہ والامکنہ، ص: 348

عدن ابین

عدن یمن کا ایک جزیرہ تھا۔ ابین نے اس میں آکر قیام کیا تھا۔ اس کے بعد یہ شہر اسی کے نام سے منسوب ہو گیا۔ شحر مہرہ سے خریدار اٹھ کر عدن آتے تھے ۔اس تجارت میں وہی لوگ یہاں آتے تھے۔ جن کا مال پہلے فروخت نہیں ہو تا تھا۔ وہ یہاں آکر باقی مال فروخت کر دیتے تھے ۔ خریداروں میں وہی لوگ ہوتے جو دوسرے بازاروں میں نہیں جاسکتے تھے ۔ سوق عدن پہلی رمضان سے بیس رمضان لگتا تھا۔ یہاں کے منتظم لوگ حمیر تھے جو کہ عشر لیتے تھے اور آخر میں ابنائے فارس سے یہ رقم وصول کرتے تھے ۔ ان کے اچھے انتظام کی دھوم دھام ہندوستانی تاجرو ں میں تھی ۔[1] اس بازار میں تجارتی مال اور مختلف قسم کی خوشبوؤں کی خرید وفروخت ہوتی تھی ۔[2]

سوق حباشہ

حباشہ عرب کے قدیم بازاروں میں سے تھا۔ یہ بازار تہامہ[3] میں واقع تھا۔ مکے سے یمن کو جاتے ہوئے راستے میں آتا تھا۔ اس شہر میں رسول ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال لے کر تجارت کے لیے گئے۔ رسول ﷺ نے فرمایا کہ میں جب بھی سفر سے واپس ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تحفے میں کچھ نہ کچھ ضرور دیا۔[4] یہ بازار رجب کے مہینے میں منعقد ہو تا تھا۔[5]

سوق صنعاء

صنعاء[6] یمن کے خوبصورت قصبوں میں سے ہے۔ شہر دمشق کے ساتھ اسکی مشابہت ہے اس لیے کے اس میں پھل میوے اور پانی بہت زیادہ ہیں۔[7] عدن کے بعد صنعاء کا بازار نصف شعبان سے شروع ہو کر آخر تک لگتا تھا۔ لوگ عدن اور شحر سے اس کی طرف آتے تھے، یہاں کپڑے، لوہے، روئی، زعفران، رنگے ہوئے چمڑے، دھاری دار چادروں اور مختلف رنگوں کی تجارت ہوتی تھی۔[8]

---

[1] فزاری ، صبح الاعشی، ص:468

[2] شکری، بلوغ الارب، ص:266

[3] تہامہ یمن میں واقع ہے۔ مکہ سے دوراتیں سفر کے فاصلے پر ہے اور عراق کے راستے سے ذات العرق کے قریب ہے سخت گرمی اور ہواؤں کی وجہ سے اسے تہامہ کہا جاتا ہے(الحموی، معجم البلدان، 2/ 63)

[4] ایضا، 211/2

[5] شکری، بلوغ الارب، ص:267

[6] یہ شہر یمن کے لیے اہم حیثیت رکھتا ہے یہ عدن اور یمن کے درمیان واقع شہر یمن کے لیے مرکزی حیثیت رکھتا ہے زمانہ جاہلیت یں اس کا نام نہیں تھا اور اس کو اہل شام قصبہ کہا جاتا تھا اس کی بنیاد سام بن نوح نے رکھی تھی (الہدانی، صفۃ جزیرۃ العرب، 164/1)

[7] الحموی، معجم البلدان، 3 /426

[8] شکری، بلوغ الارب، ص:266

رابیہ

صنعاء کا بازار ختم ہونے کے بعد دو بازاروں میں تقسیم ہو جاتا تھا "سوق رابیہ، سوق حضرموت" ۔ یہ دونوں بازار ایک ہی وقت میں نصف ذی قعدہ میں لگتے تھے ۔ چونکہ رابیہ اور حضرموت کے بازار کا نگران کوئی نہیں ہوتا تھا اس لیے اس کی طرف لوگ کم ہی توجہ دیتے تھے ۔[1]

عکاظ

عکاظ طائف سے دس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں خرید و فروخت کے ساتھ ساتھ مفاخرت، جدل وجدال کیا جاتا تھا۔ یہ بازار یکم ذوالقعدہ سے لے کر بیس ذوالقعدہ تک لگتا تھا۔ اس کے بعد لوگ مناسک حج ادا کرنے مکہ کی طرف جاتے اور عرفات میں نصف ذوالقعدہ سے لے کر آخر ذوالقعدہ تک قیام کرتے ۔ ذوالمجاز، مجنہ اور عکاظ تمام میلوں سے زیادہ مرتبہ و مقام حاصل کیے ہوئے تھے ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ میلے اشہر حرم میں لگتے تھے اور اشہر حرم کو پورے اہل عرب قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس لیے لاکھوں کی تعداد میں لوگ رسومات حج ادا کرنے آتے اور مال خریدتے۔ اس میلہ کی نگرانی بنو تمیم کرتے تھے ۔[2]

سوق مَجَنَہ

مجنہ ایک جگہ کا نام ہے اس کو مجنہ اس لیے کہتے تھے کہ اس میں جن بہت زیادہ ہوتے تھے ۔ یہ زمانہ جاہلیت میں ایک بازار کا نام تھا۔ سوق مجنہ مر ظہران[3] کے قریب لگتا تھا۔[4] یہ بازار ذی القعدہ کے آخری بیس دنوں میں منعقد ہوتا تھا ۔ اس سے پہلے سوق عکاظ ا اور اس کے بعد سوق ذی المجاز جو کہ آٹھ ذی الحجہ کو لگتا تھا۔[5]

---

[1] مرزوقی، الازمنہ والامکنہ، ص:384

[2] میاں، سید محمد، محمد الرسول اللہ قرآن اور تاریخ کے آئینہ میں، ص:162

[3] مر ایک بستی کا نام ہے جو کہ مکہ سے پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور ظہران ایک وادی کا نام ہے، مر میں چشمے کھجور کے باغات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ قبیلہ اسلم اور ھذیل کا علاقہ تھا۔ ابو صخر ھذلی اور دوسرے شعراء کے کلاموں میں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے (الحموی، معجم البلدان، 1/420)

[4] عاتق بن غیث بن رویز بن زائر، معالم مکۃ التاریخیہ والاثریہ، دار مکۃ للنشر والتوریع، الطبعہ الاولی:1400ھ، 1/245

[5] الحموی، معجم البلدان، 5/ 585

ذوالمجاز

ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی عکاظ کا بازار ٹوٹ جاتا اور ذوالمجاز میں منتقل ہو جاتا اور سارے تاجر وہاں چلے جاتے اور خرید و فروخت میں مشغول ہو جاتے ۔یہ مقام عرفات سے ایک فرسخ کے فاصلے پر مقام عکاظ سے قریب واقع ہے۔[1] یہاں لوگ یوم الترویہ تک قیام کرتے ۔یہ بازار آٹھ دن تک بازار جاری رہتا۔عرب کے حجاج دوسرے بازاروں میں شریک نہ ہونے والے اس بازار میں شرکت کرتے تھے۔[2]

سوق حضرموت

مشرقی عدن میں سمندر کے قریب ایک علاقہ "جس کے ارد گرد ٹیلے تھے۔ "حضرموت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ حضرت ھودؑ کی قبر اسی علاقے میں ہے۔اس کے جنوب میں شحر اور مشرق میں صنعاء کا علاقہ ہے۔ اس قبیلے کے سردار اشعث بن قیس[3] دس سے زائد سواروں کے ساتھ آئے اور آپ ﷺ کی صلح میں داخل ہوئے۔[4] شہر کی پیداوار کھجور تھی مزید بر آں جوتوں کی بناوٹ بھی اس شہر میں کی جاتی تھی۔ سوق حضرموت نصف ذوالقعدہ سے آخر ذوالقعدہ تک جاری رہتا۔ کبھی رابیہ اور عکاظ ایک ہی جگہ پر لگتے تھے۔[5] سوق حضرموت کے بعد اذرعات، مجنہ (جو کہ ذی المجاز کے قریب تھا) اور بصری لگتے تھے۔[6]

سوق بصری

بصری کلام عرب میں سخت جگہ کو کہا جاتا ہے۔ابن العربی[7] فرماتے ہیں کہ بصری سخت پتھر کو کہا جاتا ہے۔علامہ ہمدانی فرماتے ہیں کہ اس زمین کو بصری اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں کالے پتھر ہیں۔اسی طرح اس شہر کو کتان بازاروں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کیوں کے اس کے اندر روئی بہت ہوتی تھی۔[8]

---

[1] شوقی، سیرت النبی اٹلس، ص34

[2] لحموی، معجم البلدان،5/ 55

[3] اشعث بن قیس بن معدی کرب الکندی، زمانہ جاہلیت اور اسلام میں امیر تھے جنگ یرموک میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ کے زمانہ میں انہوں نے زکواۃ دینے سے انکار کیا تھا۔ مسلمان ہوئے اور جنگ یرموک میں شمولیت اختیار کی بخاری اور مسلم میں ان سے چھ احادیث مروی ہیں۔(الحموی، معجم البلدان،1 / 332)

[4] الحموی، معجم البلدان،2/280

[5] سعید افغانی، اسواق العرب، ص؛275

[6] مرزوقی، الازمنہ والامکنہ، ص؛288

[7] ابن العربی کا نام محمد بن زیاد بن بشر بن درھم ابو سعید تھا، بصرہ کے جید عالم حدیث اور صوفی تھے۔ جنید بغدادی کی صحبت اختیار کی اور پھر حجاز کی طرف منتقل ہو گے آپ حرم مکی کے شیخ تھے آپ کی وفات 860ھ میں مکہ میں ہوئی۔ آپ کی کتب میں، طبقات النساک، تاریخ البصرہ، العمر والشیب وغیرہ ہیں۔(زرکلی، اعلام،1/ 208)

[8] الحموی، معجم البلدان، 1/130

بصری شام کے بڑے شہروں میں سے ایک شہر ہے اور اس کا دار الحکومت حوران [1] ہے۔اس شہر کا تذکرہ اکثر شعرا کے کلاموں میں آتا ہے۔ اہل شام کے زیادہ تر تعلقات حجاز کے رہنے والوں کے ساتھ تھے ۔اس کی وجہ اہل حجاز کا بصریٰ کی طرف سفر کرنا تھا۔[2] یہ وہی شہر ہے جہاں آپ ﷺ بطور تاجر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال قبل از بعثت لے کر گئے۔ حضرت خالد بن ولید کی بصریٰ آمد کے بعد اس شہر کو فتح کیا گیا۔بصری والوں نے حضرت خالد بن ولید سے صلح کرلی اور اسی شہر میں قیام کیا۔[3] اسلام کی آمد کے بعد بھی یہ شہر تجارت کے اعتبار سے مشہور رہا اور اس کی بقا پانچ ہجری تک رہی۔ یہ عہد بنی امیہ میں پچیس دن تک جاری رہتا تھا۔بصری شہر دو قسم کی اشیاء کی وجہ سے بہت مشہور تھا" شراب اور تلواریں"۔شراب اس لیے کہ یہ شام کے شہروں میں سے تھا جہاں سے لوگ شراب بر آمد کرتے تھے اور دوسری شے تلواریں بنانا تھی / اس کی وجہ سے یہ شہر بہت مشہور تھا۔[4]

سوق مربد

مربد میم کے کسرہ، را کے سکون اور با کے فتحہ کے ساتھ ہے۔ یہ بازار بصرہ میں لگتا تھا۔ اس بازار میں لوگ اونٹ بیچا کرتے تھے اور پھر بعد میں یہ بہت بڑا محلہ بن گیا اور یہ زمانہ جاہلیت سے زمانہ اسلام تک جاری رہا۔[5] اس کی شان وشوکت زمانہ جاہلیت میں بہت کم تھی۔اس کی بقا خلفائے راشدین کے زمانے تک رہی۔[6]

[1] حوران دمشق کا اہم علاقہ ہے جو کہ قبلہ کی سمت واقع ہے۔اس شہر کا نام امرء القیس وغیرہ جیسے مشہور شعرا کے کلام میں آتا ہے۔اس شہر کو دمشق سے قبل فتح کیا گیا۔یہ یمامہ اور مکہ کے درمیان واقع ہے۔(الحموی، معجم البلدان،2/317)

[2] سعید افغانی،اسواق العرب،ص؛371

[3] العدوی،احمد بن یحییٰ بن فضل، مسالک الابصار فی ممالک الامصار،المجمع الثقافی ابوظبی،، طبع اولی؛1423،3/526

[4] سعید افغانی،اسواق العرب،ص؛271

[5] الحموی، معجم البلدان،5/ 49

[6] سعید افغانی، اسوق العرب ،ص؛407

خلاصہ

عرب کا علاقہ تجارت سے بھرپور تھا۔ اور تجارت ہی عربوں کا مرغوب ذریعہ معاش تھا۔ اسی غرض سے مختلف علاقوں میں سالانہ میلے لگا کرتے۔ جس میں دور دراز کے علاقوں سے آئے ہوئے لوگ اپنی سوغات کو فروخت کرنے اور دوسرے ممالک کی سوغات خریدنے کے لیے تشریف لاتے۔ ہر میلے میں ایک نگران مقرر ہوتا جو کہ اس کے اندر تمام معاملات پر گہری نظر رکھتا اور ناچاکی اور اختلاف کی صورت میں فریقین کے مابین صلح کی جاتی۔ جس میلے یا بازار میں نگران نہ ہو تا لوٹ مار کے ڈر سے لوگ اس کی طرف لوگ بہت کم اپنا سامان تجارت لیکر جاتے۔ جو میلے یا بازار حج میں لگتے ان کی طرف لوگوں کی رغبت بہت تھی۔ اس کی وجہ ان میلوں کا اشہر حرم میں منعقد ہونا تھی اس لیے کہ ایام حج میں اکثر قافلے دور دراز ممالک سے اپنی سوغات بیچنے پہنچ جاتے تھے۔ بعض میلے ایسے تھے جس میں شعراء کلام پیش کرتے اور اس کے علاوہ اور بھی مقابلے ہوتے مثلاً عکاظ، ذوالمجاز اور مجنہ کے میلے وغیرہ۔ عکاظ اور اس سے ملتے جلتے میلوں کا منعقد ہونا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ دوسری سرگرمیوں میں رغبت رکھنے والے اشخاص کو اگر کوئی چیز پسند آئے تو اس کو خرید لیں حالانکہ ان کی آمد کا مقصد خرید و فروخت نہیں ہوتا تھا۔ ان میلوں سے اس بات کا واضح ثبوت ملتا ہے کہ صبر و تحمل، مشقتوں کو جھیلنا اور برداشت کرنا ایسی صفات تھی جو کہ عربوں میں بے بہا تھی اس لیے کہ گھر سے باہر رہنا اور سالہا سال تجارت کرنا یہ صبر و تحمل والا انسان ہی کر سکتا ہے اور اسی طرح عربوں کا قافلوں کی صورت میں جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ عربوں میں چوری اور ڈکیتی کا رواج تھا۔ اس لیے اکثر لوگ اشہر حرم میں تجارت کرنے کو پسند کرتے تھے۔ جو لوگ پہلے پہل بازاروں میں شمولیت اختیار کر لیتے۔ ان کو دوسرے بازاروں میں شرکت کی رغبت کم ہوتی تھی۔ کسی بھی بازار کی نگران عورت نہیں ہوتی تھی۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی قدر و منزلت نہ تھی اور اس کو تجارت کرنے کی اجازت نہ تھی۔ زمانہ جاہلیت میں لگنے والے بعض بازار ایسے تھے جن میں ان اشیاء کی تجارت ہوتی تھی جو کہ اسلام میں ناجائز ہیں مثلاً بیع ملامسہ اور بیع منابذہ وغیرہ۔ مندرجہ بالا بازاوں میں دو بازار (سوق حباشہ اور سوق بصریٰ) ایسے تھے جس میں آپ ﷺ بھی تجارت کی غرض سے گئے۔ بعض بازار ایسی جگہوں پر لگتے تھے جو کہ تاریخی طور پر مشہور تھے مثلاً حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی نے جس چشمہ سے پانی پیا وہ جگہ بہت مشہور تھی اور اسی طرح سوق حضرموت اس پہاڑ کے نیچے لگتا جہاں حضرت ھود علیہ السلام کی قبر مبارک تھی۔ ان بازروں میں ایسے بازار بھی تھے جو کہ اسلام کی آمد کے بعد تک جاری رہے۔

فصل سوم:

اسلامی آداب تجارت

اسلامی تعلیمات حیات انسانی کا احاطہ کرتی ہیں۔ان تعلیمات میں ہر شعبہ زندگی سے متعلقہ آداب دکھائی دیتے ہیں۔ ان آداب کا تعلق جہاں معاشرت، سیاست وغیرہ میں ہے وہاں معیشت کے سے بھی ہے۔جن کی پاسداری سے نہ صرف انفرادی کامیابی بلکہ تمام معاشرے میں عدل وانصاف کا پرچار ہوتا ہے اور دولت ملک کے عوام میں برابر تقسیم ہوتی ہے، جبکہ خلاف ورزی کی صورت میں دولت چند ہاتھوں میں سمٹ جاتی ہے۔معاشرہ غربت وافلاس کا شکار ہوتا ہے۔اس فصل میں اسلامی آداب تجارت جس میں تجارت کی اہلیت، احکامات تجارت سے واقفیت، باہمی تعاون ،خیر خواہی اور نرمی اختیار کرنا، تجارت پر جانے سے پہلے نوافل کی ادائیگی، بازار میں اللہ کا ذکر کرنا، صبح سویرے بیدار ہونا، سخاوت کرنا، اپنے حق سے کم پر اکتفاء کرنا، فروخت کروہ شے میں عیوب کو ظاہر کرنا، شرط فاسد سے اجتناب، مال ہونا، قبضہ میں ہونا، وزن کو پورا تولنا، سود، جوا، ذخیرہ اندوزی، نشہ آور اشیاء کی تجارت سے گریز، دھوکے کی بیع سے بچنا، سودا پر سودا کرنے سے بچنا اور ادھار معاملات لکھ لینا وغیرہ کے بارے میں بیان کیا جائے گا۔

کسب حلال کا حصول

تجارت کے آداب نبی ﷺ نے بیان کردے انسان جب کسب معاش کے لیئے قدم اٹھائے تو اس کو جو من میں آئے کرے یہ درست نہیں ہے بلکہ اس انفرادی جدوجہد کے لیے کچھ اصول ہیں جن کی روشنی میں انسان کسب حلال کرسکتاہے۔جو شخص اپنی تجارت یا کسب میں ان دو آداب کو اپنا تا ہے اس کے لیے تجارت آسان ہو جاتی ہے۔

”جو مال حاصل کیا جائے وہ حلال ہو اور جن طریقوں سے حاصل کیا ہے وہ طیب ہوں۔“[1]

اس کی تائید قرآن مجید کی آیات مبارکہ سے کی جاسکتی ہے

﴿یاَیُّها النَّاسُ کُلو مِمَّا فِی الاَرْض حَلالا طَیباً﴾ [2]

”اے لوگو زمین میں جو حلال اور پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ“۔

تجارت کے احکامات سے واقفیت

تاجر کے لیے تجارت اور اس سے متعلقہ لوازمات جو تجارت کو پورا کرنے کے لیے ضروری ہوتے ہیں ان کو جاننا

---

[1] سیوہاروی، حافظ حفظ الرحمن، اسلام کا اقتصادی نظام، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، س ن ص 64

[2] البقرہ:168

ضروری ہے۔ تجارت میں جتنے بھی غیر مشروع امور درپیش ہوتے ہیں اس کی بنیادوجہ احکام تجارت سے ناواقفیت ہے

علامہ شیخ عبدالحی الکتانی[1] اس سے متعلقہ کچھ ارشادات نقل کرتے ہیں۔

"حضرت عمر رضی اللہ ایسے شخص کو درے سے مارتے تھے جو کہ تجارت کے احکام جانے بغیر بازار میں بیٹھتا تھا اور فرماتے جو شخص سود کے بارے میں نہیں جانتا وہ ہمارے بازار میں نہ بیٹھے۔ امام مالک ایسے شخص کو بازار سے باہر نکلنے کا حکم دیتے تھے جو بازار کے احکام نہ جانتا ہو تاکہ وہ لوگوں کو سود نہ کھلائے ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے سمجھ کے بغیر تجارت کی وہ سود کی مصیبت میں پڑا۔"[2]

باہمی تعاون

تجارت کے لیے باہمی تعاون کا ہونا ضروری ہے اس لیے کہ اگر اس میں تعاون اور بھائی چارے کی فضا قائم ہو تو ایک دوسرے کا احساس ہو گا اور خرید و فروخت کرتے وقت اطمینان ہو گا۔ چناچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾[3]

"نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ معاونت کرو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کے معاون نہ بنو"۔

ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے کہ وہ اپنی بساط کی حد تک بدی اور فحاشی کے انسداد کے لیے جدوجہد کرے۔ لہذا کسی مومن کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ مال و دولت کی خاطر برائی میں معاون بنے۔

سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَبَسَ الْعِنَبَ أَيَّامَ الْقِطَافِ حَتَّى يَبِيعَهُ مِنْ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ، أَوْ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا، فَقَدْ تَقَحَّمَ النَّارَ عَلَى بَصِيرَةٍ))[4]

"جس نے انگور کو اُتارنے کے زمانہ میں روکے رکھے تاکہ وہ یہودی اور نصرانی کو یا شراب ساز کو فروخت کرے وہ جانتے بوجھتے جہنم میں جا گھسا"۔

---

[1] شیخ عبدالحی کتانی 1305ھ میں پیدا ہوئے آپ نے اپنی تعلم اپنے والد عبدالکبیر کتانی اور اپنے ماموں جعفر کتانی سے حاصل کی بیس سال کی عمر تک آپ نے مصر شام حجاز وغیرہ کے علماء سے علم کی تشنگی بجھائی، آپ سیاست میں بھی دلچسپی لیتے تھے 1382ھ میں فرانس میں وفات پائی (کتانی، شیخ عبدالحی، التراتیب الاداریہ شرکۃ دار ارقم بن ابی ارقم بیروت، لبنان، 7/1)

[2] ایضا، 2 / 18

[3] المائدہ: 16

[4] اللخمی، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر، المعجم الاوسط، دار الحرمین قاہرہ، س ن، 5/294، حدیث 5356

تجارت کی اہلیت

تجارتی معاملہ کرنے والوں کے لیے شرط یہ ہے وہ عاقل، بالغ اور آزاد ہوں۔ جو کہ تجارت کرنے کے اہل ہوتے ہیں۔ اگر تجارت کرنے والا بچہ، غلام اور مجنون ہو تو ان کی تجارت درست نہیں ہے۔ اس بات کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ جب نبی ﷺ بارہ سال کی عمر میں تجارت کے لیے گئے تو انہوں نے تجارت نہیں کی۔ بلکہ اپنے چچا کے ساتھ محض تجارت سیکھنے کی غرض سے گئے تھے۔

تجارت کی اہلیت کے بارے میں پیارے نبی ﷺ کی رہنمائی یوں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ روایت نقل کرتے ہیں:

((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثٍ عَنِ المَجْنُونِ الَغْلُوْبُ على عقله ،وعن النائمِ حتىٰ يسْتَيْقِطْ وعنِ الصَبِيِّ حتىٰ يحتَلِمَ))[1]

”تین بندوں سے قلم اٹھایا گیا ہے، مجنون جس کی عقل اس پر غالب ہو اور سونے والے بندے پر یہاں تک کہ وہ جاگ جائے اور بچے سے یہاں تک کہ وہ عقل سلیم کی عمر کو پہنچ جائے“۔

تجارت میں ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنا

تجارت میں صرف اپنے ہی فائدے کو مد نظر نہیں رکھنا چاہیے بلکہ ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنا بھی بہت ضروری ہے، مثلاً بیچنے والا اس بات کو مد نظر رکھے کہ خریدنے والے سے زیادہ منافع تو نہیں کما رہا اور اتنا منافع تو نہیں کما رہا جو کہ غبن فاحش[2] میں آتا ہو۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان اس بات کو یوں بیان کر رہا ہے۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا ﷺ نے فرمایا:

((الدِّينُ النَّصِيحَةُ. قُلْنا: لِمَنْ؟ قالَ: لِلَّهِ ولِكِتابِهِ ولِرَسولِهِ ولأَئِمَّةِ المُسْلِمِينَ وعامَّتِهِمْ.))3

---

[1] النیسابوری، ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ بن مغیرہ بن صالح بن بکر السلمی، صحیح ابن خزیمہ، تحقیق محمد مصطفی، مکتبہ الاسلامی، الطبعۃ الثالثہ، 1424ھ 1/ 495 حدیث: 1004

[2] غبن فاحش سے اتنا نفع مراد ہے کہ جو سامان کی قیمت مقرر کرنے والوں کے دائرۂ تخمین سے بھی زیادہ ہو، یعنی ایک سامان بازار میں دس سے پندرہ روپیہ میں ملتا ہے، لیکن کوئی شخص اس کی قیمت پندرہ روپیہ سے بھی زیادہ وصول کرلے، تو یہ صورت غبن فاحش کی ہے (رد المحتار علی الدر المختار، ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز، دار الفکر، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 1412، 5/143)

[3] محمد بن حبان، صحیح ابن حبان، باب ذکر الاخبار عما یجب علی المرء من لزوم النصیحہ فی دین اللہ، 1/ 435، حدیث 4574

"دین نصیحت ہے ہم نے سوال کیا کس کے لیے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اور اسکے رسول کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے"۔

تجارت پر جانے سے پہلے نفل پڑھنا

حضرت عبد اللہ روایت کرتے ہیں:

((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺفَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الْبَحْرَيْنِ فِي تِجَارَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلِّ رَكْعَتَيْنِ))1

"ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں بحرین کی طرف جانا چاہتا ہوں تجارت کے لیے آپ ﷺ نے اس کو فرمایا دو رکعات ادا کرو"۔

نماز کے اوقات میں تجارت نہ کرنا

تاجر کو یہ چاہیے کہ جب اللہ تعالی کا امر متوجہ ہو تو اس وقت تجارت نہ کرے بلکہ اللہ کا امر مقدم ہو۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾[2]

"جب جمعہ کی نماز کے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور بیع اور شراء چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو"۔

یہ آیت کریمہ واضح طور پر اس بات کو بیان کرتی ہے کہ انسان نماز کے اوقات میں تجارت نہ کرے۔

تفسیر ابن کثیر میں علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"جس شخص نے جمعہ کی نماز کے بعد تجارت کی اس شخص کے لیے اللہ تعالیٰ ستر مرتبہ برکت لکھ دیتے ہیں کیونکہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے "جب نماز مکمل ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا رزق تلاش کرو۔ "[3]

بازار میں اللہ کا ذکر کرنا

بازار میں بھی انسان اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو بلکہ اللہ کا ذکر کرتا رہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سرکار دو

---

[1] ،ابو القاسم الطبرانی ،المعجم الکبیر،10/203،حدیث 10469

[2] الجمعہ:9

[3] الدمشقی،ابو الفداء اسماعیل بن عمر کثیر القرشی، تفسیر القرآن العظیم، تحقیق سامی بن سلامہ (قاہرہ، دار الطیبہ للنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیہ، 1420، 8/124

عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد مبارک کہ اس بارے میں یوں بیان کرتے ہیں:

((مَنْ دَخَلَ السُّوقَ، فَقَالَ: لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ حَيٌّ لاَ يَمُوتُ، بِيَدِهِ الخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ، وَمَحَا عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ، وَرَفَعَ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ دَرَجَةٍ))[1]

"جو شخص بازار میں داخل ہوا اور اس نے یہ کہا نہیں کوئی معبود مگر اللہ وہ اکیلا ہے اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہت ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے ۔ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں، دس لاکھ گناہ معاف ہوتے ہیں اور اس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔"

قسمیں کھانے سے گریز

تاجر کے لیے ضروری ہے کہ وہ قسمیں کھانے سے گریز کرے۔ اس لیے قسمیں کھانا انسان کو بہت سی برائیوں میں مبتلا کر دیتا ہے مثلاً جھوٹ، بدیانتی اور دھوکہ وغیرہ۔ سرکار دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس بارے میں واضح فرمادیا۔

حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے فرماتے ہوئے سنا:

((إِياكم وَكَثرةُ الحَلفِ فِی البَيْع فَإِنَّه ينفق ثُمَّ يمْحقُ))[2]

"بیع میں زیادہ قسمیں کھانے سے احتیاط کرو کیونکہ اس طرح مال تو بک جاتا ہے مگر برکت جاتی رہتی ہے"۔

تجارتی معاملات میں نرمی

انسان کا نرم لہجہ اس کے تجارتی منافع کی زیادتی کا باعث بن سکتا ہے۔ نرمی کا برتاؤ نہ صرف تجارتی معاملات میں کام آتا ہے بلکہ نرم رویہ اختیار کرنے والا ہر میدان میں کامیاب رہتا ہے۔

اس کی اہمیت آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یوں بیان فرمائی:

((مَنْ يُحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الخَيْرَ كُلَّهُ))[3]

"جو شخص نرمی سے محروم رہا وہ ساری کی ساری خیر سے محروم رہا"۔

---

[1] ترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی، سنن ترمذی، شرکہ مکتبہ ومطبعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر، الطبعۃ الثانیۃ:1395ھ ،ابواب الدعوات، باب مایقول اذا خرج من بیتہ، 367/5، حدیث:3428

[2] قزوینی، ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، محقق؛شعیب ارنوط، عادل مرشد، دار الرسالۃ العالمیہ، الطبعۃ الاولی؛1430ھ، ابواب التجارات، باب کراھیۃ الایمان فی البیع، 3/ 327، حدیث:2209

[3] سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، دار الرسالۃ العالمیہ بیروت الطبعۃ الثانیہ:1418، کتاب الرفق، باب فی الرفق، 4/ 187، حدیث 4809

آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ نرمی والا لہجہ اختیار کریں، اس لیے کہ کسی بھی شے میں نرمی نہیں ہوتی مگر وہ اس کو مزین کر دیتی ہے اور کسی بھی شے سے اس کو نہیں نکالا جاتا مگر وہ اس کو عیب دار بنا دیتی ہے۔

صبح سویرے بیداری:

تاجر کے لیے صبح سویرے بیداری اس کی تجارت کو چار چاند لگا دیتی ہے۔

حضرت صخر غامدی رضی اللہ عنہ [1] آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

((اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَاوَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً بَعَثَهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ، وَكَانَ صَخْرٌ رَجُلًا تَاجِرًا، وَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَةً مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ فَأَثْرَى وَكَثُرَ مَالُهُ))[2]

"اے اللہ میری امت کے لیے اس کی صبح کے اوقات میں برکت عطا فرما ۔ آپ ﷺ جب کوئی سریہ یا لشکر بھیجتے تھے تو ان کو اول وقت میں بھیجتے تھے۔ لہٰذا صخر غامدی رضی اللہ عنہ اپنے تاجروں کو صبح کے وقت ہی بھیجتے تھے۔ وہ مالدار ہو گئے اور ان کے مال میں اضافہ ہو گیا"۔

زاد المعاد میں علامہ ابن قیم فرماتے ہیں:

"وَنَوْمُ الصُّبْحَةِ يَمْنَعُ الرِّزْقَ؛ لِأَنَّ ذَلِكَ وَقْتٌ تَطْلُبُ فِيهِ الْخَلِيقَةُ أَرْزَاقَهَا، وَهُوَ وَقْتُ قِسْمَةِ الْأَرْزَاقِ، فَنَوْمُهُ حِرْمَانٌ إِلَّا لِعَارِضٍ أَوْ ضَرُورَةٍوَهُوَ مُضِرٌّ جِدًّا بِالْبَدَنِ"

"صبح کے وقت سونے سے رزق کم ہوتا ہے کیونکہ یہ رزق کی تقسیم کا وقت ہوتا ہے۔ اس لیے بلا کسی بیماری کے صبح کے وقت سونا یہ رزق سے محرومی کا ذریعہ ہے اور بدن کے لیے بھی نقصان کا باعث ہے"۔ [3]

سخاوت کرنا

عرب کی سخی لوگ اونچی جگہوں پر جایا کرتے تھے تاکہ ان کی شخصیت گمنام نہ رہے اور فقیر ان سے بآسانی ملاقات کر سکیں۔ اسی طرح رات کے آنے ولے مہمانوں کے لیے آگ جلاتے تاکہ ان کو مکان تلاش کرنے میں دشواری نہ ہو۔ اس کے برعکس بخیل لوگ ہمیشہ نچلی جگہوں پر بیٹھتے تھے تاکہ ان کا پتا ہی نہ چل سکے۔[4]

---

[1] آپ کا نام صخر بن ودعہ تھا آپ طائف کے باسی تھے اصحاب سنن او ابن خزیمہ نے ان سے اس حدیث کو روایت کیا اور اس کو صحیح قرار دیا(عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبعۃ اولی، 1415ھ، 3/338)

[2] سجستانی، سنن ابی داؤد، کتاب الجھاد باب فی الابتکار فی السفر، 4/247، حدیث:2606

[3] ابن قیم، جوزی، محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، مؤسسہ الرسالۃ، مکتبہ المنار اسلامیہ کویت، 1415ھ، 4 / 219

[4] جوزی، تفسیری نکات اور افادات، مکتبہ اسلامیہ، نومبر 2009، ص382

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ [1] آپ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں:

((الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُنْفِقَةُ، وَالسُّفْلَى السَّائِلَةُ))[2]

"اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے"۔

مشتری کو نقصان دینے والے امور سے اجتناب

اپنی بیچی جانے ولی شے کی ایسی تعریف کرنا اور ایسی خصوصیات بتانا جو کہ اس کے اندر نہیں ہیں۔ اس لیے کہ بائع کو وہی شے دوسرے کے لیے پسند کرنی چاہیے جو کہ اس کو اپنے لیے پسند ہو اگر اسکے علاوہ ہو گا تو ایسا کرنا ظلم کے زمرے میں آئے گا۔

اس اصول کی تفسیر شیخ جمال الدین قاسمی صاحب نے " موعظۃ للمومنین " میں یوں بیان کی ہے۔

اپنے سامان کی وہ تعریف نہ کرے جو کہ اس کے اندر نہیں ہے۔ اس لیے کہ مشتری اگر بائع کی تعریف کرنے کی وجہ سے اس شے کو خرید لے تو بائع اس کے ساتھ ظلم کرنے والا شمار ہو گا۔ اس لیے کہ اپنے مال کی تعریف کرنے کے لیے بائع قسم اٹھائے گا اور اگر اس کی قسم جھوٹی ہوئی تو یہ یمین غموس ہو گی اس کی وجہ سے اس کے اندر کبیرہ گناہ کا ارتکاب ہو گیا۔[3]

فروخت کندہ شے کے اندر تمام عیوب کو ظاہر کرنا

تاجر کے لیے لازمی ہے کہ بیچی جانے والی شے کے اندر موجود تمام عیوب کو ظاہر کرے اور اس کو اگر چھپائے گا تو یہ اس کے لیے دھوکہ اور حرام شمار ہو گا۔ اس کے بارے میں سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد یوں ہے:

((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِجَنَبَاتِ رَجُلٍ عِنْدَهُ طَعَامٌ فِي وِعَاءٍ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَقَالَ: "لَعَلَّكَ غَشَشْتَ، مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا))[4]

"میں نے آپ ﷺ کو ایک ڈھیر کے پاس سے گزرتے دیکھا اس کے پاس ایک برتن میں کھانا تھا آپ ﷺ نے اس کے اندر اپنا ہاتھ داخل کیا اور کہا شاہد آپ نے دھوکہ دیا ہے، جس شخص نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں"

---

1 آپ کا نام عبداللہ بن عمر بن عاص القرشی تھا، نبی ﷺ، عمر بن خطاب اور معاذ بن جبل آپ کے شیوخ تھے۔ انس بن مالک آپ کے شاگرد رہے۔ سڑسٹھ سال کی عمر میں وفات ہوئی (الجزری، عزالدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ، دار الکتب العلمیہ، محقق: علی محمد معوض، 1415ھ/292)

2 قشیری، صحیح المسلم، کتاب الزکاۃ، باب بیان ان الید العلی خیر من ید السفلی، 2/717، حدیث:1003

3 قاسمی، شیخ محمد جمال الدین، موعظۃ للمؤمنین من احیاء العلوم، دار المعرفہ بیروت، طبع 1334ھ، جلد اول/دوم، ص 119

4 قزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب البیوع، باب النہی عن بیع الطعام قبل ان یقبض، 3/338 حدیث 2225

اسی طرح سرکار دوعالم ﷺ جب بیعت کرتے تھے تو اس میں بھی اس بات کا عہد کرواتے تھے کہ مسلمان کی خیر خواہی کرنی ہے۔

((بایعتُ رسُولَ اللہِ ﷺعلی النُصحِ لِکُلِّ مسلمٍ))[1]

"میں نے رسول ﷺ سے ہر مسلمان کے لیے خیر خواہی کرنے پر بیعت کی"۔

آقا ﷺ کے فرمان سے یہ بات ثابت ہوئی کہ خیر خواہی اسلام کا لازمی جز ہے اس لیے جو بندہ دھوکہ دیتا ہے وہ آقا ﷺ کے فرمان کا پس پشت ڈالنے والا ہوا۔

فروخت کی جانے والی شے میں شرط فاسد نہ لگانا

اگر خریدی جانے والی شے میں شرط فاسد ہو تو اس کو بھی اصولا بیچنا درست نہیں ہو گا جیسے ایک بیع میں دو شرطیں لگانا مثلا لکڑی خریدنے والا اس کو کاٹ کر جگہ پر پہنچانے کی شرط لگادے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ آپ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں:

((لاَ يَحِلُّ سَلَفٌ وَبَيْعٌ، وَلاَ شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ، وَلاَ رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ، وَلاَ بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ))[2]

"قرض اور بیع کو ایک دوسرے سے ملانا درست نہیں اور نہ بیع میں دو شرطیں لگانا درست ہے اور جو آپ کے پاس نہیں ہے اس کو بیچنا درست ہے"۔

اپنے حق سے کم پر اکتفاء کرنا

یہ تجارت کا ایسا اصول ہے اس سے کئی جھگڑے اور فساد ختم ہو جاتے ہیں۔ انسان دوسروں کے حقوق کو اپنے حقوق پر ترجیح دے۔ آپ ﷺ نے ان معاملات کو کر کے دکھایا تاکہ امت کو سبق حاصل ہو۔ چناچہ ایک دفعہ رسول ﷺ بازار میں تشریف لے گئے وہاں ایک وزن کرنے والا کسی جنس کا وزن کر رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا:

((یا وزّانُ زِنْ وأرْجِح))[3]

"اے وزن کرنے والے وزن کریں اور وزن کو جھکائیں"

یہ بات ثابت ہے کہ جھگڑے اس وقت ہوتے ہیں جب انسان جان بوجھ کر یا غلطی سے دوسرے کا حق کھانے کا ارادہ کر رہا ہو۔[4]

---

1 ابوعبداللہ احمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبل، مؤسسہ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی، 1421ھ 31/535، حدیث:19198

2 سجستانی، سنن ابی داوٗد، کتاب البیوع، باب فی الرجل یبیع مالیس عندہ،5/314، حدیث 2504

3 ایضا، باب الرجحان فی الوزن،3/335، 2221

4 کیلانی، مولانا عبدالرحمن، تجارت اور لین دین کے مسائل واحکام، مکتبہ دارالسلام لاہور 1991، ص:18

فروخت کی جانے والی شے مال ہو

اس اصول کی رو سے وہ تمام تجارات جن میں مال کی تعریف صادق نہ آتی ہو اس کی تجارت درست نہیں جیسے شراب، سور، خون اور مردار، بت فروشی، آلات طرب اور موسیقی ان سب کی تجارت درست نہیں ہے اور جتنی اشیاء حلال ہیں ان کی خرید وفروخت درست ہے۔

اسلام ان تمام تجارتی معاملات کو ممنوع قرار دیتا ہے جو کہ جہالت، دھوکہ بازی اور فریب پر مشتمل ہوں چناچہ سرکار دوعالم نے اس کی ممانعت یوں فرمائی:

((نَہٰی عَنْ بَیْعِ حَبَلِ الْحَبَلَۃِ))[1]

"آپ ﷺ نے حمل کے حمل کی بیع کو ناجائز قرار دیا"۔

جانوروں کے تھنوں میں بغیر نکالے ہوے دودھ کی فروخت، تالاب میں موجود مچھلیوں کی بیع، وغیرہ یہ ایسی بیوعات ہیں جن میں غرر پایا جاتا ہے۔

فروخت کی جانے والی شے کا قبضہ میں ہونا

بیع کے وقت شے فروخت کنندہ کے قبضے میں حسی یا معنوی قبضے کی صورت میں ہونا ضروری ہے۔ معنوی سے مراد یہ ہے کہ اس کی ذمہ داری میں شے ہو اور نقصان کی صورت میں نقصان اسی کا ہو نہ کہ جس شخص سے شے خرید گئی ہے اس کے ذمے ڈالا جائے۔[2]

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے آپ ﷺ عرض کی کہ ایک شخص مجھ سے ایک شے خریدنا چاہتا ہے جو میرے پاس نہیں ہے کیا میں اس کو بیچ سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ جس کو علامہ بیہقی[3] یوں بیان کرتے ہیں:

((لَا تَبع مَالَیسَ عَنْدك))[4]

"جو آپ کے پاس نہیں ہے اس کو فروخت نہ کیجیے"۔

---

[1] قزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب البیوع، باب النہی عن بیع مالیس عندک ،3 / 315، حدیث:2197

[2] عثمانی، محمد تقی، اسلامی بنکاری کی بنیادیں، مکتبہ العارفی جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد، جون1998، ص100

[3] اسماعیل بن حسین بن عبداللہ البیہقی، ابوالقاسم آپ کی پیدائش 402ھ کو ہوئی حنفی عالم زاہد اور فقیہ تھے۔ اپنے وقت کے امام تھے۔ حنفی فروعات میں آپ کی دو کتابیں الکفایہ اور مختصر شرح قدوری شامل ہیں آپ کی وفات 1012م میں ہوئی (رزکلی، اعلام، 1 / 312)

[4] بیہقی، احمد بن حسین بن علی ابو بکر، السنن الکبری، مکتبہ الرشد، ریاض، 1423ھ، کتاب البیوع، باب من قال لایجوز بیع العین الغائبہ، 5 / 438، حدیث:10422،

اس سے معلوم ہوا کہ ایسی اشیاء کی تجارت درست نہیں ہے جو کہ انسان کی ملکیت میں نہ ہوں۔ اس کے نقصانات بائع پر اعتماد اٹھنا اور دھوکہ باز سمجھا جانا ہیں۔

وزن کے بغیر کسی شے کو نہ فروخت کرنا

فروخت کرنے والے کے لیے لازمی ہے کہ کسی بھی شے کو برابر سرابر وزن کے بغیر فروخت نہ کرے۔ اس کی چند مثالیں یوں ہیں مثلاً گوشت بیچنے والا شخص گوشت کم اور ہڈیاں زیادہ ڈالتا ہے اور اسی طرح وزن کرتے ہوئے بعض لوگ وزن کی جانے والی شے میں انگلی ڈالتے ہیں تاکہ وزن اس انگلی کی وجہ سے جھک جائے یہ دونوں صورتیں تطفیف میں آتی ہیں۔ کسی بھی شے کو فروخت کرتے وقت پورا وزن خریدار کے سامنے تولا جائے تاکہ اس کو تول میں شک نہ ہو اور وزن کو پورا تولا جائے تاکہ بقدر قیمت شے کی خرید و فروخت برابر سرابر ہو سکے چناچہ حضرت ابن عباس آپ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں:

((من ابتاعَ طَعاماً فلا يَبِعْه حتى يكتاله))[1]

"جس شخص نے کوئی شے خریدی اس کو اس وقت تک نہ بیچے جب تک اس کا وزن نہ کرلے"۔

یہ حدیث بھی اس بات کو واضح کرتی ہے کہ اشیاء منقولہ کی فروخت میں اگر اشیاء وزنی ہوں تو ان کا وزن کیا جائے اور اگر کیلی ہوں تو اس حساب سے اور اگر عددی ہوں تو شمار کرکے بائع ان کو فروخت کرے۔

سود سے گریز

سود ایک لعنت ہے۔ تجارتی سود مال سے برکت کو ختم کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے غریب کی غربت میں اضافہ ہوتا ہے اور امیر مزید امیر ہوتا ہے یہی وجہ ہے اسلام میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ چناچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾[2]

"اے ایمان والو دگنا چوگنا کرکے سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾[3]

"اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور باقی سود کو چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو"۔

---

[1] سجستانی، سنن ابی داود، کتاب البیوع، باب فی بیع الطعام قبل ان یستوفی، 5/ 586، حدیث 3496

[2] آل عمران: 130

[3] البقرۃ: 286

مندرجہ بالا آیات سود کی حرمت پر واضح دلالت کرتی ہیں اور سودی کاروبار سے بچنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ صرف سود نہیں جو بھی کمائی کا حرام ذریعہ ہو اس سے بچا جائے۔

جوا اور قمار سے گریز

تجارت میں جوا لگانا ایک ناسور کی حیثیت رکھتا ہے۔اس کی مضرت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ قرآن مجید بھی اس کے حرام ہونے کا واضح اعلان کرتا ہے۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾[1]

"اے ایمان والو بے شک شراب، جوا، بت اور پانسے یہ سب نجاست ہیں اور شیطان کا عمل ہیں سو تم ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ"۔

نشہ آور اشیاء کی تجارت سے بچنا

نشہ آور اشیاء کی تجارت حرام ہے اس میں مائع اور ٹھوس تمام اشیاء شامل ہیں۔ چناچہ انگور مکئی، جو، شہد کی شراب ممنوع ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ آپ ﷺ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں:

((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَنْ مَاتَ وَهُوَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَشْرَبْهَا فِيْ الآخرة))[2]

"ہر نشہ آور شراب ہے اور ہر مسکر حرام ہے اور جو شخص شراب پیتے ہوئے مر گیا اس کو آخرت میں شراب نہیں پلائی جائے گی"۔

ضرورت سے زیادہ پانی کو بیچنے سے بچنا

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((المسلمونَ شركاءُ فِي ثلاثٍ: في الماءِ، والكلإِ، والنارِ، وَثمنهُ حَرَامٌ))[3]

"مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں آگ، گھاس اور پانی اور اس کی قیمت لینا حرام ہے"۔

---

[1] مائدہ:90

[2] سجستانی، سنن ابی داود، کتاب الشرب، باب النہی عن المسکر،5/520،حدیث521

[3] قزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الشرکہ، باب المسلمون شرکاء فی ثلاث،2/526،حدیث2474

امام ابو عبید[1] "کتاب الاموال" میں پانی کی فروخت کے بارے میں یوں بیان کرتے ہیں:

"اس پانی کو فروخت کرنا منع ہے جو کہ اپنی جگہ پر اکھٹا ہو یا بہتا ہو اور ایک جگہ سے دوسری جگہ پر اٹھا کر نہ لایا گیا ہو پانی کو اگر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے اور وہ برتنوں اور مشکیزوں وغیرہ میں ڈال دیا جائے تو امام ابو عبید کے ہاں اس پانی کو بیچ سکتے ہیں اس لیے کہ اس میں پانی لانے والے کی محنت شامل ہوتی ہے"۔[2]

اس لیے تاجر کو چاہیے کہ ان اشیاء کی تجارت سے بچے جو کہ تمام مسلمانوں کے درمیان مشترک ہیں۔ خاص کر جن علاقوں میں پانی کی کمی ہوتی ہے ان میں قدرتی نکلنے والے پانی پر قبضہ جمالیتے ہیں اور اس کو استعمال نہیں کرنے دیتے۔

منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی سے بچنا

ایک تاجر کے لیے ناجائز منافع اور ذخیرہ اندوزی سے بچنا بہت ضروری ہے۔ اکثر اوقات اشیاء کو ذخیرہ کیا جاتا ہے اور اس کو بازار میں کم مقدار میں سپلائی کیا جاتا ہے اور بعد میں اس شے کے مہنگے ہونے کے بعد اس کو بازار میں سپلائی کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس صورت سے منع فرمایا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ فرماتے ہیں:

((نَہی رسولُ اللهِ ﷺ أن يتلقى الرُّكبانِ وَلَا يَبِيْعَ حَاضِر لِبادٍ))[3]

"آپ ﷺ نے قافلوں کے ساتھ ملنے سے اور کسی شہری کی دیہاتی کے لیے خرید و فروخت کو منع کیا"۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ فرماتے ہیں:

((الجالبُ مرزوق، والمحتكرُ ملعونٌ))[4]

"نفع کھینچنے والے کو رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والے کو لعنت کی جاتی ہے"۔

عربوں میں موجود منافع خوری اس طرح تھی اور آقا ﷺ نے اسکی ممانعت فرمائی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ذخیرہ اندوزی کی یوں بھی ممانعت فرمائی:

---

[1] ابو عبید بن قاسم بن سلام دوسری صدی کے نصف آخر میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم ہراۃ سے حاصل کی عبد اللہ بن مبارک اور کئی اساتذہ سے استفادہ کیا۔ آخیر زمانہ میں بغداد کے قیام کے دوران بیمار ہوئے وہاں کے امیر طاہر بن عبد اللہ نے سرکاری طبیب بھیجا۔ اڑسٹھ سال کی عمر میں حج کے لیئے گے۔ محرم 224ھ میں مکہ میں انتقال کیا (القاسم، امام ابو عبید، کتاب الاموال، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 2010م، 1/50)

[2] ایضا، 1/474

[3] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ الاولی: 1422ھ، کتاب البیوع، باب اجر السمسرۃ، 3/ 92، حدیث: 2274

[4] القزوینی، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، باب الحکرۃ والجلب، 2/728 حدیث 2153

((أن النبيَّ ﷺ نهى أنْ يحتكرَ الطعامَ))[1]

"آپ ﷺ نے کھانے کی ذخیرہ اندوزی سے منع کیا ہے"۔

دھوکے کی بیع سے بچنا

جس تجارت میں اطمینان نہ ہو کہ مبیع ملے گی یا نہیں اور اگر ملی تو پوری ملے گی یا نامکمل اس کو بیع الغرر کہتے ہیں۔[2] اسی بناپر پانی میں موجود مچھلی کی فروخت، بھیڑ کی پیٹھ پر اون کی فروخت، جانور کے پیٹ میں بچے اور تھن میں موجود دودھ کی بیع، پکنے سے پہلے پھل سخت ہونے سے پہلے دانے کی فروخت سامان دیکھے بغیر اس لیئے سامان کی صفت، نوعیت اور مقدار کا متعین ہونا بہت ضروری ہے۔[3]

حضرت ابو سعید خذری رضی اللہ فرماتے ہیں:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ شِرَاءِ مَا فِي بُطُونِ الْأَنْعَامِ حَتَّى تَضَعَ، وعَنْ بَيْعِ مَا فِي ضُرُوعِهَا، وعَنْ شِرَاءِ الْعَبْدِ وهُوَ آبِقٌ، وعَنْ شِرَاءِ الْمَغَانِمِ حَتَّى تُقْسَمَ، وعَنْ شِرَاءِ الصَّدَقَاتِ حَتَّى تُقْبَضَ، وعَنْ ضَرْبَةِ الْغَائِصِ.))[4]

"آپ ﷺ نے منع فرمایا جانوروں کے پیٹ میں بچے کو خریدنے سے یہاں تک کہ جن لے اوراس کے تھنوں میں دودھ کو اور بھاگے ہوئے غلام کی بیع اور مال غنیمت کو تقسیم ہونے سے پہلے خریدنا اور صدقات کو قبضہ سے پہلے اور جال پھینک کر خرید و فروخت کرنے سے منع کیا"۔

بیع ملامسہ اور منابذہ کی ممانعت

بیع ملامسہ اور منابذہ کو دھوکے کی بیع میں شمار کیا جاتا ہے۔ ملامسہ اس بیع کو کہا جاتا ہے جس میں کئی قسم کی مبیع رکھی جاتی ہیں اور مشتری کے بغیر تامل چھونے سے اس کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ کئی قسم کے مشتری کھڑے ہوں بائع نے ایک مشتری کو چھوا تو اس کے لیئے خریدنا لازم ہو جائے۔ اسی طرح منابذہ اس بیع کو کہا جاتا ہے جس میں کنکری پھیکی جاتی ہے اور وہ کنکری جس بھی کپڑے یا بیچی جانے والی شے کو لگ جائے اس کو فروخت کیا جائے۔

ابو ھریرہ رضی اللہ[5] نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

---

[1] الطبرانی، المعجم الکبیر، 8/188، حدیث 7776

[2] مدنی، مولانا حسین احمد، تقریر ترمذی مع شمائل ترمذی، کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان، طبع اول 1985، ص 663

[3] الجزائری، ابو بکر جابر، منہاج المسلم، کتب خانہ مجیدیہ، 1418ھ، باب ماجاء فی کراھیۃ بیع الغرر، ص 631،

[4] قزوینی، سنن ابن ماجہ، باب النہی عن شراء مافی بطون الانعام وضروعھا وضربۃ الغائص، 3/314، حدیث 2196

[5] حضرت ابو ھریرہ کا نام کفر میں عبد الشمس اور اسلام میں عبد الرحمن بن صخر دوسی تھا۔ چار سال سفر و حضر میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے۔ منورہ میں پینتیس ہجری میں وفات ہوئی۔ چار ہزار تین سو چونسٹھ احادیث کے راوی ہیں (زرکلی، اعلام، 3/ 308)

((نہی عن بَيْعِ الملامسةِ[1] والمنابذةِ[2]))[3]

"آقا ﷺ نے بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا"۔

ہر وہ بیع جس میں فریقین میں سے کسی ایک کو نقصان ہو اس کو شرعا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

دور حاضر میں بیع ملامسہ کی چند پائی جانے والی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

یو فون یا کسی بھی اور کمپنی کا کارڈ آن لائن جب لوڈ کیا جاتا ہے تو پیکج کی مطلوبہ آفر کو بڑی سرخی کے ساتھ لکھا جاتا ہے لیکن اس پر لاگو ہونے والے ٹیکس کو مختصر فانٹ کے ساتھ لکھا جاتا ہے تاکہ اس پر لوڈ کرانے والے کی نظر نہ پڑے۔ اسی طرح اگر انٹرنیٹ پیکج کروایا جائے تو مقرر کردہ وقت میں سے کچھ وقت کے لیے وہ آفر کارآمد نہیں ہوتی تو اس وقت کو چھوٹے فانٹ کے ساتھ لکھا جاتا ہے تاکہ وقت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس آفر سے انکار نہ کیا جائے۔

اسی طرح جب دراز سے آن لائن کوئی شے خریدی جاتی ہے تو اس کو دیکھنے میں پرکشش بنایا جاتا ہے حالانکہ دیکھا جائے تو اس بیچی جانے والی شے کی بھی کئی اقسام ہوتی ہیں مثلا اگر کوئی جوتا خریدتا ہے تو بظاہر کسی اچھی کمپنی کا اور پہننے میں نرم ظاہر کیا جائے گا لیکن وہ حقیت میں ایک کم درجے کا جوتا ہوتا ہے۔ جو بازار سے دوگنا مہنگا ظاہر کر کے مشتری کو بیچ دیا جاتا ہے۔ لہذا آن لائن سروسز کا ڈسپلے سنٹر ہونا چاہیے جس میں فروخت کی جانے والی شے کو پہلے دیکھا یا جائے اور اس کے بعد اس کی فروخت کی جائے تاکہ دھوکہ سے بچا جاسکے۔

اسی طرح اوایل ایکس پر بھی آن لائن اشیا کی خرید و فروخت بیع ملامسہ کی صورت پائی جاتی ہے۔ مشتری خریدی جانے والی شے کو کلک کرتا ہے اور اس کی اچھی صورت دیکھ کر اس کی ڈیمانڈ کر دیتا ہے مثلا ایک گاڑی جب اوایل ایکس پر لگائی جاتی ہے اور اس کی صورت کو بظاہر اچھا بنایا گیا ہوتا ہے دیکھنے والا شخص اس گاڑی کا شیدائی ہوتا ہے۔ ظاہری صورت پر اکتفا کرتے ہوئے اس گاڑی کو مطلوبہ جگہ تک پہنچانے کا آرڈر کر دیتا ہے لیکن جب وہ کچھ دن چلاتا ہے تو اس کو پتا چلتا ہے کہ یہ گاڑی تو خراب ہے تو خریدنے والے کے لیئے دھوکہ ہے جو کہ اس آن لائن خریداری یعنی بیع ملامسہ سے کچھ ملتی جلتی صورت میں ہوا۔

پھل پکنے سے قبل بیع کی ممانعت

پھل پکنے سے پہلے اس کی فروخت بھی دھوکے کے زمرے میں آتی ہے۔ چناچہ اس بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے چناچہ انس بن مالک رضی اللہ آپ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں:

---

[1] الزرقانی، محمد بن عبد الباقی، شرح الزرقانی علی الموطا امام مالک، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1411ھ 3/400)

[2] عسقلانی، عمدہ القاری 11/269، حدیث 96)

[3] النیسابوری، ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراھیم، مستخرج ابی عوانہ، دار المعرفہ بیروت، طبع اولیٰ 1419ھ، باب حظر بیعتان ملامسہ والمنابذہ والدلیل علی انہما بیعتان مجہولتان وھما من الغرر، 3/257، حدیث 4875،

((أَنَّ رَسولَ اللَّهِ ﷺ نَهى عن بَيْعِ الثِّمارِحتَّى تُزْهِيَ. فقِيلَ له: وما تُزْهِي؟قالَ: حتَّى تَحْمَرَّ)).[1]

"آپ ﷺ نے بیع پھلوں کی اس کے پکنے سے پہلے ان کی بیع کرنے سے منع فرمایا آپ ﷺ سے یہ پوچھا گیا کہ پکنے کا مطلب کیا ہے تو فرمایا یہاں تک کہ وہ سرخ ہو جائیں "۔

ایک صحابی نبی ﷺ کے ساتھ مدینے کے راستوں میں سے ایک راستے پر چل رہا تھا۔ کھانے کے ڈھیر کے پاس سے گزر ہوا آپ نے اس ڈھیر میں سے ردی کھانا نکالا اور فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ.))[2]

"جس شخص نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ نے دھوکے کے بارے میں ایک اصول بیان کیا ہے۔

" نہ کسی کو دھوکہ دیں اور نہ دھوکہ کھائیں اس کے تحت وہ حضرت عمر رضی اللہ کے قاصد کا واقعہ لکھتے ہیں جو کہ ہرقل کے پاس گیا۔ ہرقل نے اس سے پوچھا کہ کیا آپؓ کے خلیفہ کے اخلاق کیسے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ وہ نہ فریب دیتے ہیں اور نہ کسی کے فریب میں آتے ہیں۔ ہرقل نے کہا کہ کسی کو دھوکہ نہ دینا یہ بڑی بات نہیں ہے لیکن کمال عقل یہ ہے کہ کسی سے دھوکہ نہیں کھات اس لیے ان کی اطاعت قبول کرلینی چاہیے،،[3]

سودے پر سودا کرنے کی ممانعت

دو پارٹیوں کے درمیان معاملہ طے پا جانے کے بعد تیسرے فریق کو یہ اجازت نہیں کہ وہ کسی پارٹی کو ورغلا کر سودا خراب کرنے کی کوشش کرے۔ نہ تو خریدار سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ سودا ختم کردیں میں تمہیں یہی چیز اس سے کم قیمت پر مہیا کر دیتا ہوں اور نہ ہی فروخت کرنے والے کو یہ کہا جاسکتا ہے کہ میں اس سے زیادہ قیمت میں لوں گا آپ اس کو نہ فروخت کیجئے، یہ دونوں طریقے بیع سلم میں منع ہیں، اس طرح لوگوں کے درمیان نفرت وعداوت پیدا ہوسکتی ہے۔ اس لیے حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ))[4]

"کسی کے سودے پر سودا نہ کرو"۔

---

[1] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب من باع ثمارہ او نخلہ اوارضہ 2/ 127، حدیث:1488

[2] لطبرانی، المعجم الکبیر، 22/197، حدیث521

[3] تھانوی، مولانا اشرف علی، خزینہ شریعت ومعرفت، سندھ نیشنل اکیڈمی حیدر آباد، دسمبر 2007، ص85

[4]، بخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب النہی للبائع ان لا یحفل الابل والبقر، 3/ 71، حدیث:2150

آج کاروباری لوگ اپنے ساتھ دو جاننے والے اشخاص رکھتے ہیں۔ اگر گاہک کو کوئی چیز پسند آجاتی ہے وہ اس کی قیمت میں اضافے کے لیے دکاندار یا ٹھیلے والے کو یہ کہتے ہیں کہ اس کو خریدار سے زیادہ قیمت میں خریدنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ان کا مقصد خریدنا نہیں ہوتا بلکہ چیز میں اضافہ کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح کی بیع کا مقصد دھوکہ دینا ہوتا ہے لہذا شریعت مطہرہ ایسی بات کو ناجائز قرار دیتی ہے جس میں خریدار یا فروخت کنندہ میں سے کسی کا نقصان ہو۔

اُدھار معاملات لکھ لینا

کاروباری طبقہ کو اکثر اُدھار خرید و فروخت کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔ بعض اوقات فریقین آپس میں اچھے تعلقات کی وجہ سے ابتدا میں کسی تحریر کی ضرورت محسوس نہیں کرتے مگر بعد میں اعتماد نہ ہونے کی وجہ سے نوبت لڑائی، جھگڑے اور مقدمہ بازی تک جا پہنچتی ہے، یا زیادہ وقت گزرنے کی وجہ سے خریدار کو یاد ہی نہیں رہتا کہ اس نے کوئی چیز خریدی تھی یا نہیں، اگر خریدی تھی تو اس کی قیمت کیا تھی۔

یہ بھی ممکن ہے کہ خریدار اچانک فوت ہو جائے اور لکھا ہوا نہ ہونے کی وجہ سے اس کے ورثاء انکار کر دیں اس موقع پر اگر کسی فریق کے پاس تحریر موجود ہو تو یہ شہادت کا کام دے سکتی ہے۔ چناچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا إِذا تَدايَنتُم بِدَينٍ إِلىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكتُبوهُ .﴾[1]

”اے ایمان والو! جب تم مدتِ معین تک اُدھار کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو“۔

اگر فروخت شدہ چیز بڑی مالیت کی ہو تو پھر رسید کا اہتمام ضرور ہونا چاہیے تاکہ بعد میں کوئی نقص سامنے آئے تو خریدار کے پاس ثبوت موجود ہو جو فروخت کنندہ کو دکھایا جاسکے۔ حضرت عداء بن خالدؓ[2] بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے آنحضرت ﷺ سے غلام یا لونڈی خریدی اور آپؐ نے ثبوت کے طور پر مجھے یہ تحریر لکھ کر دی:

((أَلَا نُقْرِئُكَ كِتَابًا كَتَبَهُ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: قُلْتُ: بَلَى فَأَخْرَجَ لِي كِتَابًا فَإِذَا فِيهِ هَذَا مَا اشْتَرَى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اشْتَرَى مِنْهُ عَبْدًا أَوْ أَمَةً لَا دَاءَ وَلَا غَائِلَةَ وَلَا خِبْثَةَ بَيْعَ الْمُسْلِمِ لِلْمُسْلِمِ))[3]

”کیا ہم وہ کتاب نہ پڑھیں جو کہ رسول ﷺ نے میرے لیے لکھی تھی میں نے کہا کیوں نہیں یہ وہ خریداری ہے جو عداء بن خالد بن ہوذہ نے محمد رسول اللہ ﷺ سے کی ہے اور انہوں نے ایک ایک ایسا غلام یا لونڈی خریدی ہے، جس میں نہ کوئی عیب ہے اور نہ ہی اخلاقی برائی اور دھوکہ دہی۔ یہ ایک مسلمان کی مسلمان کے ساتھ بیع ہے“۔

---

[1] البقرہ:282

[2] عداء بن خالد کا نام عداء بن خالد بن ھوذہ بن ربیعہ تھا۔ آپ کا شمار بصرہ کے دیہاتیوں میں ہوتا تھا۔ آپ غزوہ حنین کے بعد اسلام لائے (الجزری، اسد الغابہ، 3/4)

[3] قزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الرقیق، باب شراء الرقیق، 3/360، حدیث 2251

قرض کی بہتر ادائیگی

حضرت ابو رافع آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

((اسْتَسْلَفَ رسولُ الله ﷺ بَكْراً، فجاءَته إبلٌ من الصدقةِ، فأمرني أن أقضيَ الرجلَ بكْرَهُ، فقلت: لم أجد في الإبل إلا جملاً خِياراً رَباعِياً، فقال النبيَّ ﷺ أعْطِه إياه، فإن خِيارَ الناسِ أحسنُهم قضاء)) [1]

"آپ ﷺ نے ایک شخص سے اونٹ قرض لیا۔ آپ ﷺ کے پاس صدقے کے اونٹ آئے۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ ان کو قرض ادا کروں۔ میں نے کہا کہ میں تو اونٹوں میں اچھے اونٹ دیکھ رہا ہوں آپ ﷺ نے کہا اس کو اونٹ دے دو۔ بے شک لوگوں میں بہتر وہ ہے جو کہ بہتر ادائیگی کرنے والا ہو"۔

دروس واسباق

انسان ضرورت کی صورت میں قرض لے سکتا ہے۔ لیکن قرض سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کی جائے۔ قرض کی ادائیگی انسان کو بہتر صورت میں کرنی چاہیے۔ اگر بہتر نہیں کر سکتا تو اسی صورت میں لوٹا دے جس صورت میں اس سے وہ چیز قرض دینے والے سے لی تھی۔ انسان کے وصیت نامے میں قرض کی ادائیگی کا ذکر کرنا ضروری ہے اس لیے کہ اللہ کی راہ میں شہادت کے رتبے پر فائز ہونے والے لوگوں کے بھی سارے گناہ خون کا قطرہ زمین پر بہنے سے پہلے معاف ہو جاتے ہیں مگر قرض معاف نہیں ہوتا۔

[1] ایضا، کتاب القضا، باب فی احسن القضاء 2/ 236، حدیث 3346

خلاصہ الباب

اللہ رب العزت نے انسان کو پیدا کیا اور اس کے لیے معاش کا سامان رکھ دیا۔ بہترین معاش تجارت ہے ۔اس لیے کہ اکثر انبیاءؑ تجارت سے وابستہ تھے۔ نبیوں کے سردار بھی تجارت سے وابستہ رہے۔ آپ ﷺ کا حضرت ابو طالب کے ساتھ تجارت کا عہد طفولیت میں تجارت سیکھنا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت بطور مضاربت لے کر شام اور دیگر علاقوں میں سفر کرنا بھی تجارت کی اہمیت کو بیان کرتے ہیں۔

آپ ﷺ کے شریک تجارت افراد کی گواہیاں، آپ کی صداقت ، امانت داری ، سچائی ، راست بازی، سخاوت ، دوسروں کی ضروریات کو مقدم کرنا تجارت کی اہمیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں اور امت کو یہ درس دیتی ہیں کہ اپنے نبی کی ان باتوں اور اعمال کو اپنی زندگیوں میں لائیں اور ان احکامات پر عمل پیرا ہوں۔

آپ ﷺ کی تجارتی ترغیبات جیسے حلال رزق کی کمائی کا عبادت ہونا، ہاتھ کی کمائی کا افضل ہونا، آپ ﷺ کا محنت کش کی تعریف کرنا اور سچے اور امانت دار تاجر کی تعریف کرنا ، انصاری صحابی کا ہاتھ چومنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے اس کو پسند کیا۔

کسی بھی کام میں آدب کی پاسداری کی جائے تو اس میں خدائی مدد شامل حال ہوتی ہے اور دنیاوی فائدہ لوگوں کے اعتماد کرنے کی صورت میں حاصل ہوتا ہے اور اس کام میں ترقی کی راہیں کھل جاتی ہیں اسی طرح تجارت کے آداب کی بھی اگر پاسداری کی جائے تو انسان کے قدم کامیابی کی راہ کی طرف گامزن ہو جاتے ہیں۔

باب دوم

آنحضرت ﷺ کے اصول تجارت اور عصر حاضر میں استفادہ کی صورتیں

فصل اول : آنحضرت ﷺ کی تجارتی سرگرمیاں

فصل دوم: آنحضرت ﷺ کی تجارتی سرگرمیوں سے ماخوذ دروس واسباق

فصل سوم: آنحضرت ﷺ کے تجارتی اسوہ حسنہ سے استفادہ کی صورتیں

فصل اول:

آنحضرت ﷺ کی تجارتی سرگرمیاں

سرکار دوعالم ﷺ نے معاش کمانے کے لیے تگ ودود کی اور بطور معاش تجارت کو اپنایا۔ عربوں کے ہاں اکثر لوگ تجارت کرتے تھے۔ اسی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے سرکار دوعالم ﷺ نے بھی تجارت کی۔ اس فصل میں آپ ﷺ کی تجارتی سرگرمیاں جس میں آپ ﷺ کا ابو طالب کے ساتھ شام کا تجارتی سفر، حضرت خدیجہ کے غلام کے ساتھ شام کا تجارتی سفر، اسی طرح بحرین، جرش، حبشہ اور دبا وغیرہ کا تجارتی سفر، آپ ﷺ کی حضرت ابو طالب، حکیم بن حزام سائب بن ابی سائب، عباس بن عبد المطلب اور قیس بن سائب مخزومی کے ساتھ کی گئی شراکت ،بعثت کے بعد کی گئی تجارت، آپ ﷺ کی مدینے میں کی گئی تجارت اور قافلے سے اونٹ کی خریداری کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی تجارت

تمام انسانوں میں خدا تعالیٰ کا سب سے پسندیدہ طبقہ انبیاء کرام کا ہے ۔ اللہ رب العزت کے قانون کو دیکھا جائے تو انبیائے کرام اکثر وبیشتر فقر وفاقہ کی حالت میں رہے ہیں اور اپنی اور اہل خانہ کے لیے معاشی کوشش اس حد تک کی تاکہ ضروریات زندگی کے لیئے کفایت ہو جائے اور امت بھی سبق حاصل کرے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے

﴿وَعَلَّمنهُ صَنعَةَ لَبُوس لَكُم لِتُحصِنَكُم من باسِكُم ﴾[1]

"اور سکھایا ہم نے حضرت داود علیہ السلام کو تمہارے بچاؤ کے واسطے ذرع بنانا"۔

اس آیت کی تفسیر "الکشف والبیان" میں یوں بیان کی گئی ہے:

> "لبوس سے مراد نیزے ہوتے ہیں اور اس مقام پر ذرع کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ حلوب اور رکوب یعنی ایسی چیز جس کو پہنا جائے اس کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ داؤدؑ پہلے شخص تھے جنہوں نے ذرع کو ڈھالا اور اس پر کڑے لگائے تاکہ تمہاری شدید جنگ میں حفاظت ہو"۔[2]

---

[1] الانبیاء:80

[2] الثعلبی، احمد بن محمد بن ابراهیم، الکشف والبیان عن تفسیر القرآن، تحقیق: ام ابی محمد بن عاشور، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، الطبعۃ اولی: 1422ھ، 286/6

سرکار دوعالم ﷺ نے بھی تجارت کے لیے اسفار کیے جو اس بات کا درس دیتے ہیں کہ انسان کو خود معاش کے لیے تگ ودود کرنی چاہیے۔ آپ ﷺ کے معاش کے لیئے کیے گئے تجارتی اسفار کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

حضور ﷺ کے تجارتی اسفار

عربوں میں تجارتی اسفار کرنا معروف تھا۔ ان اسفار میں وہ مختلف ممالک کی اشیاء لے کر ان علاقوں میں جاتے جہاں ان کی طلب ہوتی اور ان علاقوں کی سوغات لے کر دوسرے علاقوں میں فروخت کرتے تھے، جہاں ان اشیاء کی طلب زیادہ ہو۔ لوٹ مار اور ڈاکہ زنی کی وجہ سے عربوں کے تجارتی اسفار مختلف قافلوں کی صورت میں ہوتے تھے ۔رواج کے مطابق آپ ﷺ بھی مختلف قافلوں کے ساتھ تجارت کے لیے جاتے اور ان میں آپ ﷺ کے شریک سفر افراد بھی ہوا کرتے تھے جو کہ آپ کے ساتھ سرمایہ لگا کر یا کسی اور کا سرمایہ لے کر بطور شریک جاتے تھے۔ ذیل میں اس کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر

آپ ﷺ سن شعور کو پہنچنے کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تجارتی اسفار میں جایا کرتے تھے۔[1] آپ ﷺ نے دس سال کی عمر میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا۔ حضرت آمنہ نے حضرت عبد اللہ کا ترکہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دے دیا تھا۔ اس سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے جو یمن سے عطر لا کر ایام حج میں فروخت کرتے تھے۔[2]

حضرت ابو طالب کے ساتھ سفر شام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بارہ سال دو ماہ ہو چکی تھی تو آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نے قریش کے تجارتی قافلے کے ساتھ سفر کا ارادہ کیا، مشکل سفر کی وجہ سے وہ اکیلے جانا چاہتے تھے۔ لیکن بوقت روانگی آپ ﷺ بہت پریشان تھے اس لیے آپ ﷺ کو اپنے ہمراہ لے لیا اور روانہ ہوئے۔ جب شہر بصری کے قریب ہوئے تو ایک راہب سے ملاقات ہوئی۔ اس نے آپ ﷺ کی علامات نبوت دیکھ کر آپ کو نبی ہونے کا مصداق پایا اور ابو طالب کو تاکید کی کہ ان کو یہاں سے لے جا کر شام کے یہودی دشمنوں سے بچایا جائے، چنانچہ ابو طالب نے آپ کو مکہ واپس بھیج دیا۔[3]

---

[1] نعمانی، علامہ شبلی، سیرت النبی، ادارہ اسلامیات پبلشرز، ستمبر 2002، 1/ 129

[2] شوقی، اٹلس سیرت النبی، ص:44

[3] الحلبی، علي بن إبراهيم بن احمد، السيره الحلبيه، دار الكتب العلميه، بيروت، الطبعة الثانية: 1427، 1/ 176

ان اسفار میں آپ ﷺ نے خرید و فروخت کا تعارف اور تجارت سے متعلقہ بنیادی معلومات سیکھیں اور اس ہنر کو بطریق احسن سیکھا اور ایسا سیکھا کہ سرکار دو عالم کی اس وجہ سے شہرت ہوئی۔ آپ ﷺ نے بھی بڑے ہو کر اس پیشے کو اپنایا۔ تجارتی دیانتداری اور امانتداری میں ایک ارفع مقام حاصل کیا۔

حضرت ابو طالب کے ساتھ شام کا دوسرا سفر

علامہ قسطلانی[1] ابو طالب کے ساتھ کیے ہوئے سفر کو یوں بیان کرتے ہیں۔ "حضرت ابو طالب نے آپ کو کہا اے میرے بھتیجے میرے پاس مال نہیں ہے اور قریش کا قافلہ شام کی طرف جا رہا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا لوگوں کو مال تجارت کے لیے دیتی ہیں اگر آپ اس کے پاس جائیں تو وہ آپ کو دوسروں پر فضیلت دیں گی اور اگر میں نے آپ کو یہاں رکھا تو مجھے یہود سے آپ کے بارے میں خطرہ ہے"۔[2]

سفر شام کے بارے میں مصنف عبد الرزاق کی بیان کردہ حدیث

امام عبد الرزاق نے اپنی کتاب مصنف عبد الرزاق میں یوں بیان کیا ہے:

"آپ ﷺ جب جوانی کی عمر کو پہنچے تو آپ کے پاس مال نہیں تھا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو سوق حباشہ کی طرف تجارت کی غرض سے بطور اجرت طلب کیا اور قریش کے ایک اور آدمی کو بھی آپ ﷺ کے ساتھ بطور اجرت طلب کیا"۔[3]

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک مالدار خاتون تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی تجارت شام کے علاقے میں ہوتی تھی۔ لوگوں کو مال بطور مضاربت اجرت پر دیتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا اکیلا قافلہ پورے قریش کے پورے قافلے کے برابر ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا قبیلہ قریش سے تعلق رکھتی تھیں۔ حضرت خدیجہ نے جب آپ ﷺ کی صداقت کے متعلق سنا تو نبی علیہ السلام کو پیشکش کی کہ وہ مال تجارت لیکر شام جائیں تو دگنا عوض ملے گا۔ آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ ملک شام تجارت کے لیے چلے گئے اور میسرہ کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ایک اور عزیز خزیمہ ابن حکیم بھی تھے۔[4]

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے کہا کہ جتنا منافع میں دوسرے تاجروں کو دیتی ہوں اس سے دوگنا آپ

---

[1] احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک القسطلانی مصری، 851ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی وفات بھی قاہرہ میں 923ھ میں ہوئی۔ آپ کی تصانیف میں ارشاد الساری، المواھب الدینیہ، لطائف الاشارات، الروض الظاہر، شرح البردہ وغیرہ ہیں۔ (زرکلی، اعلام، 1/ 232)

[2] قسطلانی، المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ، دار الکتب بیروت، 1996، 1/371

[3] المصنف، الحمیری، ابو بکر عبد الرزاق بن ھمام بن نافع، المکتب الاسلامی، الطبعۃ الثانیہ: 1403، باب ماجاء فی حفر زمزم، 5/313، حدیث: 9718

[4] آبادی، مولانا اکبر نجیب شاہ، تاریخ اسلام، گلفراز احمد علم، جنوری 2004، 1/181

ﷺ کو دوں گی۔ اس سفر میں آپ ﷺ نے ایک درخت کے نیچے قیام کیا جس کے قریب ایک راہب کی عبادت گاہ تھی۔ اس راہب نے میسرہ سے پوچھا یہ کون ہے؟ میسرہ نے جواب دیا کہ قریش کا ایک شخص ہے۔ راہب نے یہ پیشن گوئی کی کہ اس درخت کے نیچے صرف انبیاء نے ہی قیام کیا۔[1] میسرہ نے آپ ﷺ کے اخلاق، صفات حمیدہ اور راستے میں پیش آمدہ معجزات دیکھے تو وہ آپ ﷺ کا گرویدہ ہو گیا جیسا کہ میسرہ نے اس بات کو دیکھا کہ دو فرشتے آپ ﷺ پر سایہ کیے ہوئے تھے۔[2] میسرہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ اس نے رسول ﷺ کو کیسے پایا ہے اور اس بات کی بھی وضاحت کی کہ آپ ﷺ نہایت کامیاب تاجر رہے ہیں۔[3] ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ "پہلے جتنا منافع کما کر دوسرے لوگ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دیتے تھے اس سے دوگنا منافع آپ ﷺ نے کمایا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی جتنا دام دینے کا کہا تھا اس سے زیادہ دیا"۔[4]

آپ ﷺ کے تجارتی اسفار

آپ ﷺ نے تجارت کی غرض سے مختلف علاقوں کے اسفار کیے جن میں جرش، بحرین، حبشہ اور دبا شامل ہیں۔ ذیل میں ان اسفار کو بیان کیا جاتا ہے:

جرش کی طرف سفر

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جن مقامات پر آپ ﷺ کو بھیجا ان میں جرش[5] بھی شامل ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ((اِستأ جَرَتْ خَدِیْجَةُ رَسُوْلُ اللہ ﷺ سَفْرَتَینِ إلی جُرُشٍ کل سَفَرَةٍ بِقُلُوصٍ))[6]
>
> "حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو دو اونٹوں کے بدلے میں جرش کی طرف تجارتی سفر کے لیے اجرت پر طلب کیا"۔

بحرین کا سفر

آپ ﷺ نے تجارت کی غرض سے بحرین کا سفر کیا۔ اس لیے کہ نبوت کے بعد جس سال آپ ﷺ کے پاس

---

[1] حمیری، عبد الملک بن ھشام السیرہ النبویہ، دار الفکر لطباعۃ والنشر والتوزیع، الطبعۃ الاولی: 1412ھ، 1/ 126

[2] ابن اسحاق بن یسار المطلبی المدنی، السیرۃ البنویہ، تحقیق و تخریج: احمد فرید المزیدی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، الطبعۃ اولی 1424ھ ص: 129

[3] ابن کثیر، ابو الفد، سیرت النبویہ، مکتبہ احیاء التراث العربی بیروت، س ن 1/265

[4] مودودی، ابو علی، سیرت سرور عالم، ادراہ ترجمان القرآن لاہور، اگست 1978، 2/111

[5] جیم کے پیش اور ر کے فتحہ کے ساتھ ہے، یہ ایر ند کا ضلع ہے یمن میں مکہ کی طرف واقع ہے اس کی لمبائی پیسٹھ اور چوڑائی پندرہ ہے۔ قبیلہ عنز کی سرزمین ہے (مراصد الاطلاع علی اسماء لامکنۃ، 1/ 326)

[6] ، ابو عبد اللہ محمد بن حاکم، المستدرک، دار المعرفۃ، بیروت، س ن، 3/ 200 حدیث: 4834

بحرین سے لوگ آئے تھے۔ آپ ﷺ نے بحرین کے ہر ایک مقام کا نام لیکر پوچھا وہاں کا حال پوچھا۔ لوگوں نے کہا آپ کیسے جانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "میں نے تمہارے ملک کی خوب سیر کی"۔[1]

حبشہ کا سفر

نبوت کے پانچویں سال حبشہ کی طرف مہاجرین کو رخصت کرتے ہوئے آپ ﷺ نے جو خطاب فرمایا تھا وہ اس بات کو ظاہر کرتا تھا آپ ﷺ حبشہ اور دربار حبشہ سے ذاتی واقفیت رکھتے تھے اور وہاں کا سفر کیا تھا۔[2]

دبا کا سفر

دبا جزیرہ نما عرب کی اہم ترین بندر گاہوں میں سے ایک تھا۔ یہاں ایک منڈی بھی لگتی تھی جس میں شرکت کے لیے دور دراز سے لوگ آتے تھے۔ جب بحرین فتح ہوا تو رسول ﷺ نے اس شہر کی تجارتی اہمیت کے پیش نظر ایک گورنر مقرر کیا تھا۔ جس کی ذمہ داریوں میں تاجروں کے تنازعات کو حل کرنا بھی شامل تھا۔[3]

دوسروں کے مال میں شرکت

انسان جتنا بھی جفاکش ہو بعض کاموں میں اسے شرکت کی ضرورت پڑتی ہے۔ شرکت سے شریک کی خوبیوں کو اپنایا اور اس کے اندر موجود خامیاں ہوتی ہیں ان اپنی ذات سے دور رکھا جاتا ہے۔ مال میں برکت بھی ہوتی ہے۔

شریکین کے ساتھ اللہ کی مدد کا ہونا

سرکار دوعالم ﷺ کا فرمان بھی اس بارے میں واضح ہے چنانچہ حضرت ابوھریرہ فرماتے ہیں:

((أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَإِذَا خَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا))[4]

"میں دو شرکت کرنے والوں کا مدد گار ہوتا ہوں جب تک وہ خیانت نہ کریں۔ اگر وہ خیانت کریں تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں"۔

جس کام میں اللہ مدد گار ہو اس کو کوئی شخص کیسے برا کہنے کی جسارت کر سکتا ہے اس لیے کہ اللہ کی غیبی مدد اس کام میں شامل ہوتی ہے۔ جس انسان کے ساتھ اللہ رب العزت کی نصرت شامل حال ہو اس کا سودا نفع بخش ہوتا ہے۔

آپ ﷺ کے شریک تجارت افراد

تجارت میں شرکت ایک لازمی امر ہے اور اس کے لیے دیانت دار اور صابر افراد کی ضرورت ہوتی ہے۔ سرکار دوعالم

---

1 نعمانی، شبلی، سیرت النبی، ص نمبر 136

2 حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی، حاجی حنیف پرنٹر لاہور، 2013م، ص:58

3 غفاری، ڈاکٹر نور، نبی ﷺ کی سیاسی زندگی، دیال سگھ ٹرسٹ لاہور، 1999ص:56

4 سجستانی، سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی الشرکہ، 5/263، حدیث نمبر:3383

ﷺ کی تجارت پر اگر نظر ڈالی جائے تو مختلف صحابہ کرام نے آپ ﷺ کا شریک تجارت ساتھی ہونے کا شرف حاصل کیا۔ جس میں ابو طالب، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت سائب رضی اللہ، عبد اللہ بن حسماء رضی اللہ، حکیم بن حزام رضی اللہ، سائب بن ابی سائب رضی اللہ، حضرت سعد رضی اللہ، وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت ابو طالب بن عبد المطلب

آپ ﷺ کے شریک سفر قریش کے سردار تھے۔ حضرت ابو طالب عطر اور گیہوں کی تجارت کرتے تھے۔ [1]

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ

حضرت حکیم بن حزام آپ ﷺ کے شریک تجارت ساتھی تھے۔ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ ﷺ کو تجارت کے لیے سوق حباشہ بھیجا تو اس وقت آپ ﷺ سے حکیم بن حزام نے کپڑا خریدا تھا۔ [2]

آپ ﷺ بذات خود حضرت حکیم بن حزام کو قربانی کا ذبیحہ خریدنے کے لیئے بھیجتے ہیں۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ [3] آپ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں:

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَہٗ یَشتَرِی لَہٗ اضْحَیَّۃً بدینارٍ فَاشْتَرَاھاثُم باعہا بِدِ یْنَارَیْنِ فَاشْتَرٰی شاۃً بدینارٍ فدعالہ النبی ﷺ بالبرکۃ وامرھا ان یتصدق بِدینارٍ)) [4]

"ایک بار نبی ﷺ نے ان کو قربانی کا جانور لانے کے لیے ایک دینار دیا۔ انہوں نے اس دینار سے مینڈھا خریدا اور اسے دو دینار میں فروخت کر دیا پھر ایک اور جانور خریدا اور اس کو نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ نبی ﷺ نے ان کے لیے برکت کی دعا کی اور ان کو حکم دیا کہ اس دینار کو اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیں"۔

حضرت سائب بن ابی سائب رضی اللہ عنہ

سائب بن ابی السائب رضی اللہ عنہ رسول ﷺ کے شریک سفر ساتھی تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے بارے میں یوں بیان فرمایا:

"نعم الشریک أبو السائب کان لایشاری ولا یماری"[5]

---

[1] مبارکپوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، مکتبہ السلفیہ لاہور، 2000ھ ص:90

[2] ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع، طبقات الکبری، تحقیق: محمد بن عبد القادر عطا، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولی، 1410ھ)، 211/1

[3] حکیم بن حزام کا نام حزام بن خویلد اور آپ کی والدہ ام حکیم تھیں، اصحاب الفیل کے واقعہ کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے۔ آپ کے چار بیٹے تھے۔ زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں سو اونٹ آزاد کیے۔ پینتالیس ہجری حضرت معاویہ کے دور خلافت میں ہجری میں وفات پائی (ابن سعد، طبقات الکبری، 213/1)

[4] المتقی، علامہ علاء الدین علی بن حسام، کنز الاعمال فی السنن والاقوال، مکتبہ الموسوعہ الرسالۃ، بیروت 1991ء ج13 حدیث: 39982

[5] ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دار الکتب العلمیہ لبنان طبع اولی 1995، 145/2

"ابو السائب کیا ہی اچھے شریک تھے وہ جھگڑا اور مناقشہ نہیں کرتے تھے"۔

حضرت عبد اللہ بن سائب بن ابی السائب رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام سائب بن ابی السائب سیفی بن عائذ بن عبد اللہ تھا، کنیت اباعبد الرحمن تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو قاری کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اہل مکہ آپ رضی اللہ عنہ سے قرات سیکھتے تھے۔ عبد اللہ بن سائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہلیت کے شریک تجارت ساتھی تھے۔[1]

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے، کنیت ابو الفضل تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال عمر رسیدہ تھے، زمانہ جاہلیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک سفر تھے۔

"وكان الرسول قد أبطل ربا العباس في أول ما أبطل من ربا في الإسلام.وكان العباس يتاجر كذلك"[2]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اپنے چچا ابن عباس کا سود معاف کیا تھا۔ حضرت عباس سودی کاروبار کی تجارت کیا کرتے تھے"۔

قیس بن سائب مخزومی رضی اللہ عنہ

قیس بن سائب مخزومی فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے شریک تجارت تھے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات حمیدہ کا یوں تذکرہ کرتے ہیں۔

"وكا ن خيرشريك لايماری ولايناقش "[3]

"اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین شریکِ تجارت تھے، نہ کھینچا تانی کرتے اور نہ ہی کسی قسم کا مناقشہ کرتے تھے"۔

بعث کے بعد بھی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارتی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ علامہ ابن کثیر کی بیان کردہ حدیث ذیل میں ملاحظہ ہو۔

بعثت کے بعد تجارت

علامہ ابن کثیرؒ نے مشہور جاہلی شاعر امیہ بن ابی صلت[4] کے سلسلے میں ایک طویل روایت بیان کی ہے۔ ابو سفیان مکہ

---

[1] ایضا، 45/3

[2] علی، دکتور جواد، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، 13/ 310

[3] عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، 358/5

[4] امیہ بن ابی صلت بن ابی ربیعہ بن عوف ثقفی طائف کے باشندے طبقہ اولی کے جاہلی شاعر تھے۔ اسلام سے قبل دمشق آئے اور آپ پہلی کتب کو جانتے تھے۔ بدر میں ان کے ماموں زاد کے قتل نے ان کو اسلام سے روکا۔ طائف میں پانچ ہجری میں وفات ہوئی۔(زرکلی، اعلام، 1/ 996)

بسے یمن تجارت کی غرض سے گئے اور چھ ماہ بعد واپس آئے۔ لوگ ان کے پاس آتے اور تجارتی سفر اور اپنے دیے ہوئے سامان میں منافع کے بارے میں پوچھتے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے سلام کرنے کے بعد اپنے سامان سفر کے بارے میں نہیں پوچھا۔ ابوسفیان نے کہا؟ کہ مجھے تعجب ہے۔ آپ ﷺ کے سوا ہر شخص نے اپنے سامان کے بارے میں پوچھا، اس نے کہا میں آپ کو اس کی وجہ بتاتی ہوں۔ آپ کو معلوم نہیں ان کا کیا حال ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں، میں نے ڈرتے ہوئے کہا "کیا حال ہے" ؟ اس نے کہا کہ "یہ اپنے آپ کو اللہ کا رسول مانتے ہیں" اس لیے نہیں پوچھا۔ پھر ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں طواف کرنے نکلا اور آپ ﷺ سے میری ملاقات ہو گئی۔ میں ان کو مال تجارت کے بارے میں بتایا کہ "اتنا ہو گیا ہے اسمیں نفع ہوا ہے" اور میں آپ سے معاوضہ بھی نہیں لوں گا یہ سن کر آپ ﷺ نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں معاوضہ دیے بغیر نہیں لوں گا چنانچہ آپ نے سامان تجارت منگوالیا اور میں نے آپ ﷺ سے اتنا معاوضہ لیا تھا جتنا دوسروں سے لیا۔[1]

اس روایت سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ آپ ﷺ تجارتی افعال میں دلچسپی رکھتے تھے اور تجارت کا سلسلہ بعد از بعثت بھی جاری تھا البتہ نبوت کے کام کی مصروفیات کی وجہ سے آپ ﷺ کو تجارتی اسفار کے لیے وقت نہیں ملتا تھا اس لیے آپ دوسرے تاجروں کی طرح مال بطور مضاربت دے دیتے تھے۔

آپ ﷺ کی ادھار خریداری

انسان کے پاس اگر ضروریات زندگی کے لیے سامان نہ ہو تو وہ قرض بھی لے سکتا ہے۔ حتی الامکان کوشش کی جائے کہ قرض نہ لے اور اگر قرض کی نوبت آتی بھی ہے تو یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ اتنا قرض لیا جائے جتنا واپس کر سکے۔ اس لیے کہ یہ حقوق العباد ہے اس کی معافی فرد کی معافی پر موقوف ہے۔ جب تک وہ شخص معاف نہیں کرئے گا اس وقت تک اللہ تعالی معاف نہیں کریں گے۔ چناچہ حضرت ابورافع آپ ﷺ کے قرض لینے کی روایت کو یوں بیان کرتے ہیں:

((اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَكْرًا، فَجَاءَتْهُ إِبِلٌ مِنَ الصَّدَقَةِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ، فَقُلْتُ: لَمْ أَجِدْ فِي الْإِبِلِ إِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رَبَاعِيًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْطِهِ إِيَّاهُ، فَإِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً.))[2]

---

[1] ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایہ والنہایہ، دار ھجر للطباعۃ والنشر والتوزیع والاعلان، طبع اولی 1418ھ، 212/3

[2] قشیری، صحیح المسلم، کتاب المساقاۃ، باب من استسلف شیئا فقضی خیر منہ، 1225/3، حدیث:1601

"ابو رافع [1] فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا اونٹ بطور قرض لیا۔ پھر آپ ﷺ کے پاس صدقہ کے اونٹ آئے۔ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ ویسا ہی اونٹ آدمی کو لوٹا دوں۔ میں نے آ کر عرض کیا: مجھے کوئی ایسا اونٹ نہیں ملا اکثر رباعی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اونٹ اس کو دے دو، لوگوں میں اچھے وہ ہیں جو قرض کی ادائیگی اچھی کریں"۔

مدینہ میں شغل تجارت

ہجرت کے بعد مدینے میں بھی تجارت کے سلسلہ کو جاری رکھا۔ حالانکہ اگر مدینے کے ماحول کو دیکھا جائے تو وہاں اکثر صحابہ کرام جو مدینے میں رہتے تھے، زراعت کو پسند کرتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے مدینے میں بھی تجارت کے عمل کو جاری رکھا۔

مسند دارمی [2] میں حضرت ابن عمر [3] فرماتے ہیں:

((كُنَّا مع النَّبيِّ ﷺ في سَفَرٍ، فَكُنْتُ على بَكْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ، فكانَ يَغْلِبُنِي، فيَتَقَدَّمُ أَمَامَ القَوْمِ، فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ ويَرُدُّهُ، ثُمَّ يَتَقَدَّمُ، فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ ويَرُدُّهُ، فَقالَ النَّبيُّ ﷺ لِعُمَرَ: بِعْنِيهِ، قالَ: هو لكَ يا رَسولَ اللَّهِ، قالَ: بِعْنِيهِ. فَبَاعَهُ مِن رَسولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ، فَقالَ النَّبيُّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ: هو لكَ يا عَبْدَ اللَّهِ بنَ عُمَرَ، تَصْنَعُ به ما شِئْتَ.))4

"ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور میں عمر رضی اللہ کے ایک سرکش اونٹ پر بیٹھا ہوا تھا وہ مجھے مغلوب کر کے سب سے آگے نکل گیا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ڈھانٹ کر پیچھے کر دیا اور پھر وہ واپس آگے نکل گیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ڈانٹ کر واپس کر دیا۔ نبی ﷺ نے کہا یہ اونٹ مجھے بیچ دو حضرت عمر رضی اللہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اب یہ ﷺ آپ کا ہے آپ ﷺ نے پھر فرمایا "یہ مجھے بیچ دو" چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ نے

---

[1] حضرت ابو رافع آپ ﷺ کے غلام تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ حضرت عباس کے غلام تھے اور حضرت عباس نے آپ ﷺ کو ھبہ کے طور پر ان کو دیا تھا اور جب حضرت عباس اسلام لائے تو آپ ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا اور ان کی شادی حضرت سلمی سے کی (ابن سعد، طبقات الکبیر، 4/ 67)

[2] عبد اللہ بن عبد الرحمن بن الفضل بن بہرام دارمی سمرقندی 797ھ میں سمرقند میں پیدا ہوئے۔ آپ حافظ حدیث تھے۔ سمرقند کے قاضی رہے۔ آپ کی کتب میں، مسند حدیث، سنن دارمی، آپ کی وفات 879ھ میں ہوئی (زرکلی، اعلام، 4/ 95)

[3] عبد اللہ بن عمر بن عاص القرشی نام تھا، نبی ﷺ، عمر بن خطاب اور معاذ بن جبل آپ کے شیوخ تھے۔ انس بن مالک آپ کے شاگرد رہے۔ 67ھ کو وفات ہوئی (الجزری، اسد الغابہ، 1/ 292)

[4] ابو حاتم الدارمی، محمد بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد التمیمی، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، موسسہ الرسالہ، بیروت، طبع اولی 1408ھ، باب ذکر ھبۃ النبی ﷺ، 2/50، حدیث 7073

اونٹ کو آپ ﷺ کو بیچ دیا اس کے بعد آپ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ کو واپس کر کے کہا کہ اب یہ آپ کا ہے"۔

قافلے سے اونٹ کی خریداری

ایک دفعہ مدینہ کے باہر ایک چھوٹا قافلہ آیا تھا۔ جس کے پاس ایک سرخ اونٹ تھا اتفاقا آپ ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے ان سے اونٹ کی قیمت دریافت کی۔ انہوں نے قیمت میں کھجوروں کی کچھ مقدار بتائی جو آپ ﷺ نے منظور کر لی اور اونٹ پکڑ کر لے گئے۔ بعد میں قافلے والوں کو احساس ہوا کہ انہوں نے ایک انجان کو اونٹ دے کر غلطی کی ہے۔ پورا قافلہ اس حماقت پر نادم تھا۔ اہل قافلہ کے ساتھ ایک عورت بھی تھی۔ اس نے کہا اطمینان رکھو میں نے کسی شخص کا ایسا روشن چہرا نہیں دیکھا۔ یعنی ایسا آدمی کبھی دھوکہ نہیں کر سکتا۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے کھانا اور اونٹ کی قیمت میں کھجوروں کی جتنی مقدار طے پائی تھی اس کے برابر کھجوریں بھجوا دیں۔[1] اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ ہجرت کے بعد مدینے میں بھی تجارت کرتے تھے لیکن ان کی تجارت کا مقصد دوسروں کو فائدہ پہنچانا تھا نہ کہ اپنی مالداری۔ کئی کئی دن نبی ﷺ کے پاس کھانے کے لیے نہیں ہوتا تھا۔ صدقہ کا عالم یہ تھا کہ کوئی بھی سائل خالی ہاتھ نہیں جاتا تھا۔

سرکار دوعالم ﷺ کی تجارت اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ انسان کو اپنے لیئے حلال ذرائع معاش کو اپنانا چاہیے اور اس میں شرم محسوس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ لوگوں کی باتیں سن کر تجارت کو ذریعہ معاش نہ بنانا کم عقلی ہے اور سرکار دوعالم ﷺ کے عملی نمونے کی خلاف ورزی ہے۔

---

[1] بغدادی، ابوالحسن علی بن محمد بن عمر بن احمد، سنن دار قطنی، دار الرسالۃ العالمیہ، الطبعۃ الاولی:1424ھ، 3/462، حدیث:2976

فصل دوم:

آنحضرت ﷺ کی تجارت سے ماخوذ دروس و اسباق

سرکار دوعالم ﷺ کی پوری زندگی ہمارے لیے نمونہ ہے اور آپ ﷺ نے زندگی کے ہر شعبے میں ہماری رہنمائی کے لیے نمونے فراہم کیے ہیں خواہ وہ سیاست ہو یا معاشرت الغرض زندگی کا کوئی بھی شعبہ ہو سرکار دوعالم ﷺ کی زندگی مشعل راہ کی طرح ہے۔ آپ ﷺ نے بذات خود کام کرکے امت مسلمہ کو درس دے دیا کہ انسان خواہ کتناہی اعلی مرتبے والا کیوں نہ ہواس کو اپنے کام خود انجام دینے چاہیں۔ آپ ﷺ کی تجارت کے بارے میں لوگوں نے اعتراض کیا کہ یہ کون سا رسول ہے جو کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے ؟ قرآن مجید اس اعتراض کو یوں نقل کرتا ہے:

﴿وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ﴾[1]

"اور ان لوگوں نے کہا کہ اس کو کیا ہو گیا ہے یہ کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے"۔

آپ ﷺ سے قبل گزرے ہوئے رسولوں کے بارے میں قرآن نے یوں نقل کیا۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَهُمْ لَيَأْكلونَ الطَّعامَ ويمشون فِي الاَسوَاق ﴾[2]

"اے رسول ﷺ آپ سے پہلے بھی جن رسولوں کو ہم نے بھیجا وہ کھاتے پیتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے"۔

علامہ قرطبیؒ[3] فرماتے ہیں کہ یہ آیت اسباب و وسائل کو اپنانے اور تجارت و صنعت وغیرہ سے روزی کمانے میں ایک اصل کی اہمیت رکھتی ہے۔[4]

علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

رسول کا بازاروں میں تجارت کے لیے جانے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ ان کی صداقت اور اخلاق حسنہ کو اپنا سکیں۔[5]

---

[1] فرقان:7

[2] فرقان:20

[3] محمد بن احمد بن ابی بکر ابی عبد اللہ انصاری خزرجی، قرطبی مفسر، عابد اور زاہد تھے۔ آپ کا تعلق قرطبہ سے تھا بہت صوفیانہ زندگی گزارتے تھے۔ ایک ہی کپڑا تن کرتے تھے۔ 81ھ میں وفات ہوئی (اعلام، زرکلی، 322/5)

[4] قرطبی، ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن فرح الانصاری، جامع احکام القرآن، دار الکتب المصریہ، القاہرہ، الطبعۃ الثانیہ؛ 1384ھ، 12/ 13

[5] ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، دار طیبہ للنشر والتوزیع، طبعۃ الثانیہ؛ 1420ھ، 4/ 313

سرکار دوعالم ﷺ کے تجارتی عمل اور معاش کے لیے صرف کی گئی کوشش سے ملنے والے چند دروس واسباق مثلا سچائی اور امانت داری، ایفائے عہد، غصہ پر قابو کرنا اور درگزر کرنا، تکبر سے اجتناب، دوسروں کی خیر خواہی کرنا، دوسروں کے مال کو اپنامال سمجھنا، انعام کا خود مطالبہ نہ کرنا، روزگار کی ترغیب، شریک عمل ساتھی کی تعریف کرنا، ہدیہ قبول کرنا، تاجروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور مختلف واقعات سے حاصل کردہ دروس واسباق کو بیان کیا گیا ہے۔

سچائی اور امانت داری

آپ ﷺ کے اندر صداقت اور امانت داری کی صفت نمایاں تھی۔ اگر یہ صفت نہ ہوتی ہے تو مکہ کی شریف عورت آپ ﷺ کو تجارت کے لیے نہ کہتی۔ ایک کامیاب تاجر کا امانت داری اور سچائی کی صفت سے متصف ہونا ضروری ہے اور اس لیے کہ ان دوصفات کو تجارت میں اپنانے والے کو بظاہر کم منافع ہوتا ہے لیکن اس تاجر کے مال میں بہت برکت ہوتی ہے یہ تو اس کا دنیاوی فائدہ ہے اس کا اخروی فائدہ سرکار دوعالم ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

((التَّاجِرُ الْأَمِينُ الصَّدُوقُ الْمُسْلِمُ، مَعَ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))[1]

"سچا اور امانت دار تاجر (قیامت کے دن) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا"۔

جس تجارت میں ان دونوں صفات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے وہ تجارت دنیاوی لحاظ سے بھی بابرکت ہو گی اور آخرت میں بھی شہداء اور انبیاء کے ساتھ اس کے حساب کی صورت میں ابدی کامیابی ہو گی۔ ان خصوصیات پر مکہ کے تاجر نے جیسے عمل کیا اس کی مثال تاریخ عالم میں نادر ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ جلد ہی اپنے ان اوصاف کی وجہ سے مکہ کے کامیاب ترین تاجر ثابت ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر معاملہ سچائی اور امانت داری سے کرتے۔

ایفائے عہد

انسان آپس میں معاملات کرتے ہیں۔ ان معاملات میں اگر کسی کے ساتھ وعدہ کیا جائے تو اس کو پورا کیا جائے۔ سرکار دوعالم ﷺ کی تجارتی تگ ودو داس بات کا سبق دیتی ہے کہ انسان وعدہ کی پاسداری کرے۔

ایفائے عہد کے بارے میں قرآن کریم کا واضح ارشاد ہے۔

﴿وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا﴾ [2]

"اور وعدہ پورا کرو بے شک وعدے کے بارے میں پوچھا جائے گا"۔

آپ ﷺ کی زندگی میں وعدہ کتنا اہم تھا اس کی مثال ایک صحابی کے واقعہ سے دی جاتی ہے:

عبد اللہ بن ابی الحمساء بیان کرتے ہیں:

---

[1] قزوینی، سنن ابن ماجہ، محمد بن یزید، کتاب البیوع، باب الحث علی المکاسب، 5/ 272، حدیث: 2139

[2] الاسراء: 34

((بايعتُ النبيَّ ﷺ ببيع قَبلَ أن يُبعَثَ، وبَقيتْ له بقيّةٌ، فوعدتُه أن آتيَه بها في مكانِه فنَسيتُ، ثم ذكرتُ بعدَ ثلاثٍ فجِئتُ فإذاهو في مكانه فقال يا فتى لقد شَقَقتَ عَليَّ، أناهاهنامنذثلاث أنتظِرُكَ))[1]

"میں نے بعثت سے پہلے ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معاملہ کیا۔ میرے ذمے کچھ دینا باقی تھا۔ میں نے وعدہ کیا کہ ابھی لے کر آتا ہوں۔ اتفاق سے گھر جانے کے بعد اپنا وعدہ بھول گیا، تین روز بعد یاد آیا کہ میں آپ سے واپسی کا وعدہ کرکے آیا تھا، یاد آتے ہی فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر پہنچا، معلوم ہوا کہ دو روز گذر گئے، آج تیسرا دن ہے وہ مکان پر نہیں آئے، گھر والے خود پریشان ہیں، میں یہاں سے روانہ ہوا اور وعدہ گاہ پر گیا تو حیران ہوا اور دیکھا کہ آپ اسی مقام پر موجود ہیں اور میرا انتظار کررہے ہیں اور آپ ﷺ صرف اتنا کہہ کر خاموش ہوگئے "ارے بھائی تونے مجھے زحمت دی میں تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کررہاہوں"۔

مندرجہ بالا حدیث درج ذیل اسباق دیتی ہے:

آپ ﷺ وعدہ کی پاسداری کرتے تھے۔ اس واقعے میں آپ ﷺ نے ایک صحابی کے ساتھ وعدہ کیا اور اس وعدے کو پورا کیا۔ وعدہ حقوق العباد میں سے ہے اور آپ ﷺ کی زندگی میں حقوق العباد کی بہت اہمیت تھی۔

غصہ پر قابو کرنا اور درگزر کرنا

آپ ﷺ اتنا انتظار کرنے کے بعد صحابی کے ساتھ ترش لہجے میں بات کرسکتے تھے لیکن آپ ﷺ نے ان کو غصہ نہیں کیا بلکہ اس شخص کو معاف کردیا اور اف تک نہیں کہا، صرف یہ ہی نہیں بلکہ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو معاف کیا جنہوں نے آپ ﷺ کو اپنے شہر سے نکالا تھا۔

حق دار کو اس کا حق دینا

سرکار دوعالم ﷺ نے تجارتی معاملات میں حق دار کو اس کے حق سے بڑھ کر دیا جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا "کیا تم اپنے اس پانی ڈھونے والے اونٹ کو ایک دینار میں بیچتے ہو اور اللہ تمہیں بخشے "میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ جب میں مدینہ پہنچ جاؤں گا تو آپ ہی کا ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا" :اچھا دو دینار میں بیچتے ہو"؟ اللہ تعالیٰ آپ کو بخشے "جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ اسی طرح ایک ایک دینار بڑھاتے گئے اور ہر دینار پر فرماتے رہے" اللہ

[1] سجستانی، سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب فی العدۃ، 7/346، حدیث: 4996

تعالیٰ تمہیں بخشے" یہاں تک کہ بیس دینار تک پہنچ گئے۔ جب میں مدینہ آیا تو اونٹ پکڑ کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" بلال انہیں مال غنیمت میں سے بیس دینار دے دو" اور مجھ سے فرمایا" اپنا اونٹ بھی لے جاؤ اور اسے اپنے گھر میں پہنچا دو"

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہونے کے باوجود کسی سے اس کا حق بغیر کسی بدلے کے نہیں لیتے تھے۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹنی پسند تھی لیکن پھر بھی خریدی اس لیے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ شاید اونٹنی فروخت نہ کرنا چاہتے ہوں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی وجہ سے اونٹنی دینے پر راضی ہو گئے ہوں۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسن سلوک کیا، ان کو اونٹنی بھی واپس کر دی اور جتنا ہدیہ اس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا وہ ہدیہ بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو واپس کر دیا۔

تکبر کا نہ ہونا

نبی ہونے کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاروبار اور تجارت کو بھی جاری رکھا۔ یہ گمان نہیں کیا کہ میں نبی ہوں میری بازاروں میں پھرنے سے توہین ہو گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں تکبر نہیں تھا اسی لیے نبوت کے بعد بھی کئی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور دیگر لوگوں کا مال لیکر تجارت کے لیے گئے۔ گھر کے کاموں میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاونت شامل ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی زندگی سے اس بات کا درس دیا کہ کسی بھی کام کو کرنے سے اترانا نہیں چاہیے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تاجر تھے حالانکہ ملک کی لگام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی۔ اگر چاہتے تو صحابہ کرام کو کہہ سکتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو نہیں کہا بلکہ خود تجارت کی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اچھے شریک کی حیثیت سے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت کی اور آپ کی شراکت میں شریک تجارت ساتھیوں کے ممکنہ اندازے سے زائد منافع کا حصول اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچھے شریک تجارت ساتھی تھے جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بے بہا نفع ہوا۔ شریک تجارت صحابہ کی زبانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اچھی شراکت کی گواہیاں اس بات کا درس دیتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بہترین شریک تجارت تھے۔

حالات کے تقاضوں کے مطابق چلنا

دور نبوی میں لوگ دوسرے مالدار اشخاص کے ساتھ شرکت کر لیا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لوگوں کے ساتھ شرکت کی مثلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک سفر صحابہ کرام میں قیس بن سائب مخرومی رضی اللہ، سائب بن ابی سائب رضی اللہ، حضرت عبد اللہ بن حسماء رضی اللہ اور حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ کا نام قابل ذکر ہے۔

دوسروں کی خیر خواہی کا جذبہ

دوسروں کی خیر خواہی کا جذبہ آپ ﷺ کے اندر بے حد تھا۔ آپ ﷺ خود بھوکے رہے اور دوسرے کو منہ کا نوالا دیا۔ وقت کا بادشاہ ہونے کا ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال لے کر جانے کی دو وجوہات سامنے آتی ہیں ۔ پہلی یہ کہ اس عورت کی خیر خواہی کہ اگر اس نے اعتماد کیا تو اس کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہیے ۔ دوسری اپنے اہل و عیال کی خیر خواہی کے لیے۔

دین کی دعوت کا پرچار

دوران خریداری ایک شخص کے ساتھ تکرار کی صورت میں اس نے لات و عزی کی قسم اٹھانے کا کہا تو آپ ﷺ نے اس کو جواب دیا "میں لات اور عزی کی قسم نہیں اٹھاتا۔" یہ اس بات کا درس دیتی ہے کہ آپ ﷺ نے ہر لمحے دین کی دعوت کا پرچار کیا اور جو چیز اسلام میں ناجائز تھی اس کو اپنی خریداری میں بھی ناجائز رکھا اور کوئی ڈھیل نہیں دی۔

آپ ﷺ کی تجارت اور بازاروں میں آنے جانے سے اسلام کی دعوت کا پرچار ہوا۔ آپ کے تجارتی اعمال کو دیکھ کر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور آپ ﷺ سے محبت کرنے والے بن گئے ۔ قریش کے بڑے بڑے سردار آپ ﷺ کی نبوت کے قائل تھے لیکن اپنی سرداری کی وجہ سے اس بات کا اظہار نہیں کرتے تھے تا کہ ہماری سرداری نہ چلی جائے۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

جنگ بدر میں جب اللہ تعالی نے یہودیوں پر مصیبت ڈالی۔ آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے، یہود کو سوق قینقاع میں جمع کیا اور فرمایا:

"يَامَعشَرَ يَهُوداَسلِمُو قَبلَ اَن يُصِيبَكُم اللهُ بمثِلِ مَا اَصَابَ بِهِ قُرَيشَا"[1]

"اے گروہ یہود اسلام اختیار کر لو اس سے قبل کہ تم پر ویسی مصیبت آئے جیسا کہ قریش پر آئی"

اسی طرح آپ ﷺ نے غیر مسلموں کے ساتھ بھی تجارت کی اور اس بات کا درس دیا کہ تمام انسان برابر ہیں اور کسی کی ذات کے ساتھ نفرت نہیں ہونی چاہیے بلکہ اس کے فعل اور کام کے ساتھ نفرت ہو۔

دوسرے کے مال کو اپنا مال سمجھنا

سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال مکہ سے لے کر اس طرح فروخت کیا جیسے اپنا مال تھا اور اس میں خاطر خواہ منافع کمایا جو کہ توقع سے بڑھ کر تھا۔ اسی طرح سفر شام میں شام سے مال خرید کر اس کو مکہ میں فروخت

[1] طبری، جامع البیان،19/ 242

کیا اور اس سے دوہرا منافع کمایا۔ یہ سب اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ دوسرے کے مال کو اپنا مال سمجھتے تھے اسی لیے آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

((إنَّ دِماءَكُم، وأمْوالَكم حرامٌ علَيْكُم))[1]

"بے شک تمہارے خون اور مال تم پر حرام ہیں"۔

غلاموں کے ساتھ تجارت کرنا

غلاموں کے ساتھ تجارت کرنے میں کوئی عار محسوس کرتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ تجارت کی غرض سے گئے۔ حالانکہ عربوں کی یہ عادت تھی کہ وہ غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے تھے۔ سرکار دوعالم ﷺ نے یہ بات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نہیں کہی کہ کسی جاننے والے شخص کو بھیج دیں جو مال کی خریداری سے واقف ہو۔ آپ ﷺ نہ صرف اپنے جاننے والے غلام بلکہ کسی کے بھی غلام پر ظلم وجبر کیا جارہا ہو تو اس کے ساتھ کیے جانے والے جبر کو روکتے تھے۔

ابو مسعود انصاری رضی اللہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا آپ ﷺ نے آواز دی:

((أَنَّ اللهَ أَقدرُ عَلَيكَ مِنكَ عَلٰى هٰذا الغُلَام))[2]

"بے شک خدا تجھ اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے"۔

میں نے منہ پھیرا تو رسول ﷺ تھے۔ میں نے جلدی سے عرض کی کہ اللہ کے رسول میں نے اس غلام کو آزاد کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو ایسے نہ کرتا تو جہنم کی آگ تجھے کھا جاتی۔

آپ ﷺ غلاموں جن کی تجارت کی جاتی تھی۔ ان کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ جن کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خالو حکیم بن خزام رضی اللہ نے خریدا اور پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا۔ ان کے والد اور ان کے چچا ان کو لینے آئے۔ آپ ﷺ سے اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر زید جانا چاہتے ہیں تو ان کو بلا معاوضہ لے جائیں اس پر ان کے والد نے ان سے پوچھا تو حضرت زید نے انکار کر دیا اور فرمایا "ان کے اندر میں نے جو خوبیاں دیکھیں وہ کسی شخص کے اندر نہیں دیکھی۔"[3]

تجارت کے لیے معروف علاقے کا انتخاب

آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت کیلئے ایسے علاقے کو منتخب کیا جو سرکار دوعالم ﷺ کے ہاں معروف

---

[1] قشیری، صحیح المسلم، کتاب الحج، باب حجۃ النبی ﷺ، 2/ 886، حدیث: 1218

[2] قشیری، صحیح المسلم، باب صحبۃ الممالیک وکفارۃ من لعلم عبدہ، 2/ 1280، حدیث 1659

[3] الدین، مولانا وحید، پیغمبر انقلاب، مکتبہ رحمانیہ، س ن، ص35

تھا۔ اور اس میں اپنے چچا کے ساتھ پہلے بھی تجارت کے لیے جا چکے تھے۔

انعام کا مطالبہ خود نہ کرنا

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو خود انعام دیا اور آپ ﷺ نے انعام کا مطالبہ نہیں کیا۔ ہر وہ شخص جس کی تجارت کسی اور کے لیے ہو اس کو یہ کوشش یہ کرنی چاہیے کہ انعام نہ مانگے اور اگر مالک انعام دیتا ہے تو لے لینا چاہیے اور مستاجر کو بھی انعام دینے کی عادت بنا لینی چاہیے تاکہ اجیر کو جس وقت خدمت کے لیے کہا جائے تو تیار رہے۔

نکاح میں دین کو ترجیح دینا

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے اپنی نسبت طے کرنے کے لیے دیندار شخص کو نکاح کی پیشکش کی۔ حالانکہ ان کو قریش کے بڑے بڑے سردار اپنے ساتھ نکاح کی پیشکش کر چکے تھے۔ سرکار دوعالم ﷺ نے بھی اس بات کو واضح طور پر بیان کر دیا کہ نکاح میں ترجیح دین کی وجہ دین ہونی چاہیے۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عورت کے ساتھ چار خصلتوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال، حسب، حسن اور دین کی وجہ سے پس آپ دین کو ترجیح دیں۔ [1]

اہل وعیال کے لیے کمانا

سرکار دوعالم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال اپنے چچا کی یہ بات کہنے کی وجہ سے لیا اے میرے بھتیجے "میرے پاس مال نہیں ہے اس لیے آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی درخواست قبول فرمالیجئے"۔

لہذا یہ بات واضح ہوئی کہ اہل وعیال کے لیے کمانا اللہ کی رضا کا ذریعہ ہے۔ انسان کو اپنے گھر والوں کے لیے کمانا ضروری ہے لیکن اتنا کمانا کہ انسان سوال سے بچ جائے۔ اس کا اخروی فائدہ سرکار دوعالم ﷺ نے یوں بیان کیا:

((مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا اسْتِعْفَافاً عَنِ النَّاسِ وَ تَوْسِيعاً عَلَى أَهْلِهِ وَ تَعَطُّفاً عَلَى جَارِهِ لَقِيَ اللَّهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ وَجْهُهُ مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْ.))[2]

"جو شخص خود کو سوال سے بچانے، اپنے اہل وعیال پر وسعت کے لیے اور پڑوسی پر نرمی کرنے کے لئے دنیا کو حلال اور جائز طریقے پر طلب کرتا ہے وہ بروز قیامت اللہ جل شانہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا"۔

مذکورہ احادیث سے جہاں کسب معیشت کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے وہاں یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اپنی ذات اور اہل اعیال پر خرچ کرنا یہ اللہ رب العزت کی رضا کا ذریعہ ہے۔

---

[1] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی النکاح، 7/7، حدیث:5090

[2] ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب البیوع، باب فی التجارۃ والرغبۃ فیہا، 4 / 467، حدیث:22186

روزگار کی ترغیب

سرکار دوعالم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال میں تجارت کر کے اس بات کا درس دیا کہ انسان کو کسی بھی صورت میں مانگنا نہیں چاہیے۔ مانگنا انسان کو نکما بنادیتا ہے اور مانگنے والے کی قدر اللہ اور انسانیت کی نگاہ میں کم ہو جاتی ہے۔ آج لوگ بے روزگار ہونے کی وجہ سے مانگنے پر آمادہ ہیں۔ آپ ﷺ ایک نوجوان کی تعریف کرتے ہیں جو کہ روزگار کی تلاش کرتا ہے۔

ایک دن نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک طاقت ور اور مضبوط جسم والے نوجوان کو دیکھا جو صبح سویرے ہی طلب معاش کے لئے بھاگ دوڑ کرنے میں مصروف تھا۔ بعض صحابہ کرامؓ نے کہا؟ افسوس ہے اس پر کاش اس کی جوانی اور طاقت اللہ کی راہ میں صرف ہوتی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا؟ ایسا نہ کہو! کیوں کہ اگر اس کی محنت کی وجہ خود کو سوال کرنے سے بچانا اور لوگوں سے بے نیاز ہونا ہے تو وہ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر وہ اس لئے محنت کر رہا ہے کہ وہ اپنے ضعیف والدین یا کمزور وناتواں اولاد کو لوگوں سے بے نیاز کر دے اور ان کی کفایت کرے تو وہ اللہ کی راہ میں ہے، لیکن اگر وہ دوسروں پر فخر کی وجہ سے کر رہا ہے تو وہ شیطان کی راہ میں ہے۔[1]

بیواؤں کو سہارا

انسان کو اپنی زندگی میں اگر استطاعت ہو تو بیواؤں کو سہارا دینا چاہیے۔ آپ ﷺ نے بیواؤں کو سہارا دیا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی وہ بھی بیوہ تھیں۔ ساری زندگی جو بھی عمل کیا اس کا مقصد انسانیت کی خدمت اور اس کی فلاح تھی۔

خوش اخلاقی

دوسروں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا آپ ﷺ کی فطرت میں شامل تھا۔ اس لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام آپ ﷺ سے متاثر ہوا۔ اسی طرح آپ ﷺ کے شریک تجارت صحابی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ نے فرمایا"آپ ﷺ اچھے شریک تجارت ساتھی تھے اور جھگڑا نہیں کرتے تھے"۔

شریک عمل ساتھی کی تعریف کرنا

سرکار دوعالم ﷺ اپنے شریک عمل ساتھیوں کی اچھے عمل پر تعریف کرتے تھے جیسا کہ حضرت سائب کے بارے میں سرکار دوعالم ﷺ نے یہ کہا کہ " آپ کتنے ہی اچھے ساتھی تھے کسی کے ساتھ مناقشہ نہیں کرتے تھے" ۔

---

[1] غزالی، امام ابی حامد محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، نورانی کتب خانہ قصہ خوانی بازار، الطبعۃ الثالثۃ: 1411ھ-1991م، 2/70

تاجروں کے ساتھ حسن سلوک

آپ ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حسن سلوک کیا۔ دگنا منافع کے حصول پر آپ ﷺ کے لیئے ایک اونٹ بطور اجرت اور بڑھا دیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام جب تجارت کے لیے گیا تو آپ ﷺ نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ جس سے متاثر ہو کر میسرہ آپ ﷺ کے اخلاق حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتاتا ہے چناچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ساتھ شادی کرنے کے لیے تیار ہو جاتی ہیں۔

قرض میں مہلت

سرکار دو عالم ﷺ کی ایک نہایت ہی عمدہ خوبی قرض میں مہلت دینا تھی۔ آپ خود بھی قرض میں مہلت دیتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے۔ قرض میں مہلت دینا بھی حسن سلوک کا ایک حصہ ہے۔ حسن سلوک کا درس ہمیں قرض خواہ کا قرض معاف کرنے سے ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے خود بھی قرض معاف کیا اور صحابہ کو بھی اس بات کی تلقین کی کہ وہ قرض معاف کریں جیسے حضرت کعب رضی اللہ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں ایک صحابی سے قرض مانگتے ہیں تو مسجد میں شور و غل بپا ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو پردہ اٹھایا اور کہا کعب آدھا قرض معاف کر دو حضرت کعب رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم ﷺ کی آواز سن کر قرض معاف کر دیتے ہیں۔[1]

ھدیہ قبول کرنا

آپ ﷺ ہدیہ قبول کر لیتے تھے۔ اس لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب ملک شام سے واپسی پر جب اونٹ دیا تو آپ نے بخوشی اس کو قبول کیا۔ ھدیہ قبول نہ کرنے سے ہدیہ دینے والے کی دل شکنی ہوتی ہے اگر وہ سچے دل سے دے رہا ہو۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ کی خریداری

ایک بار نبی ﷺ نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو قربانی کا جانور لانے کے لیے ایک دینار دیا۔ انہوں نے اس دینار سے مینڈھا خریدا اور اسے دو دینار میں فروخت کر دیا۔ دوبارہ ایک اور جانور خریدا اور اس کو نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی اور ان کو حکم دیا کہ اس دینار کو اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیں۔

- انسان اپنی شے کو خریدنے کے لیے کسی کو وکیل بنا سکتا ہے۔
- منافع پر بیچنا جائز ہے، جیسے حضرت حکیم نے ایک درھم کے منافع کے ساتھ مینڈھا فروخت کیا۔

[1] سجستانی، سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیہ، باب فی الصلح 5/ 447، حدیث:2595

- کسی نیک اور صالح انسان کی خدمت کرنی چاہیے۔
- اگر کوئی شخص آپ کا سپرد کیا ہوا کام سر انجام دیتا ہے تو اس کو دعا دینی چاہیے۔
- صدقہ کرنا بلاؤں کو ٹالتا ہے اس لیے صدقہ کرنا چاہیے۔

بعثت کے بعد تجارت

بعثت کے بعد آپ ﷺ نے اپنا تجارتی مال ابو سفیان کو دیا اور جب وہ واپس آئے تو ان سے مال کے بارے میں نہیں پوچھا بلکہ صحت وغیرہ کے بارے میں پوچھا بعد میں ابو سفیان [1] نے خود بتایا کہ مجھے اتنا نفع ہوا ہے اور آپ کو میں اس نفع سے زیادہ دوں گا آپ ﷺ نے زیادہ نفع دینے سے انکار کیا۔

- انسان کو دور دراز سفر کے لیے اکیلا نہیں جانا چاہیے اس لیے کہ بیمار بھی ہو سکتا ہے اور کوئی اور مسئلہ بھی ہو سکتا ہے اور اگر کسی کو لے کر جا رہا ہے تو کوشش یہ کرے کہ کسی قریبی کو لے کر جائے جیسے ابو سفیان امیہ بن حرب کے ساتھ جاتے ہیں اس لیے کہ اجنبی شخص کے ساتھ جانے کی صورت میں اپنی جان گنوانے کا بھی اندیشہ ہے۔
- سفر سے واپسی کے بعد اس کو سامان کے بارے میں پوچھنے کے لیے تنگ نہ کریں بلکہ اس کی صحت اور حال احوال پوچھے جائیں اس کے بعد اس کو اپنے سامان تجارت کے بارے میں پوچھا جائے حتی الامکان کوشش کی جائے کہ اس سے سامان تجارت کے بارے میں پوچھنے میں جلدی نہ کی جائے
- کسی کے بارے میں اندازتابات نہیں کرنی چاہیے جیسے ابو سفیان کی بیوی نے کہا کہ یہ اپنے آپ کو اللہ کا رسول مانتے ہیں اس لیے نہیں پوچھا حالانکہ آپ ﷺ نے صرف ابو سفیان کی تسکین کی خاطر نہیں پوچھا۔
- اگر کوئی شخص آپ کے بلند مرتبے کی وجہ سے ایسی پیشکش کر رہا ہے کہ جس سے اس کو نقصان ہو رہا ہے تو اس کو نہ قبول کرنا چاہیے جیسا کہ ابو سفیان نے آپ ﷺ کے سامان کا کم معاوضہ لینے کی پیشکش کی۔
- انسان کو اگر خود فرصت نہ ہو تو کسی اور کو بھی اپنے لیے تجارت کرنے کے لیے بھیج سکتا ہے۔

آپ ﷺ کی ادھار خریداری

آپ ﷺ نے چھوٹا اونٹ بطور قرض لیا اچانک قرض خواہ آ گیا اور واپسی کا مطالبہ کیا، بوقت واپسی ابو رافع کو کہا کہ ان کو ان کے دے گئے اونٹ کے برابر اونٹ دے دو، لیکن سب کے سب بڑے اونٹ تھے ۔ آپ ﷺ نے کہا کہ ان کو بڑا اونٹ دے دو۔

- جو شخص کسی حاجت مند انسان کی ضرورت پوری کرتا ہے اللہ تعالی اس کی ضرورت پوری کرنے کی ذمہ داری لے لیتا ہے۔

---

[1] ابو سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد المناف القرشی صحابی ہیں۔ ابن ماجہ کے علاوہ صحاح ستہ کے راوی ہیں جاہلیت میں مشرکین کی سرداری آپ کے سپرد تھی، بدر واحد میں کمان آپ کے پاس تھی فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے (الجزری، اسد الغابہ، 5/ 21)

- ضرورت کے لیے اگر کوئی شے نہ ہو تو اس کو ادھار بھی خریدا جاسکتا ہے۔ آج اسی اصول کو سامنے رکھتے ہوئے کم آمدنی والے لوگ اشیاء کو قسطوں پر یا ادھار خریدتے ہیں۔
- کسی قرض دار کو قرض دینا انسانی ہمدردی ہے اور یہ اخلاق حسنہ کا ایک پہلو ہے۔ اس سے کبھی انحراف نہیں کرنا چاہیے اس لیے کہ قیامت والے دن اعمال میں سب سے قیمتی شے اخلاق حسنہ ہو گی۔
- قرض دار کو قرض بہتر انداز سے لوٹانا چاہیے۔ اس سے فائدہ یہ ہو گا کہ اس شخص سے جب دوبارہ قرض لیا جائے گا تو وہ بخوشی دے گا۔

آپ ﷺ نے مدینہ میں بھی تجارتی سرگرمیوں کو جاری رکھا لیکن یہ سرگرمیاں مکے کے مقابلے میں کم تھیں اس لیے کہ مدینہ میں زراعت کا رواج تھا۔ ایک غزوہ میں آپ ﷺ نے اونٹ کی خریداری کی لیکن اس میں بھی فائدہ خود نہیں حاصل کیا بلکہ اس خریداری کا بیچنے والے کو نفع ہوا۔

مدینے میں شغل تجارت

حضرت ابن عمر اپنے والد کے ایک سرکش اونٹ پر بیٹھے تھے۔ وہ سب سے آگے نکل گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ نے ان کو ڈانٹا اور اس اونٹ کو پیچھے کر دیا اس کے بعد آپ ﷺ نے کہا کہ مجھے بیچ دو۔

- صحابہ کرام کی نبی ﷺ سے ادب و احترام دیکھیے کہ وہ آپ ﷺ کے ادب کا ہر موقع پر خیال رکھتے تھے چاہے حالت جنگ میں ہوں یا امن کی حالت میں۔ اونٹ جو کہ سرکش تھا اور بے عقل اس کو آپ ﷺ کے اونٹ سے آگے نہیں نکلنے دیا۔
- صحابہ اپنی اولاد سے بھی زیادہ آپ ﷺ کو پسند کرتے تھے۔ اس لیے حضرت عمر رضی اللہ نے ابن عمر رضی اللہ کو ڈانٹا۔
- حضرت عمر رضی اللہ نے آپ ﷺ کو بیچا نہیں بلکہ اس کو ھدیہ کر دیا اور کہا کہ اے رسول اللہ ﷺ اب آپ ﷺ کا ہے آپ ﷺ نے بھی ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ نے دو دفعہ کہا آپ لے لیں لیکن آپ ﷺ نے نہیں لیا اور کہا کہ اس کو مجھے بیچ دو۔
- آپ ﷺ نے مقام مقصود پر جا کر اس اونٹ کو دوبارہ ہدیہ کر دیا۔

فصل سوم:

آنحضرت ﷺ کے تجارتی اسوہ حسنہ سے استفادہ کی صورتیں

اسوہ حسنہ ایک مکمل نظام اور زندگی کا نمونہ ہے یہ تمام انسانوں کے لیے یکساں مفید اور عمل کے قابل ہوتا ہے اسوہ حسنہ سے مراد وہ عمل، قول، خلق اور تمام شمائل شامل ہوتے ہیں جن کی نسبت آپ ﷺ سے ہو اور جن کا تعلق آپ ﷺ کی ذات گرامی سے ہو۔ سرکار دوعالم ﷺ کی زندگی بنی نوع انسانیت کے لیے ایک بہترین نمونہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[1]

"تحقیق تمہارے لیے آپ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے"۔

آپ ﷺ کے صحابہ نے آپ ﷺ کی زندگی کو اپنانے اور اس پر عمل کرنے کا حق ادا کیا۔ جیسے آپ ﷺ کے باقی اعمال اسوہ ہیں اسی طرح معاش کیلئے تگ و دو کرنا اور اس کو خود اختیار کر کے ترغیب دینا اور کسب معاش کے لیئے تگ ودو کرنے والے شخص کی تعریف کرنا اور سوالی کو کلہاڑا خرید کر دینا اور اس کو عمل پر آمادہ کرنا تمام کے تمام اعمال امت مسلمہ کے لیے کسب حاصل کرنے کا درس دیتے ہیں ۔ سرکار دوعالم ﷺ کے تجارتی اسوہ حسنہ سے دور حاضر میں استفادہ کی چند صورتیں جس میں جانوروں کی افزائش، بچوں کی ہنر مندانہ تربیت، صلاحیتوں کی عدم تشہیر، عورت بطور نگران عمل، ملازم کو انعام دینا، کاروباری سامان کی حفاظت، مزدور کی اجرت کا تقرر، اجیر کا مستاجر کے مال کی حفاظت کرنا، شرکاء کو دھوکہ نہ دینا، سودی شراکت کی معافی اور ہدیہ کا اہتمام کرنا کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

جانوروں کی افزائش

دوسرے انبیاء کی طرح سرکار دوعالم ﷺ نے بھی بکریاں چرائی ہیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: کوئی بھی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا گیا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں عرض کیا گیا آپ نے بھی یا رسول اللہ ﷺ، آپ ﷺ نے فرمایا "میں اہل مکہ کی بکریاں قراریط پر چراتا تھا۔"[2]

دور حاضر میں سرکار دوعالم ﷺ کے کاروباری عمل سے استفادہ درج ذیل طریقے سے ممکن ہے۔

---

[1] الاحزاب:21

2 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاجارہ، باب رعی الغنم علی قراریط، 3/ 88، حدیث:2262

- جو دیہات میں رہتا ہے وہ بکریاں پالے اور ان کا دودھ بیچے۔ اگر اپنی بکریاں نہیں ہیں تو کسی دوسرے کی بکریاں بطور اجرت چرائے۔
- طالب علم اگر اپنا جیب خرچ خود نکالنا چاہتا ہے وہ شام کو دوسروں کی بکریاں اجرت پر چرا سکتا ہے۔
- وہ لوگ جو قصبوں اور تحصیلوں میں رہتے ہیں۔ دیہاتوں کے قریب ہونے کی وجہ سے اس کام کو سرانجام دے سکتے ہیں۔
- دیہاتوں سے دودھ منگوا کر اس کو شہروں میں دکانوں میں سپلائی کیا جا سکتا ہے اس لیے کہ بیکری مصنوعات میں خالص دودھ کی اشد ضرورت پڑتی ہے۔
- شہروں میں رہنے والے افراد بالخصوص (Animal Science) سے وابستہ طلبا کو یہ کام جدید پیمانوں پر سرانجام دینا چاہیے۔ جیسے ڈیری فارم وغیرہ بنا کر جانوروں کے گوشت کی بڑے بڑے سٹوروں میں ترسیل کی جائے۔

شہری طلبا کو چاہیے کہ اپنی پراڈکٹس کی آن لائن تشہیر کریں اس کے بعد اس چیز کو خریدار تک اگر بغیر کسی رقم کی وصولی کے پہنچایا جائے تو منافع کے مواقع بڑھنے کا امکان ہے۔

بچوں کی ہنر مندانہ تربیت

آپ ﷺ نے بارہ سال حضرت ابو طالب کے ساتھ تجارتی سفر کیا۔ اس سفر سے استفادہ یوں حاصل کیا جا سکتا ہے اپنے چچا کے ساتھ سفر شام میں آپ ﷺ نے اپنے چچا کو تجارتی اعمال کرتے ہوئے دیکھا اور تجارتی معاملات وغیرہ کے بارے میں تجربہ حاصل کیا

- دور حاضر میں بھی بچوں کو ہنر سکھانے کے لیے اپنے ساتھ لے جانا چاہیے۔ اگر کوئی بچہ سکول میں ہے تو اس کو شام کے وقت اپنے ساتھ لے جایا جائے تاکہ اسی کو بچپن سے ہی اس شعبے سے واقفیت ہو اور اصل کام کو جان سکے۔
- جو طالب علم طب کے شعبے سے وابستہ ہے اس کو شام کے وقت کلینک بھیجا جائے تاکہ وہ اس شعبے کو عملا دیکھ لے اور شروع ہی سے اس میں مہارت حاصل کرے۔

اسی طرح بچے کو طبی تربیت سے متعلق مختصر دورانیے پر مشتمل وہ کورس کروائے جائیں جو نفع بخش ہوں مثلا پندرہ دن کی ورک شاپ ہر روز آدھا گھنٹہ رکھی جائے اور اس کے لیے ایسا وقت رکھا جائے جس میں طالب علم پڑھائی سے فارغ ہو اور بذات خود اس کا موجود ہونا ضروری نہ ہو۔

فرسٹ ایڈ سے متعلق کورسسز گھر میں کروا دیے جائیں تاکہ گھر کے بچے سے لے کر بڑے تک اس بات سے آگاہ رہیں کہ ابتدائی طبی امداد کیسے دی جاسکتی ہیں۔

زچگی کے مرض کی وجہ سے کئی خواتین جان کی بازی ہار جاتی ہیں۔ ہر محلے کی کسی بچی کو فری کورس کروایا جائے تاکہ مریضہ کی جان بچ سکے۔

- دینی علوم سے وابستہ طالب علم کو مجالس تقاریر میں ساتھ لے جانا تاکہ اس کو بھی یہ فن آجائے اور اپنا حاصل کیا ہوا علم بغیر کسی ہچکچاہٹ کے پھیلائے۔
- گھروں میں بھی خود کام کرتے ہوئے اس عمل میں بچوں کو بھی ساتھ کھڑا کیا جائے تاکہ وہ دوسروں کی دیکھا دیکھی اس عمل کو درست طور پر سرانجام دیں۔
- جو طالب علم معاشیات کا علم حاصل کرتا ہو اس کو مارکیٹ اور بازار وغیرہ میں لے جانا وغیرہ مختصر یہ کہ جو فرد جس عمل سے وابستہ ہو اس کی عملا مشق ہو۔
- وہ بچے جن کے پاس وقت ہو ان کو آن لائن کورس کروائے جاسکتے ہیں اور اس کورس کو باقاعدہ رجسٹر طریقے سے کروایا جائے اور کورس کے اختتام پر شرکاء کو سرٹیفکیٹ دیئے جائیں جیسے اکنامکس کے طالب علم کو سکھایا جائے کہ کاروباری دنیا میں آن لائن کیا کیا ہو رہا ہے؟
- غریب اور یتیم بچوں کو تعلیم ولوانے کی ہمت کے باوجود چائیلڈ لیبر میں ڈالنا ایک نامناسب کام ہے۔ اس طرح کا کام اکثر زمیندار اور دوسرے بڑے گھرانوں میں کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ ان بچوں کا مقصد کسی کی خدمت کر کے دو وقت کی روٹی حاصل کرنا ہے ان کو تعلیم جیسی نعمت سے محروم رکھا جاتا ہے جس سے اس کے اندر خود اعتمادی پروان چڑھتی ہے۔ مالک یا زمیندار اس وجہ سے بھی اس بچے کو تعلیم نہیں دیتا تاکہ یہ میرے بیٹے سے زیادہ نہ پڑھ جائے جس میں میری بے عزتی ہے۔ قرضے کی ادائیگی کے لیے بھی غریب والدین اپنے بچوں کو دوسروں کے گھر کام کاج کے لیے بھیج دیتے ہیں۔

صلاحیتوں کی عدم تشہیر

بحیرہ راہب نے آپ ﷺ کو حضرت ابو طالب کے ساتھ دیکھا اور علامات نبوت سے آپ ﷺ کو پہچان لیا اور حضرت ابو طالب کو باخبر کیا کہ یہ قیمتی بچہ ہے اس کو واپس لے جائیں۔

اگر کوئی بچہ ایسا ہو کہ اس میں غیر معمولی صلاحیت ہو تو سب لوگوں کو نہ بتایا جائے کہ میرا بچہ یوں ہے اور بہت اچھا ہے اس سے بچے کو نظر لگ سکتی ہے اور لوگ بھی اس کے مخالف ہو سکتے ہیں بلکہ بچے کے کردار کو ایسا بنایا جائے کہ ہر

شخص کی اچھی عادات کو اپنائے اور بری عادات سے دوری اختیار کرے ۔ دور حاضر میں بچوں کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ کیا جاتا ہے۔ تھوڑے سے نمبر زیادہ آ گئے فیس بک یا سوشل میڈیا کے دوسرے ذرائع کے ذریعے اس کی تشہیر کی جاتی ہے۔

خواتین اور کسب معاش

آپ ﷺ کی تجارتی زندگی سے خواتین کے کسب معاش کی جانکاری ملتی ہے۔ جیسا کہ سرکار دوعالم ﷺ اپنے چچا کے حکم پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت کے لیے جانے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ اس سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام بھی تھا۔ آپ ﷺ کو مال دینے کی وجہ آپ ﷺ کی صداقت اور دیانت تھی۔

عورت بطور نگران عمل

- دور حاضر میں بھی عورتیں کام لے کر اس کو مردوں کے حوالے کر سکتی ہیں۔ جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کیا خواتین آن لائن کاروبار لے کر اس کو مردوں کے حوالے کر سکتی ہیں۔
- خواتین کا بڑے پیمانے پر کاروبار نہیں ہے تو اس کو چھوٹے پیمانے پر کر سکتی ہیں جیسے بیکری مصنوعات کا بنانا جس میں سموسے، برگر وغیرہ، اور چکن سے بنی مصنوعات مثلا شوارما وغیرہ۔
- خواتین ان مصنوعات کو آن لائن ویب سائٹ بنا کر فروخت کر سکتی ہیں یا سوشل میڈیا پر مختلف اشتہارات کے ذریعے ان کو فروخت کر سکتی ہیں ڈیلوری کے لیے ان کا خاوند ان کی مدد کر سکتا ہے۔
- آن لائن مختلف کورسسز جو کہ مختلف تنظیموں نے آفر کیے ہوئے ہیں خواتین ان کو کر کے گھر بیٹھے لاکھوں روپے کما سکتی ہیں جیسے Enablers[1] جو کہ خواتین کو فیس بک ایڈز کا کورس، گرافک ڈیزائننگ وغیرہ سیکھاتی ہے اس سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔
- دیہاتوں میں رہنے والی خواتین جن کے پاس اپنی زمینیں ہوں ان میں عمارتی لکڑی والے درخت لگوا کر یا دوسری عورتوں سے کٹوا کر ان کو اجرت دے سکتی ہیں۔

ملازم کو انعام دینا

ملازمین کو اپنے ساتھ جوڑے رکھنے کے لیے ان کو انعام دیا جائے اور جو وعدہ کیا جائے اس کو نبایا جائے۔ جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبایا۔ دور حاضر میں وہ ملازمین جو کہ گورنمنٹ ملازم نہیں ہیں ان میں سے اکثر اداروں میں

[1] https://www.enablers.org/female-wing / 17/12/2021

بر وقت تنخواہ نہیں ملتی۔ اگر ملتی بھی ہے تو ان سے تنخواہ سے زیادہ کام لیا جاتا ہے اور کام کے مقابے میں کم اجرت ملتی ہے حق مانگنے پر ان کو کاروباری ادارے سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔

تکبر اور غصے سے اجتناب

ایک ایسا شخص جو کہ دیانتدار اور امانتدار سب کے ہاں شہرت یافتہ ، یہ تمام خصویات اس شخص کو اس بات پر آمادہ کر سکتی تھیں کہ وہ دنیاوی کام نہ کرئے لیکن اس کے اندر تکبر نہیں تھا عاجزی ہی عاجزی تھی۔ آج کوئی بھی شخص اگر تجارت کرئے اور اس میں عاجزی اور انکساری کی صفت ہو اس کا جینا محال ہو تا ہے۔

حالانکہ سرکار دوعالم ﷺ کا واضح ارشاد گرامی ہے:

((اِنَّ اللهَ اَوْحٰی اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوا حَتّٰی لَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلَی اَحَدٍ))[1]

"یعنی اللہ پاک نے میری طرف وحی فرمائی کہ تم لوگ تو عاجزی اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی بھی دوسرے پر فخر نہ کرئے"۔

بائع اور مشتری اشیاء کی قیمتیں آپس میں مشورہ کر کے مقرر کر لیتے ہیں اور پھر گاہگ کو یوں کہا جاتا ہے کہ اس جیسی پورے بازار میں نہیں ملے گی اور اپنی لائی ہوئی چیز پر فخر کرتے ہیں۔

گاہک اگر کسی شے کی قیمت پوچھ کر اس کو نہ لے تو غصہ نہ کیا جائے۔ اس کو مجبور نہ کیا جائے کہ وہ کوئی شے لے جیسے مداری اپنی شے کی حد سے زیادہ خصوصیات بیان کرتا ہے تو ہر شخص اس کو خریدنے کی کوشش کرتا ہے۔

ایسے آن لائن کورس کروانا جو کاروباری افراد کے رویوں میں تبدیلی لاسکیں کاروباری دنیا میں بہت ضروری ہیں۔ آج کی کاروباری دنیا میں معمولی باتوں پر غصہ آتا ہے جو کہ بعض اوقات فساد پر منتج ہوتا ہے۔ کاروباری تنظیموں کو چاہیے کہ وہ اپنے ملازمین کے لیے آن لائن فری کورس کروائیں اور ادارے کے ہر فرد کے لیے اس کو سیکھنا لازم قرار دیا جائے تا کہ جھگڑے اور فسادات ختم ہوں۔ اس مقصد کے حصول کے لیئے دین اسلام اور نفسیات دونوں کی مدد لی جائے تا کہ معاشرہ فتن اور فسادات سے پاک ہو جائے۔

کاروباری سامان کی حفاظت

کاروباری سامان کی حفاظت کے لیے بھیجے گئے سامان کے ساتھ اپنے خاص کسی فرد کو رکھنا لازمی ہے تا کہ سامان کی بھی حفاظت ہو اور کسی پر بدگمانی بھی نہ کی جائے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہ نے غلام بھیجا۔

[1] قشیری، الجامع الصحیح، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واھلھا، باب صفات التی یعرف بھا اھل الجنۃ فی الدینا، 4/2198، حدیث: 2865

آج ایسے سیکورٹی گارڈ کی مانگ بہت زیادہ ہے جو لوگوں کی املاک کی حفاظت کے لیے اپنی خدمات سرانجام دے۔ نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ مناسب تربیت حاصل کرنے کے بعد اس طرح کا روزگار تلاش کریں جس سے انسانوں کے مال و نفوس کی حفاظت کرسکے۔

کاروباری سامان کی حفاظت کے لیے ڈیجیٹل حفاظتی آلات کے کورس کروائے جائیں جو کہ مختصر دورانیے کے ہوں اور ان میں وہ تکنیک سیکھا دی جائیں تاکہ لوگ اپنے کاروباری سامان کی حفاظت دور حاضر کے تقاضے کے مطابق کرسکیں۔

اسی طرح بچیوں کو تعلیم حاصل کروانے کے لیے سکول و کالجز میں بھیجا جاتا ہے۔ لوکل سفر میں ان کو خوار ہونا پڑتا ہے لیکن آج ان لوگوں کی شدید ضرورت ہے جو کہ دیانتدار ہوں تاکہ بچیوں کی عزتیں نیلام نہ ہوں۔

دور حاضر میں اس صفت کا فقدان ہے لوگوں کو کاروبار کے لیے بھیجا جاتا ہے یا اپنی دکانوں پر رکھا جاتا ہے ان کی بات پر یقین نہیں کیا جاتا اور پھر یہی یقین نہ کرنا آپس کی لڑائی کا سبب بنتا ہے اور دیانتدار شخص پر بھی تنقید کی جاتی ہے، اس کی غیبت کی جاتی ہے، لوگوں کے سامنے اس کی عزت اچھالی جاتی ہے۔ سرکار دوعالم ﷺ نے عیب کو چھپانے کا اخروی انعام یوں بتایا:

((لَا يَسْتُرُعَبْدٌعَبْدًا فِي الدُّنْيَاإِلَّا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))[1]

"کوئی بھی شخص کسی دوسرے شخص کا عیب چھپاتا ہے تو اللہ تعالی بروز قیامت اس کے عیوب کو چھپائے گا"۔

مزدور کی اجرت کا تقرر

مزدور کی اجرت پہلے سے طے کی جائے تاکہ وہ خوشی سے کام کرے جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کیا۔ دور حاضر میں اجرت دینے والے معاملے میں کوتاہی ہے اور مزدور کو اجرت اس کے کام سے کم دی جاتی ہے اور پسینے سے شرابور مزدور سے سخت لہجے میں بات کی جاتی ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ کا ارشاد اس بارے میں واضح ہے:

((أُعطُوالأَجِيرَ قَبْلَ اَنْ يَّجفَ عرقهُ)) [2]

"مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل دی جائے"۔

معاشرت میں دین کو ترجیح

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے نکاح کی خواہش کی حالانکہ آپ ﷺ ان سے مالدار نہیں تھے بلکہ

[1] قشیری، صحیح المسلم، کتاب البر والصلۃ ولاداب، 4/ 2002، حدیث: 2590

[2] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاجرۃ، 1/ 241، حدیث: 1241

ایک اجیر کی حیثیت سے سامان تجارت کے لیے لے کر گئے۔ نکاح کی خواہش کی وجہ آپ ﷺ کا دین پر عمل اور اس کی پاسداری تھی اور سرکار دوعالم ﷺ نے اس کے بارے میں خود واضح ارشاد فرمایا:

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ فرماتے ہیں:

((إِذَاخَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلاَّ تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الأَرْضِ، وَفَسَادٌ عَرِيضٌ))[1]

"تم میں سے جب کسی کے پاس ایسا رشتہ آیا جس کی دینداری اور اخلاق مشہور ہو تو اس کی شادی اگر نہیں کرواؤگے تو فساد فی الارض ہو گا"۔

آج ہر شخص کی خواہش ہے کہ میری بیوی تعلیم یافتہ اور مالدار ہو دو ہاتھ کمانے والے ہو جائیں۔ تعلیم کو تو ہر شخص دیکھتا ہے لیکن دین اور اسلامی احکامات کی پاسداری کو نہیں دیکھا جاتا۔ نکاح میں نوکری کو دیکھا جاتا ہے کوئی بھی سرکاری نوکری ہو تو اس کو رشتہ دیا جاتا ہے اگر سرکاری نوکری نہ ہو تو اس کو نکاح نہیں دیا جاتا۔ اگر کسی کی بیٹی بہت زیادہ پڑھی لکھی ہو تو اس کا زیور بھی حد سے زیادہ اور خاوند بھی ایسا دیکھا جاتا ہے جو کہ بہت تعلیم یافتہ ہو نہ ملنے کی صورت میں بچیاں گھر بیٹھے بوڑھی ہو جاتی ہیں لیکن ان کی شادی نہیں ہوتی۔ حالانکہ شادی کی برکات کو دیکھا جائے تو شادی کرنے کے بعد مالی حالت مدد خداوندی کی وجہ سے بہتر ہو جاتی ہے۔ جیسے سرکار دوعالم ﷺ کی معاشی حالت شادی کے بعد بہتر ہو جاتی ہے۔

علامہ مودودیؒ "سیرت سرور عالم" میں یوں بیان کرتے ہیں:

" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے بعد رسول ﷺ کی مفلسی ختم ہو گئی۔ پہلے وہ دوسروں کے ساتھ تجارت کرتی تھیں اس لیے کہ عرب کے دوسرے لوگوں کی جو حالت تھی اس میں ان کو فائدہ کم ہوتا تھا لیکن جب سرکار دوعالم ﷺ کے پاس آپ کا مال آیا تو اس فطری خیر خواہی کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ اہلیہ کے حق میں بھی خیر خواہ ثابت ہوئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کی تجارت چمک اٹھی[2]

چناچہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے بارے میں اس بات کو یوں ارشاد فرمایا:

﴿ وَوَجَدَكَ عَائِلاً فَأَغْنٰى ﴾[3]

"اور ہم نے آپ کو غریب پایا اور غنی کر دیا"۔

---

[1] سنن ترمذی، ترمذی، کتاب النکاح، باب ذاجاء أحدکم من ترضون دینہ، 2/ 385، حدیث:1084

[2] مودودی، ابوالاعلی، سیرت سرور دوعالم، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، 2/ 118

[3] الضحی:8

اجیر کا مستاجر کے مال کی حفاظت کرنا

آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال کی حفاظت کی اور ایسی حفاظت کہ آپ سرکار دوعالم ﷺ کی دلدادہ بن گئی۔ دوسروں کے مال کی حفاظت کا رواج بہت کم ہے ہم اکثر لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ لوگوں کو پلاٹ بیچا اور وہ پلاٹ در حقیقت بائع کی ملکیت نہیں ہوتا۔

دکان کے ملازم کو دیکھیں تو مالک کی اجازت کے بغیر چیزیں اٹھا کر لے آتے ہیں۔ اسی طرح یہ کام حکومتی اداروں میں بہت زیادہ ہے مثلا کوئی دفتر میں ہے تو اس میں پرنٹنگ صرف ان صفحات کی ہونی چاہیے جو کہ حکومتی کام سے متعلقہ ہیں لیکن گھر کے کام بھی کیے جاتے ہیں۔ مکان میں رہنے والے کرایہ دار بھی مکان کا خیال نہیں رکھتے اس لیے کہ دوسرے کا مال ہے اور مکان چھوڑتے وقت اس میں توڑ پھوڑ کر دیتے ہیں۔ رینٹ پر گاڑی وغیرہ لے جا کر اس کا بے دردی سے استعمال کیا جاتا ہے۔ لوکل گاڑی میں سفر کرتے ہوئے اس میں کھانے والی اشیاء اور ان کی پیکنگ پھینک دی جاتی ہے۔

شرکا کو دھوکہ نہ دینا

آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ، عبد اللہ بن ابی حسماء رضی اللہ کے ساتھ شراکت کی۔ آپ ﷺ کے تجارتی اسوہ حسنہ سے استفادہ درج ذیل طریقوں سے ممکن ہے۔

سرکار دوعالم ﷺ بطور شریک کسی کے ساتھ دھوکہ نہیں کرتے تھے بلکہ صداقت اور امانت داری کا مجسمہ تھے۔

ہمارے معاشرے میں دھوکہ دہی کی کئی صورتیں پائی جاتی ہیں۔

ایک شریک دوسرے کو دھوکہ دے دیتا ہے اور یوں بنا بنایا کاروبار خراب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دو شریک مل کر دوسروں کو بھی دھوکہ دے سکتے ہیں جیسے موبائل فون، کمپیوٹر و دیگر ٹیکنالوجی کی چیزوں میں صریح غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے۔ مرمت کیے ہوئے فون کو یہ کہہ کر بیچنا کہ یہ مرمت شدہ نہیں۔ پرانے کمپیوٹر و لیپ ٹاپ کو نیا کہہ کر اسکا معیار بہتر بتا کر کم معیاری بیچ دینا، اچھا سیمپل دکھا کر گھٹیا مال پیک کر دینا وغیرہ۔

جھگڑا نہ کرنا

سرکار دوعالم ﷺ شرکاء کے ساتھ جھگڑا نہیں کرتے تھے جیسے حضرت سائب بن ابی سائب کی زبانی آپ ﷺ کی عمدہ شراکت کی گواہی یوں دی گئی۔

" اور آپ ﷺ بہترین شریکِ تجارت تھے، نہ کھنچا تانی کرتے اور ہی نہ کسی قسم کا مناقشہ کرتے تھے "[1]

[1] عسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، 358/5

آج بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو لوگوں کے ساتھ احسان مندانہ سلوک کرتے ہیں مگر یہ رویہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ کاروباری فریق ایک دوسرے کے ساتھ کھنچا تانی کرتے ہیں۔

کوئی شخص اگر ٹیکسی چلا رہا تو وہ سواری کی وجہ سے دوسرے کے ساتھ لڑائی کرنا شروع ہو جاتا ہے۔ دو ہوٹل اکھٹے ہوں تو گاہک کی وجہ سے لڑائی ہو جاتی ہے ۔ دور حاضر میں بھی اسی احسان مندانہ جذبے کی ضرورت ہے کہ ایک شریک دوسرے کے ساتھ پیسوں کے حصول میں کھنچا تانی نہ کرے یعنی کھینچ تان کر اپنے اخراجات نہ بڑھائے کہ وہ اخراجات کاروبار سے وصول ہوں۔

کاروباری افراد کو نفسیاتی کورس آن لائن کروائے جائیں تاکہ خریدار کی نفسیات کو سمجھ سکیں اور کسی بھی طرح گاہک کے ساتھ بد اخلاقی کا مظاہرہ نہ کریں۔

ایسے مادی اسباب اختیار کرنا جن سے جھگڑا نہ ہو مثلا حساب کتاب کو درست رکھنا اس کے لیے آن لائن کورسز کروانا بھی عصر حاضر کی ضرورت ہے۔

سودی شراکت کو معاف کرنا

آپ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ شراکت کی۔ جس میں سودی کاروبار بھی تھا لیکن حرمت سود کے بعد آپ ﷺ نے سودی قرضے کو حضرت ابن عباس سے در گزر کر دیا تھا۔

سرکار دوعالم ﷺ نے صرف سود کو نہیں منع فرمایا بلکہ اس کو ختم کرنے کا عملی درس دیا۔ دور حاضر میں ایسے افراد کی بھی کمی نہیں جو سود سے دور رہتے ہیں لیکن موجودہ معاشرہ سودی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ حالانکہ جس شے کو اسلام نے حرام قرار دیا۔ اس میں بظاہر اگر منافع بھی ہو لیکن حقیقی طور پر نقصان ہوتا ہے۔

ہدیہ کا اہتمام کرنا

حضرت حکیم بن حزام کو آپ ﷺ نے ایک دفعہ قربانی کا جانور لانے کے لیے بھیجا۔ انہوں نے ایک دینار کما کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اس کو ہدیہ کر دیا۔[1]

دور حاضر میں پر خلوص ہدیہ دینے والوں کی کمی نہیں مگر یہ رجحانات بھی پائے جاتے ہیں۔ جیسے ریاکاری کا شامل ہونا، کسی کو ہدیہ دے کر اس کی تصاویر سوشل میڈیا پر شیئر کی جاتی ہیں۔ جس سے خلوص کا عنصر کم ہو جاتا ہے اسی طرح مسجد میں اگر کوئی شے دی جائے تو پوری کونسل میں اس کی تشہیر کی جاتی ہے۔ ہدایہ ایسے لوگوں کو دے جاتے ہیں جن سے واپس بہتر ملنے کی توقع ہوتی ہے۔

[1] علاء الدین علی المتقی بن حسام، کنز العمال فی السنن والاقوال، جلد 13، حدیث نمبر: 39982

باب سوم:

صحابہ کرام کی معاشی سرگرمیاں اور ان سے استفادہ

فصل اول: صحابہ کرام کے کاروباری طریق

فصل دوم: صحابیات کے کاروباری طریق

فصل سوم: صحابہ کرام کی کاروباری سرگرمیوں سے استفادہ

فصل اول:

صحابہ کرام کے کاروباری طریق

تمہید

انبیاء علیہم السلام نے تجارت کی۔ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے صحابہ کرام نے بھی تجارت کی۔ اس لیے نبی ﷺ کا عمل ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا تھا ۔ صحابہ کرام کے بارے میں یہ بات معروف ہے کہ جب ہجرت کی تو اس وقت خالی ہاتھ تھے۔ یہ بات حقیقت سے کوسوں دور ہے کیونکہ مہاجر صحابہ میں بھی بعض صحابہ کرام ایسے تھے جو تجارت کی وجہ سے مشہور تھے ۔ جن میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، عثمان غنی، عبدالرحمن بن عوف اور طلحہ رضوان اللہ علیہم شامل تھے۔ [1] صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی تجارت ایسی تھی کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے غافل نہ کرتی تھی۔ قرآن مجید صحابہ کرام کی تجارت کو یوں بیان کرتا ہے۔ چناچہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ۙ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ﴾[2]

"وہ مرد نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے اور نماز قائم کرنے سے اور زکواۃ دینے سے ڈرتے ہیں اس دن سے جس دن میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں"۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ قوم تجارت اور بیع وشرا کرتے تھے۔ ان کو جب اللہ رب العزت کے حقوق میں سے کوئی حق لاحق ہوتا تو ان کو تجارت اور بیع اللہ تعالی کے ذکر سے غافل نہیں کر سکتی تھی۔[3]

ان کی تجارت کا مقصد اللہ تعالی کی رضا ہوتی تھی۔ اس لیے وہ لوگ اللہ تعالی کے ذکر کو سفر وحضر میں نہیں چھوڑتے تھے۔ آج ہماری تجارت کو دیکھا جائے جو کہ سراسر نافرمانی اور اس میں مال کی حرص اور دولت کا لالچ شامل ہے۔ جس کے پیچھے انسان اس خالق حقیقی کو بھلا دیتا ہے لہذا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمارے لیے معیار حق ہیں ۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ فرماتے ہیں:

((إِنَّكُمْ تَقُولونَ: إنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الحَدِيثَ عن رَسولِ اللَّهِ ﷺوتَقُولونَ: ما بَالُ

[1] صدیقی، مولانا یسین مظہر، مکی اسوہ نبوی، القلم فرحان ٹیرس ناظم آباد کراچی، اشاعت اول: فروری 2008م، ص164

[2] نور:37

[3] البغوی، ابو محمد حسین بن مسعود، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن، دار احیا التراث العربی، بیروت، الطبعہ رابعہ: 1898، 51/6

المُهَاجِرِينَ والأَنْصَارِ لا يُحَدِّثُونَ عن رَسولِ اللَّهِ ﷺبمِثْلِ حَديثِ أَبِي هُرَيْرَةَ وإنَّ إخْوَتي مِنَ المُهَاجِرِينَ كانَ يَشْغَلُهُمْ صَفْقٌ بالأسْوَاقِ)) [1]

"بے شک آپ یہ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ آپ ﷺ کی احادیث کثرت سے ذکر کرتے ہیں اور لوگ یہ کہتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار کو کیا ہوا کہ وہ رسول ﷺ سے زیادہ روایات نہیں کرتے اس طرح جیسا ابو یریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میرے مہاجرین بھائیوں کو بازاروں میں سودا کرنے نے احادیث رسول ﷺ کی احادیث نقل کرنے سے روکا"۔

تجارت کی بدولت ملک کی معیشت مضبوط ہوتی ہے چناچہ مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی فرماتے ہیں

"معاشی ترقی وبرتری کا راز سب سے زیادہ تجارت میں پوشیدہ ہے۔ جو قوم جس طرح محنت کرتی ہے اس کی اقتصادی حالت اتنی مضبوط ہوتی ہے اور جس قوم یا ملک کے باشندے تجارت میں دلچسپی نہیں رکھتے وہ اقتصادی نظام میں ہمیشہ دوسروں کے زیرِ دست رہتے ہیں اور اسی راہ سے دوسری اقوام ان کے تہذیب وتمدن، سیاست ومعیشت بلکہ "مذہب" تک پر قابض ہو جاتی ہیں اور ان کو غلام بنا کر ان پر مطلق العنان حکومت کرتی ہیں۔ جس قوم میں تجارت نہیں ہے وہ آج نہیں تو کل ضرور غلام بن کر رہے گی اور جو ملک تجارت کی برکتوں سے محروم ہے۔ وہ صبح نہیں تو شام تک ضرور ہلاکت میں گر کر تباہ ہو جائے گا۔ اسلام نے اسی لیے بار بار تجارت کی ترغیب دی ہے۔ اس کے فضائل وبرکات سنائے' دنیوی فائدے بتائے اور دینی بشارتیں سنائیں"۔ [2]

اس فصل میں صحابہ کرام کی مختلف تجارتی سرگرمیوں مثلا گوشت، کپڑے، اشیاء خردونوش، پھل، دودھ، گندم، تیل چمڑااور نیزوں کی تجارت سے وابستہ صحابہ کرام کی تجارتی سرگرمیوں، اسی طرح دوسری کاروباری سرگرمیاں جس میں درزی، کان کنی، بڑھائی، کھانا بنانا، تعمیرات کرنا، طبابت، مزدوری کرنا، زراعت اور گلہ بانی وغیرہ کے پیشے کے بارے میں بیان گیاہے۔

گوشت کی تجارت کرنے والے صحابہ کرام

خالد بن اسید یہ گوشت کی تجارت کیا کرتے تھے۔ آپ کی وفات فتح مکہ سے پہلے ہوئی۔[3] اسی طرح حضرت شعیب رضی اللہ عنہ گوشت کے تاجر تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے چند اصحاب کے ساتھ رسول ﷺ کی دعوت کی اور عمدہ

---

[1] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع باب ماجاءفی قول اللہ عزوجل فاذاقضیت الصلوۃ،3/ 52،حدیث:2047

[2] سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام، شیخ الہند اکیڈمی لاہور، س ن ص:242-244

[3] آپ عتاب بن اسید کے بھائی تھے اور فتح مکہ کے دن اسلام لائے والدہ کا نام اروی بنت ابی عمر بن امیہ تھا۔ حضرت خالد بن اسید نے تمام عمر مکہ میں گزاری(ابن سعد ،طبقات الکبری،6/ 5)

کھانا کھلایا۔ چناچہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک صحابی جن کی کنیت ابو شعیب تھی تشریف لائے اور اپنے غلام سے کہا: "جو کہ قصاب تھا" میرے لیے اتنا کھانا تیار کرو جو کہ پانچ اشخاص کے لیے کافی ہو جائے۔ کیونکہ میں نے آپ ﷺ کے چہرے پر بھوک کا اثر دیکھا ہے پھر انہوں نے آپ ﷺ کو بلایا اور آپ کے ساتھ ان چار اشخاص کے علاوہ ایک اور شخص بھی آ گیا۔ آپ ﷺ نے ابو شعیب سے کہا۔ ہمارے ساتھ ایک اور فرد آ گیا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اس کو اجازت دے دیں اگر چاہیں تو اس کو واپس کر دیں۔[1]

حضرت عامر رضی اللہ کا پورا نام عامر بن قریظ بن عبد الشمس قرشی تھا۔ آپ رضی اللہ حضرت عبد اللہ کے والد تھے اور آپ رضی اللہ کی والدہ کا نام بیضاء بنت عبد المطلب تھا۔ فتح مکہ کے دن مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت عثمان کے دور حکومت میں آپ بصری میں رہے۔[2] حضرت عامر بن کریز رضی اللہ گوشت فروش تھے۔[3]

کپڑے کی تجارت کرنے والے صحابہ کرام

کپڑے کی تجارت ضروریات زندگی میں سے ہے مختلف صحابہ کرام نے بھی اس تجارت میں حصہ لیا۔ اس تجارت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام عبد اللہ بن ابی قحافہ تھا۔ آپ رضی اللہ کی والدہ ام الخیر سلمہ بنت صخر بن عامر تھیں۔ آپ رضی اللہ کی اولاد میں حضرت عبد اللہ اور اسماء ذات النطاقین تھیں۔ آپ کی والدہ کا نام قتیلہ بنت عبد العزی تھیں۔ عبد الرحمن اور عائشہ کی والدہ ام رومان تھیں۔ آپ رضی اللہ سفر و حضر میں نبی ﷺ کے ساتھ رہے۔ ہجرت کے سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ غار ثور میں قیام کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی۔[4]

"كَانَ اَبُوبَكْر يَحْمِلُ الثِّيَابَ عَلى كَتِفِهِ فَيَبِيْعُ وَيَشْتَرِى"[5]

"حضرت ابو بکر رضی اللہ اپنے کندھوں پر کپڑے اٹھاتے اور ان کی خرید و فروخت کرتے"۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی وفات سے ایک سال پہلے آپ اپنا مال تجارت بصری لیکر گئے۔[6] اسی لیئے سرکار دو عالم ﷺ نے ان کے لیے یہ ارشاد فرمایا:

---

[1] عسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، 2/ 49

[2] ایضا، 3/ 383

[3] المعارف، عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ الدینوری، الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب الطبعۃ الثانیۃ: 1992، 1/ 575

[4] ابن سعد، طبقات الکبری، 3/ 126

[5] جوزی، امام ابی فرج عبد الرحمن، تلبیس ابلیس، دراسہ و تحقیق احمد بن عثمان، دار الوطن للنشر، طبع اولی 2002، 2/ 883

[6] قزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب المزاح، 2/ 1225 حدیث 3819

((وَمَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ))[1]

"مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال سے زیادہ کسی شخص کے مال نے نفع نہیں دیا"۔

حضرت عثمان رضی اللہ

آپ کا نام عثمان بن عفان بن امیہ بن عبد الشمس تھا۔ آپ کی والدہ کا نام ام حکیم بنت عبد المطلب تھا۔ آپ نے دو ہجرتیں کی اور آپ ﷺ کی دو بیٹیوں کے ساتھ شادی کی ۔[2]حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے [3]۔ حضرت جابر بن سمرہ[4] رضی اللہ فرماتے ہیں "حضرت عثمان رضی اللہ نے غزوہ تبوک کے موقع پر ایک ہزار دینار لائے اور آپ ﷺ کی گود میں رکھے۔ "اسی طرح حضرت حذیفہ رضی اللہ[5] فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ نے دس ہزار دینار آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے۔[6]

علامہ واقدیؒ "کتاب المغازی" میں فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ نے غزوہ تبوک کے موقع پر دو سو دراہم اللہ کی راہ میں دیئے۔ [7]

آپ ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا کہ جو شخص فلان کھیت کا کھلیان خرید کر اللہ کی راہ میں وقف کرئے گا۔ اس کے تمام گناہ معاف ہوں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے پچاس ہزار درھم میں اسے خریدا اور پھر اس کے بارے میں آپ ﷺ کو خبر دی آپ ﷺ نے کہا" اس کو ہماری مسجد میں شامل کر دو اللہ آپ کو اس کا اجر عطا فرمائے گا" دوبارہ آپ ﷺ نے اعلان کیا" کہ کون بیر رومہ کو خریدے گا"؟ تو میں نے اس کو خرید لیا۔[8]

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

آپ کا نام طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمر بن کعب بن سعد تمیمی تھا۔ کنیت ابو محمد اور لقب فیاض تھا۔ ہجرت کے

---

[1] ترمذی، سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابو بکر 5/609، حدیث: 3661

[2] عسقلانی، تہذیب التہذیب، مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیہ، الہند، الطبعۃ الأولی، 1326ھ 7/139

[3] ابن قتیبہ، المعارف، 1/ 575

[4] جابر بن سمرہ بن جنادہ بن جندب نام تھا۔ حضرت جابر نے آپ ﷺ سے سو احادیث نقل کی آپ رضی اللہ کی چھیالیس احادیث پر امام بخاری اور مسلم دونوں متفق ہیں اور امام مسلم نے تئیس احادیث ان کی نقل کی ہیں حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ نے سات ہزار سے زائد نمازیں پڑھی۔ (النووی، ابوزکریا محی الدین یحیی بن شرف، تہذیب الاسماء واللغات، 1/142)

[5] حذیفہ بن حسیل بن جابر بن اسید بن عمرو بن مالک تھا۔ آپ ﷺ کے رازدان تھے حضرت حذیفہ اور ان کے والد جنگ بدر میں شریک ہوئے مگر کفار نے قید کیا تھا۔ (محمد بن مکرم بن علی، مختصر تاریخ ابن عساکر، الطبعۃ الاولی: 1402ھ، 1/ 224)

[6] عسقلانی، فتح الباری، تحقیق شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، دار الفکر بیروت، مطبوعۃ 1416ھ- 1996م، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عثمان بن عفان، حدیث 3699، ص 412

[7] واقدی، کتاب المغازی، تحقیق: دکتور مارسدن یونس، مکتبہ عالم الکتاب بیروت، باب غزوۃ تبوک، 3 / 945

[8] احمد بن شعیب، ابو عبد الرحمن، سنن نسائی، کتاب الجہاد، باب فضل من جہز غازیا، 6/46، حدیث: 3182

دوسرے دن آپ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو شام سے واپسی پر کپڑے پہنائے تھے۔[1] حضرت طلحہ کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔[2]

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا نام زمانہ جاہلیت میں عبد الحارث تھا۔ اسلام لانے کے بعد رسول ﷺ نے ان کا نام عبد الرحمن رکھا۔ آپ رضی اللہ کی کنیت ابو محمد تھی۔ والد کا نام عوف تھا۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ [3] آپ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں:

"لما هاجر عبدالرحمن بن عوف من مكة الى المدينة نزل على سعد بن الربيع فقال له سعد بن ربيع" هذ امالى أقاسمكه ولي زوجتان فأنا أنزل لک عن احداهما "فقال بارك الله لك ولكن إذا أصبحت فدولونى على سوقكم فدلوه فخرج معه من سمن واقط قد ربحه"[4]

"جب حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو حضرت سعد بن ربیع کے گھر قیام کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا "یہ میر امال ہے آپ اور میں آپس میں تقسیم کرتے ہیں اور میری دو بیویاں ہیں ان میں سے ایک کو طلاق دے کر آپ کے نکاح میں دے دیتا ہوں" حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے برکت کی دعا دی اور کہا کہ صبح مجھے بازار کا راستہ دیکھایئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بازار کی طرف رہنمائی کی آپ نے گھی اور پنیر بیچا اور آپ کو نفع ہوا"۔

اس حدیث سے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ کا تجارتی منہج واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے کبھی بھی قرض لے کر تجارت نہیں کی حالانکہ ہجرت مدینہ کے وقت قرض کی زیادہ ضرورت تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے قرض نہ لیا اور بازار گئے اور منافع کما کر واپس لوٹے۔

انسان کو کسی بھی حالت میں قرض نہیں لینا چاہے اس لیے کہ حقوق العباد اس وقت تک معاف نہیں ہوتے۔ جب تک قرض خواہ خود معاف نہ کرئے مزید بر آں انسان اگر مسلسل قرض لیتا ہے تو اس کو اس کی عادت پڑتی ہے اور جھوٹ بھی بولنا پڑتا ہے۔ دیانتداری والی صفت بھی قرض میں تاخیر کرنے کی صورت میں مفقود ہوتی ہے۔

---

[1] ابن سعد، الطبقات الکبری، 3/ 160

[2] ابن قتیبہ، المعارف، 1/ 575

[3] انس بن مالک بن نضر بن ضمضم خادم رسول تھے مرویات کی تعداد 2286 ہے۔ ہجرت مدینہ سے دس سال قبل 612ء کو پیدا ہوئے بچپن میں اسلام قبول کیا اور وفات تک آپ ﷺ کی خدمت کی بصرہ میں 712ء میں وفات پائی۔ (محمد بن عبد البر، الاستیعاب، 1/ 235)

[4] ابن سعد، طبقات الکبیر، 3/116

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ کپڑے کے تاجر تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ کے عہد خلافت میں 35 ھجری میں وفات پائی۔ آپ رضی اللہ کا ترکہ سولہ حصوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر بیوی کو اسی ہزار درھم ملے۔[1]

علامہ زھری فرماتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک حصہ صدقہ کیا جس کی مالیت چار ہزار دینار تھی اور پھر چالیس ہزار کا حصہ صدقہ کیا۔ اس کے بعد چالیس ہزار دینار دے اور پانچ سو گھوڑے اللہ کی راہ میں دیئے اور پھر ایک ہزار پانچ سو سواریاں اللہ کی راہ میں دیں۔[2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ کا نام عمر بن خطاب تھا۔ آپ رضی اللہ کی کنیت ابو حفص تھی۔ آپ رضی اللہ کی والدہ خنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ تھیں۔ آپ رضی اللہ کی ولادت حرب الفجار سے چار سال قبل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ کے لیے آپ ﷺ نے دعا کی۔ آپ رضی اللہ نے نبوت کے چھٹے سال اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ نے بہنوئی خباب اور بہن فاطمہ کو مارا۔ بیت اللہ میں اعلانیہ عبادت کی اور اعلانیہ ہجرت کی۔ غزوہ خیبر میں جھنڈا حضرت عمر رضی اللہ کے پاس تھا۔ جمادی الاولی تیرہ ہجری میں خلافت سنبھالی۔ حضرت عمر رضی اللہ ایک عجمی کے ہاتھوں جس کا نام ابولؤلو تھا جام شہادت نوش کیا۔[3]

حضرت عمر رضی اللہ بھی تجارت کرتے تھے۔ آپ کے ایران سے تجارتی تعلقات تھے۔ ایک دفعہ سرکار دوعالم ﷺ نے ان کو ایک ریشمی جوڑا دیا اور ان کو کہا کہ اس کو اہل فارس میں بیچو تاکہ تمہیں منافع حاصل ہو۔[4]

حضرت عطارو یتمی رضی اللہ عنہ

حضرت عطارو یتمی رضی اللہ عنہ سلاطین کے دربار میں تجارتی تعلقات سے حاضر ہوتے تھے اور فائدہ اٹھاتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کپڑوں کی تجارت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ایک ریشمی جوڑ الائے، حضرت عمر نے کہا "یارسول اللہ اس کو خرید لیں جب وفود عرب آئیں تو اس کو پہن کر ان کے سامنے جائیں"[5]

---

[1] ابن قتیبہ، المعارف، ص:575

[2] مکرم بن علی، مختصر تاریخ دمشق، 14/346

[3] ابن سعد، طبقات الکبیر، 2/ 55

[4] احمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبل، 22/ 462، حدیث:14621

[5] قشیری، صحیح المسلم، کتاب الشرب، باب تحریم اناء الذھب والفضۃ، 2/1635، حدیث 2068

حضرت زبیر بن عوام اسدی

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ [1] کا نام خویلد بن اسد بن عبد العزی تھا۔ والدہ کا نام صفیہ بنت عبد المطلب اور کنیت عبد اللہ تھی۔ [2]

حضرت عروہ بن زبیر [3] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَقِیَ الزُّبَیْرَ فِیْ رَکْبٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کَانُوا تُجَّارًا قَافِلِیْنَ مِن الشأمِ، فَکَسَا الزُّبَیْرَ رَسُوْلُ اللهِ)) [4]

"آپ ﷺ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام سے واپس آنے والے تجارتی قافلے سے ملے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو کپڑے پہنائے"۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے اور اس تجارت کے لیے دور دراز ممالک کا سفر کرتے تھے اور لوگ ان کے پاس امانتیں رکھواتے تھے لیکن وہ قرض کی حیثیت سے رکھتے تھے اسی طرح انہوں نے کسی بھی سائل کو خالی ہاتھ نہیں بھیجا جو بھی مانگتا اس کو دے دیتے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا اکثر مال غیر منقولہ تھا۔ جن میں مدینہ میں گیارہ، بصرہ میں دو، اور مصر و کوفہ میں ایک ایک گھر تھا۔ [5] حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار غلام تھے جو کہ روزانہ اجرت پر کام کرتے تھے۔ [6]

اشیائے خرد و نوش کے کاروباری صحابہ

حضرت حاطب کا نام عمر بن عمیر بن سلمہ تھا۔ آپ بدری صحابہ میں سے تھے باقی غزوات میں تاحیات شرکت کی۔ [7] آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ فتح مکہ کے دن حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو یہ خط لکھا کہ آپ ﷺ

---

[1] آپ کا نام ابو عبد اللہ زبیر بن عوام بن خویلد تھا۔ آپ ﷺ کے پھوپھی زاد تھے۔ جنگ بدر میں کالا عمامہ باندھ کر اس کے ذریعے نقاب کیا ہوا تھا۔ آپ کی وفات 36ھ میں ہوئی (ابن عبد البر، الاستیعاب، 2/ 74)

[2] عسقلانی، فتح الباری، شرح صحیح البخاری، تحقیق شیخ عبد العزیز بن باز،، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1416ھ، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ ،باب مناقب الزبیر بن عوام 7/ 446 حدیث: 2717

[3] عروہ بن زبیر بن عوام بن خودیلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی تھا۔ آپ کی ولادت 644 میں ہوئی۔ آپ کی والداہ کا نام اسماء بنت ابی بکر اور خالہ کا نام عائشہ تھا ابن سعد نے عروہ کو اہل مدینہ کے طبقہ ثانیہ میں شمار کیا ہے۔ آپ ثقہ اور کثیر رواۃ حدیث میں سے تھے۔ آپ کی وفات 713 میں ہوئی (عسقلانی، تہذیب التہذیب، 7/180)

[4] کشمیری، محمد انور شاہ بن معظم شاہ، فیض الباری علی شرح صحیح البخاری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ اولیٰ 1426ھ، باب ہجرۃ النبی ﷺ، 2/ 538 حدیث 3906

[5] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، باب برکۃ الغازی فی مالہ، 4/ 87،، حدیث:: 3129

[6] الاستیعاب، محمد بن عبد البر 1/ 708

[7] شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، دار الحدیث، قاہرہ دار الطیبہ، 1427ھ، 3 / 366

ان کی طرف چڑھائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تیس ہجری پینسٹھ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا ۔[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

حضرت خاطب رضی اللہ عنہ کا ایک غلام آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ حضرت خاطب رضی اللہ عنہ آگ میں داخل ہوں گے۔ آپ ﷺ نے کہا کہ آپ نے جھوٹ بولا اس لیے کہ خاطب بدری صحابی ہیں۔[2]

"آپ رضی اللہ عنہ کا ترکہ چار ہزار دینار و دراھم، گھر اور اس کے علاوہ تھا آپ کی تجارت اشیاء خورونوش کی تھی۔ اس کے علاوہ دوسری اشیاء کی بھی تجارت کرتے تھے"۔[3]

پھلوں کے تاجر

حضرت نبہان رضی اللہ عنہ کو نبہان تمار کے لقب سے جانا جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کھجوروں کی تجارت کیا کرتے تھے۔[4] دوران تجارت آپ رضی اللہ عنہ سے ایک خطا ہوگئی۔ سرکار دوعالم ﷺ کو بتایا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگی اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا۔ چناچہ یہ آیت آپ کے بارے میں نازل ہوئی:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴾[5]

"اور وہ لوگ جب کوئی بے حیائی کریں یا کوئی ظلم کریں تو وہ اللہ کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کے لیے بخشش مانگیں اور کون بخشتا ہے گناہوں کو اللہ کے سوا نہوں نے جو کیا اس پر نہ اڑیں اور وہ جانتے ہوں"۔

"هذه الاية نزلت فی نبہان التمار وکنیته ابو معبد اتته امرءة حسناء تبتاع منه تمر فقال لہا ان هذا التمر لیس بجدید وفی البیت اجود منه فذهب بہا الی بیته فضمہا الی نفسه وقبلہا فقالت له اتق الله فترکہا وندم علی ذالک فاتی النبی ﷺ وذکر ذالک له"[6]

"یہ آیت حضرت نبہان جو کہ کھجور بیچنے والے تھے۔ ان کے بارے میں نازل ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو معبد تھی ۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حسین عورت آئی جو کھجوریں

[1] ابن عبدالبر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،1/315

[2] البلازری، احمد بن یحیٰی بن جابر بن داؤد، انساب الاشراف، دار الفکر، بیروت، الطبعۃ الاولی:1417ھ، 9/ 438

[3] ابن سعد، طبقات الکبیر،3 / 106، حدیث 3147

[4] عسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، 6/ 329

[5] آل عمران:135

[6] بغوی، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن، 1/ 509

خرید نا چاہتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے کہا کہ میرے گھر میں اس سے اچھی کھجوریں موجود ہیں ۔ آپ رضی اللہ عنہ اس عورت کو اپنے گھر لائے ، اس کو اپنے ساتھ ملا یا اور اس کو بوسہ دیا۔ اس نے کہا کہ اللہ سے ڈرو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا اور اس بات پر نادم ہوئے اور نبی ﷺ کے پاس آئے اور اس بات کا ذکر کیا"۔

یہ حدیث اس بات کو واضح کرتی ہے کہ حضرت نبہان کھجوروں کی تجارت کرتے تھے جو خشک میوہ جات میں سے ہے ہر انسان کی خواہش اور نفسانی خواہشات ہوتی ہے۔ اگر انسان نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے کوئی ایسا کام کر دیے جو شریعت کے منافی ہو تو اس کو اللہ تعالی سے معافی مانگنی چاہیے۔ اس لیے بہترین خطا کرنے والے وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہوں۔

تیر بنانے والے صحابہ کرام

دور نبوی میں آلات حرب جہاں تلواریں وغیرہ تھے ،وہاں تیر ایک امتیازی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کی افادیت یہ تھی دشمن اگر فاصلے پر کھڑا ہو تو اس کو بآسانی ڈھیر کیا جا سکتا تھا، اسی طرح چھپ کر وار کرنا یہ بھی اس کے ذریعے ممکن تھا سرکار دو عالم ﷺ نے جن تین اشیاء کو اپنے بچوں کو سکھانے کا کہا ہے اس میں تیر اندازی بھی شامل ہے۔ ذیل میں تیر بنانے میں مہارت رکھنے والے صحابی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا پورا نام سعد بن مالک بن اھیب بن عبد مناف تھا۔ ان کی والدہ حمنہ بنت ابوسفیان تھیں اور عتبہ اور عمیر بھائی تھے ۔ عشرہ مبشرہ میں سے تھے ۔ بہادری ان میں بے مثال تھی ۔ عمر بن خطاب رضی اللہ نے ان کو کوفہ کا گورنر بنایا تھا۔ جنگ قادسیہ میں اسلامی لشکر کی کمان آپ رضی اللہ عنہ کے پاس تھی۔ حضرت عثمان کے دور میں آپ گورنر کوفہ تھے۔

كانَ سَعْدُ بنُ أَبِي وَقَاصٍ يُبْرِيُ النَّبْلَ[1]

"حضرت سعد رضی اللہ تیر ٹھیک کرتے تھے"۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان تھے ۔ جنہوں نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا ۔ حضور ﷺ نے ان کو حجاز کے علاقے رابغ کی طرف بھیجا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ مشرکین پر ٹوٹ پڑے اور مسلمانوں کی جماعت کا تحفظ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے ۔ آپ ﷺ نے حضرت سعد کو فرمایا:

---

[1] ابن قتیبہ، المعارف، ص:575

((اِرْمِ فِدَاكِ أَبِيْ وَأُمِّي))[1]

"سعد تیر پھینکیں آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں"۔

دودھ کی تجارت کرنے والے صحابی

جسم کو توانا اور تندرست رکھنے کیلئے دودھ لازمی ہے ۔ عرب لوگ اونٹوں کو پسند کرتے تھے۔اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ان کی وجہ سے سفر کرنا آسان تھا اور دوسری وجہ ان کا گوشت اور دودھ استعمال کرنا تھی۔ دودھ کی تجارت کرنے والے صحابی کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

حضرت مقدام بن معدیکرب

حضرت ابو بکر ابن ابی مریم آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے روایت کرتے ہیں:

((كَانَتْ لِمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ جَارِيَةٌ تَبِيعُ اللَّبَنَ، وَيَقْبِضُ الْمِقْدَامُ الثَّمَنَ، فَقِيلَ لَهُ: سُبْحَانَ اللهِ أَتَبِيعُ اللَّبَنَ وَتَقْبِضُ الثَّمَنَ فَقَالَ: نَعَمْ، وَمَا بَأْسٌ بِذَلِكَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ:لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَايَنْفَعُ فِيهاإِلَّاالدِّينَارُوَالدِّرْهَمُ))[2]

"آپ کی ایک کنیز تھی۔جو دودھ بیچا کرتی تھی اور اُس کی قیمت آپ لیا کرتے تھے۔آپ سے کسی نے کہا سبحان اللہ آپ دودھ بیچتے ہیں اور اُس کی قیمت لیتے ہیں آپ نے جواب دیا"ہاں لیکن اس میں کیا حرج ہے" میں نے رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا صرف ان کو درھم اور دینار ہی نفع دیے گا"۔

گندم کی تجارت کرنے والے صحابی

گندم بنیادی ضرورتوں میں سے ہے۔اس کی تجارت سے بھی صحابہ کرام وابستہ رہے ہیں ۔جو کہ ان علاقوں میں اس کو فروختنے کے لیے لاتے جہاں قابل کاشت زمین نہ تھی۔ درج ذیل صحابہ کرام اس تجارت سے وابستہ تھے۔

حضرت سیمویہ رضی اللہ عنہ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اشیاء خوردونوش میں گندم کی بھی تجارت کرتے تھے جیسا کہ حضرت سیمویہ بلقاوی رضی اللہ عنہ اس کی تجارت سے وابستہ تھے۔علامہ ابن حجرؒ[3] ان کی تجارت کے بارے میں یوں بیان کرتے ہیں:

---

[1] احمد بن حنبل،مسند امام احمد،2/84،حدیث:1146

[2] ایضا،28/433حدیث:17201

[3] ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد ابن حجر عسقلانی ہیں 773ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے، آپ مصنف تھے، مشہور کتب لسان المیزان، تقریب التہذیب، اور تہذیب التہذیب ہیں۔ وفات 852ھ میں ہوئی(عسقلانی، لسان المیزان، موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، 1306ھ،1/1)

حضرت سیمویہ رضی اللہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

"حملت القمح من البلقاء إلى المدينة فبعنا واردنا أن نشتري التمر فمنعونا فأتينا النبي ﷺفقال أما يكفيكم رخص هذا الطعام بغلاء هذا التمر الذي تحملونهم ذروهم يحملون وكان سيمويه نصرانيا شماسا فأسلم وحسن إسلامه وعاش مائة وعشرين سنة" [1]

"ہم بلقا[2] سے مدینہ منورہ گندم لے کر آئے اور ہم نے اسے بیچ کر کھجوریں خریدنا چاہی لیکن ہمیں اس سے روک دیا گیا، چنانچہ ہم یہ مسئلہ لے کر سرکارِ دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ، آپ نے روکنے والوں سے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں یہ کافی نہیں ہے کہ یہ لوگ تم سے مہنگے داموں کھجوریں خرید کر بدلے میں کم قیمت میں غلّہ دے رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نصرانی تھے اور اسلام لے آئے اور آپ نے 120 سال کی طویل عمر پائی"۔

تیل اور چمڑے کی تجارت کرنے والے صحابی

ابو سفیان رضی اللہ عنہ عام الفیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے اور زمانہ جاہلیت میں قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ آپ رضی اللہ تاجر تھے اور تجارت کرنے کے لیے شام اور دوسرے ممالک کا سفر کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ کے پاس سرداروں کا جھنڈا ہوتا تھا۔ جب جنگ کا موقع ہوتا تو اسی جھنڈے کے نیچے لوگ جمع ہوتے اور جنگ کے لیے تیار ہوتے۔ آپ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے اور غزوہ حنین، طائف اور یرموک میں شریک تھے۔[3]

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((أن رسولَ الله ﷺعَامَ الفتحِ جاءه العباسُ بن عَبد المُطَّلب بأبي سفيانَ بن حَرْبٍ، فأسلَم بمَرِّ الظَّهْرانِ فقال له العباسُ يا رسولَ الله إن أبا سفيان رجلٌ يحب هذا الفخْر))[4]

"آقا ﷺ کے پاس فتح مکہ کے دن حضرت عباس سفیان بن حرب کو لے کر آئے اور حضرت سفیان بن حرب مر ظہران کے قریب اسلام لے آئے اور حضرت عباس نے آپ ﷺ سے کہا

---

[1] عسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ،3/ 197

[2] شام میں ایک وادی کا نام ہے اسی بستی میں اصحاب کہف نے قیام کیا۔ حفص بن عمر بن سائب بن ابی سائب اس علاقے میں عہدہ قضا پر مامور ہوئے (قزوینی، آثار البلاد واخبار العباد، 1/156)

[3] ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 4/1677، حدیث 3006

[4] سجستانی، سنن ابی داود، باب ماجاء فی خبر مکۃ، 4/632، حدیث: 3021

کہ اے رسول اللہ ﷺ یہ شخص اس فخر کو پسند کرتا ہے"۔

حضرت سفیان بن حرب تیل اور چمڑے کی تجارت کرتے تھے [1]

تلواریں اور نیزے بنانے والے صحابہ کرام

نبوی دور کو اگر دیکھا جائے تو اس میں حفاظت کے لیے تلواریں اور نیزے استعمال کیے جاتے تھے۔ نبی ﷺ کے پاس بھی تلواریں تھیں۔ اسی طرح جنگوں کے مواقع پر آپ نے صحابہ کرام کو بھی تلواریں دیں۔ جیسے حضرت ابو دجانہ انصاری رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کو ایک غزوہ کے موقع پر تلوار دی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺأَخَذَ سَيْفًا يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ:مَنْ يَأْخُذُ هَذَا السَّيْفَ فَأَخَذَهُ قَوْمٌ فَجَعَلُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: مَنْ يَأْخُذُهُ بِحَقِّهِ فَأَحْجَمَ الْقَوْمُ، فَقَالَ أَبُو دُجَانَةَ[2] أَنَا آخُذُهُ بِحَقِّهِ، فَأَخَذَهُ فَفَلَقَ هَامَ الْمُشْرِكِينَ أَخَذَ سَيْفًا يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ:مَنْ يَأْخُذُ هَذَا السَّيْفَ فَأَخَذَهُ قَوْمٌ فَجَعَلُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، فَقَالَ:مَنْ يَأْخُذُهُ بِحَقِّهِ فَأَحْجَمَ الْقَوْمُ، فَقَالَ أَبُو دُجَانَةَ سِمَاكٌ: أَنَا آخُذُهُ بِحَقِّهِ، فَأَخَذَهُ فَفَلَقَ هَامَ الْمُشْرِكِينَ))[3]

"آپ ﷺ نے غزوہ احد کے دن تلوار لی اور کہا کہ اس تلوار کو کون لے گا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم دیکھنا شروع ہو گئے اور کہا اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ دے گا؟ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ نے فرمایا کہ میں اس تلوار کا حق ادا کروں گا۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ نے اس تلوار کو لیا اور اس سے مشرکین کی کھوپڑیاں اڑائیں"۔

آپ ﷺ بھی صحابہ میں جہاد کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے یہ عمل کرتے تھے۔ جیسے غزوہ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ کو بلاتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں جھنڈا دیتے ہیں چناچہ ان کے ہاتھوں قلعہ فتح ہو جاتا ہے۔

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام خباب بن ارت بن جندلہ تھا۔ حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ [4] فرماتے ہیں کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے۔ مکہ میں اسلام کی خاطر آپ کو

---

[1] ابن قتیبہ، المعارف، ص575

[2] سماک بن خرشہ الخزرجی البیاضی الانصاری ابن دجانہ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ آپ بہت بہادر تھے بدر و احد میں شریک ہوئے جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش کیا۔ آپ کو دو تلواروں والا اور دو زرعوں والا کہا جاتا تھا۔ غزوہ احد میں آپ ﷺ نے اپنی تلوار دی تھی۔(اعلام، زرکلی، 3/ 138)

[3] احمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبل، 9/ 19

[4] یزید بن رومان اسدی 130ھ میں پیدائش ہوئی۔ آپ کی کنیت ابو روح تھی۔ زبیر بن عوام کی آل کے مولی تھے۔ مغازی کے عالم تھے۔ مدینہ کے رہائشی تھے اور 747 میں مدینہ میں وفات پائی(زرکلی، اعلام، 8/ 182)

بہت تکالیف دی گئی۔[1] آپ رضی اللہ عنہ کی بدر میں شرکت ہوئی اور اس کے بعد کے غزوات میں بھی شرکت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ راوی رسول تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد اللہ بن خباب تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو خوارج نے شہید کیا۔[2]حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں لوہار تھا اور میرا قرض عاص بن وائل کے ذمے تھا۔ میں نے اس سے مطالبہ کیا اس نے کہا کہ میں اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک آپ محمد ﷺ کا انکار نہ کر دیں۔ میں مر جاؤں جب میں مر کر اٹھوں گا تو آپ کا قرض واپس کر دوں گا۔[3]

اس کے بعد یہ آیات نازل ہوئیں۔

﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا﴾[4]

"کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور کہا کہ مجھے مال اور بیٹے عطا کیے گئے ہیں"۔

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ تلواریں بناتے تھے۔[5] حضرت خباب رضی اللہ عنہ تہتر سال کی عمر میں اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔[6]

نیزوں کے تاجر

نوفل بن حرث رضی اللہ عنہ

حضرت نوفل بن حرث نیزوں کے تاجر تھے۔ آپ نیزے بنایا کرتے تھے اور غزوہ بدر میں آپ نے اپنی رہائی کے لیے نیزے اللہ کی راہ میں صدقہ دیئے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن حارث بن نوفل رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں

"لَمّا أُسِرَ نَوفَلُ بن الحارِث بِبَدرٍ، قالَ لَهُ رَسولُ اللهِ صَلى اللهُ عَليه وسَلم: افد نَفسَكَ يا نَوفَلُ, قالَ: ما لي شَيءٌ أَفدي بِه نَفسي يا رَسولَ الله، قالَ: افد نَفسَكَ بِرِماحِكَ الَّتي بِجُدَّةَ, قالَ: أَشهَدُ أَنَّكَ رَسولُ الله ﷺ فَفَدَى نَفسَهُ بِها, وكانَت أَلفَ رمحٍ"[7]

---

[1] ابن سعد، طبقات الکبری، 3/122

[2] سعد الملک، ابو نصر ھبۃ اللہ بن جعفر، الاکمال فی رفع الارتیاب، دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان، طبعۃ اولی: 1411ھ، 1/ 49

[3] الطیالسی، ابو داؤد سلیمان بن داؤد بن الجارود، مسند ابو داؤد طیالسی، محقق: دکتور محمد بن عبد المحسن الترکی، دار ھجر مصر طبعۃ اولی: 1419ھ 2/ 381 حدیث: 1150

[4] مریم: 77

[5] عسقلانی، الاصابہ فی تمییز معرفۃ الاصحابہ، 2/ 221

[6] ابن سعد، الطبقات الکبری، 3/124

[7] ایضا، 4/ 41

"حضرت نوفل کو جب قیدی بنایا گیا تو آپ ﷺ نے کہا کہ اپنے نفس کے فدیے میں کوئی چیز دو تو حضرت نوفل نے کہا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے جس کو میں اپنے نفس کے بدلے بطور فدیہ دوں، آپ ﷺ نے فرمایا" ان نیزوں کے بدلے آپ اپنے نفس کو آزاد کرائیں" چناچہ حضرت نوفل نے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں ان نیزوں کی تعداد ایک ہزار تھی جو کہ حضرت نوفل نے اپنی رہائی کے بدلے میں آپ ﷺ کو دے تھے"

آپ ﷺ نے حضرت نوفل اور عباس کے درمیان مواخات کروائی اور یہ دونوں زمانہ جاہلیت میں شریک تجارت تھے۔[1]

دستکاری کرنے والے صحابی

دور نبوی میں دستکاری کا بھی رواج تھا چناچہ حضرت سنان رضی اللہ عنہ بھی دستکاری کا کام جانتے تھے۔

حضرت سنان بن معبد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"حِكيت لرسولِ اللهِ ﷺ جُبَّةٌ من صوفِ أنمارٍ وجُعِلَتْ حاشيتُها سوداءَ فلما لبِسَها قال : أُنظروا ما أحسَنَها ما ألْيَنَها قال فقام إليه أعرابيٌّ فقال : يا رسولَ اللهِ ﷺ هَبْهَالي وكان رسولُ اللهِ ﷺ إذا سُئِلَ شيئًا لم يبخَلْ به قال فدفعهاإليه وأمر أن يُحاكَ له واحدةٌ أخرى"[2]

میں نے نبی ﷺ کے لیے ایک اونی جبہ تیار کیا۔ جس کا کنارہ سیاہ تھا۔ آپ نے اس کو پہنا اور کہا کہ کس قدر اچھی چیز ہے۔ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور کہا کہ یہ مجھے دے دیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے جس کا سوال کیا جاتا تھا آپ اس میں بخل نہیں کرتے تھے۔ آپ نے وہ جبہ اعرابی کو دے دیا اور دوسرا جبہ اپنے لیے بننے کا حکم دے دیا۔

دروس واسباق

- دوسرے کی پسند کو اپنی پسند پر ترجیح دینی چاہیے جیسے کہ آپ ﷺ نے دیہاتی کو جبہ دیا۔ حالانکہ آپ کو وہ پسند تھا

---

[1] ابن سعد، طبقات الکبیر، 4/ 42

[2] عسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، 3/ 243

- ہبہ دیتے وقت کسی شخص کو نہیں دیکھنا چاہیے کہ یہ کس مرتبے کا ہے یا کام کا آدمی ہے یا نہیں بلکہ اس کو ذہن سے نکال دیا جائے اور کوشش کی جائے کے اس کو نہ دیں جو آپ کا کام کرے اور اس وجہ سے کہ آپ نے اس کو ھبہ دیا۔
- آپ ﷺ نے ایک غیر معلوم شخص کو ھبہ کیا جو کہ دیہاتی تھا۔ اس لیے جاننے والے کو ہی ھبہ دینا لازمی نہیں ہے بلکہ اصل ھبہ اس کو کہا جائے گا کہ ایسے بندے کو دیا جائے جس کے ساتھ کوئی مفاد متعلق نہ ہو۔
- جو انسان ہبہ اور سخاوت کرتا ہے اس کو دوسروں کی نیک خواہشات کی قدر ہوتی ہے۔

درزی کا پیشہ

درزی کا پیشہ ایک ایسا پیشہ ہے جس کے ساتھ انبیاءؑ وابستہ رہے۔

> حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص سے کہا اور وہ اپنے ساتھیوں سے بات کر رہا تھا میرے قریب ہو جاو اس شخص نے کہا کہ اللہ آپ کو باقی رکھے۔ اللہ کی قسم مجھے پسند نہیں ہے کہ میں سوال کروں جیسے یہ لوگ سوال کر رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ میرے قریب ہو جاؤ میں آپ کو سابقہ انبیاء کے بارے اللہ تعالی کی کتاب میں جو مذکور ہے وہ بتاتا ہوں۔ حضرت آدمؑ کے بارے میں بتاؤں وہ کھیتی باڑی کرتے تھے اور نوحؑ کے بارے میں بتاتا ہوں وہ بڑھئی تھے، حضرت ادریسؑ کے بارے میں بتاؤں بے شک وہ درزی تھے اور میں آپ کو حضرت داودؑ کے بارے میں بتاتا ہوں بے شک وہ زرہ بنانے والے تھے اور میں آپ کو موسیٰؑ کے بارے میں بتاتا ہوں بے شک وہ بکریاں چراتے تھے اور میں آپ کو حضرت ابراھیمؑ کے بارے میں بتاتا ہوں بے شک وہ کھیتی باڑی کرتے تھے اور میں آپ کو حضرت صالحؑ کے بارے میں بتاتا ہوں بے شک ہو تاجر تھے۔[1]

مندرجہ بالا حدیث اس بات کو بیان کرتی ہے کہ انبیاءؑ کسی نہ کسی پیشے سے وابستہ تھے حتی کہ حضرت آدمؑ جو ہمارے باپ ہیں انہوں نے سخت جان کھیتی والا کام کیا۔

درزی کا کام کرنے والے صحابہ کرام

حضرت عثمان بن طلحہ کا نسب ابن ابی طلحہ بن عزی بن عثمان بن عبد الدار بن قصی تھا۔ آپ کی والدہ السلافہ الصغری بنت سعد بن شہید تھی۔ حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبل از ہجرت آپ ﷺ مجھ سے ملے اور

---

[1] نیسابوری، ابو عبد اللہ الحاکم، المستدرک، دار المعرفۃ، بیروت، 2/596، حدیث: 4265

اسلام کی دعوت دی۔ میں نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ نے ہمارے آباو اجداد کے دین کی مخالفت کی اور نیا دین لے آئے۔ آپ ﷺ نے کہا" آپ کے پاس موجود چابی میرے ہاتھ میں ہوگی۔ میں اس چابی کو جسے چاہوں دوں گا" چناچہ فتح مکہ کے موقع پر دوبارہ ان کو دے دی۔ آپ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ [1] کے ساتھ گھوڑے پر تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت بلال اور اسامہ تھے آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو چابی دے دی۔[2] آپ رضی اللہ عنہ درزی کے پیشے سے منسلک تھے [3]

حضرت قیس ابن مخرمہ رضی اللہ عنہ

آپ کا نام قیس بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف تھا۔ آپ رضی اللہ فرماتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ عام الفیل کے سال پیدا ہوئے [4] حضرت قیس ابن مخرمہ رضی اللہ عنہ بھی درزی کے پیشے سے وابستہ تھے۔ [5]

کان کنی میں مہارت رکھنے والے صحابہ

اللہ تعالی نے انسان کے فائدے کے لیے بہت سی اشیاء پیدا کی ہیں۔ جن میں بعض ایسی اشیاء ہیں جو زیر زمین ہیں سونا، تیل، چونے کا پتھر وغیرہ اس کام سے بعض صحابہ کرام بھی وابستہ تھے۔

حافظ ابن حجرؒ اپنی کتاب "الاصابہ" میں کان کنی کے پیشے سے وابستہ صحابی کے عمل کو یوں بیان کرتے ہیں:

"ابوحصین السلمی قدم علی النبیﷺ بذھب من معدنه" [6]

ابو حصین سلمی نبی ﷺ کی خدمت میں کان کا سونا لے کر آئے۔

لہذا یہ بات ثابت ہوئی کہ ابو حصین سلمی رضی اللہ عنہ کان کنی کے فن میں مہارت رکھتے تھے۔

مشروبات کے لیے لکڑی کے پیالے بنانے والے صحابی

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ فارس کے رہنے والے تھے اور مجوسی مذہب پر تھے۔ اپنے گھر سے بھاگ نکلے اور ایک

---

[1] اسامہ بن زید بن حارثہ قبیلہ بنی کنانہ سے تھے میں مکہ میں پیدا ہوئے اور آپ ﷺ ان سے محبت کرتے تھے۔ مدینہ کی طرف ہجرت آپ ﷺ کے ساتھ کی۔ بیس سال کی عمر سے قبل امیر بنے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت اسامہ نے وادی قری کی طرف ہجرت کی (زرکلی، اعلام، دار الملاعین، 1/ 290)

[2] ابن عساکر، ابو القاسم علی بن محمد بن الحسن بن ھبۃ اللہ، تاریخ دمشق، محقق: عمرو بن غزامۃ العمروی، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع: 1415ھ، 38/384 (ابن عساکر کا نام احمد بن محمد بن الحسن بن ہبہ اللہ ابو الفضل 542 میں دمشق میں پیدا ہوئے، آپ کی 610ھ میں وفات دمشق میں ہوئی، آپ کی کتب میں الانس فی فضائل القدس، مشیخہ وغیرہ ہیں (الاعلام، زرکلی، 1/ 217)

[3] ابن سعد، الطبقات الکبیر، 3/ 13، حدیث: 5783

[4] البغدادی، ابو الحسین عبد الباقی بن قانع بن مرزوق بن واثق الاموی، معجم الصحابہ، محقق: صالح بن سالم المصرانی، ـ: مکتبہ الغرباء الاثریۃ، مدینہ منورہ، طبعۃ اولی: 1418، 2/ 394

[5] ابن قتیبہ، المعارف، 1/576

[6] عسقلانی، الاصابہ فی معرفۃ تمییز الصحابہ، 4/281

راہب سے ملے۔ یکے بعد دیگرے راھبوں کی صحبت میں رہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے بارے میں کسی نے بتایا۔ ایک قافلے کے ساتھ عرب جانے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے بیچ دیا۔ ایک یہودی نے خریدا اور اس کے پاس رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بعثت ہوگئی۔ حضرت سلیمان آپ ﷺ کے پاس آئے اور اس راھب کی بتائی ہوئی علامات کو دیکھا اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اشارے پر سرکار مدینہ ﷺ نے خندق کھودی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں انتقال فرمایا۔[1] حضرت سلمان فارسی رضی اللہ مشروبات کے لیے لکڑی کے پیالے بناتے تھے۔[2]

کھانا بنانے والے صحابہ اکرام

کھانا بنانے کا فن بہت اہم ہے اس لیے کہ ہر شخص اگر کوئی بھی خوشی یا غمی میں مہمان اس کے گھر آتے ہیں تو کوشش یہی ہوتی ہے کہ کھانا باہر سے پکوایا جائے دور پار سے آئے ہوئے رشتہ داروں کو وقت دیا جائے اور ان کے ساتھ دکھی سکھی کی جائے ۔عہد نبوی میں ہم درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ کو اس فن میں ماہر دیکھتے ہیں:

ابو عبید

سرکار دوعالم ﷺ کے غلام تھے اور آپ ﷺ کے لیے کھانا بنایا کرتے تھے ۔ابو عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

" طبخت للنّبيّ صلى اللّه عليه وسلّم قدرا، وكان يعجبه الذراع"[3]

میں نے نبی ﷺ کے لیے سالن بنایا اور وہ تیلی پسند کرتے تھے۔

اسد الغابہ میں یہ واقع بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ ابو عبید نے نبی ﷺ کے لیے گوشت پکایا اور رسول ﷺ نے ان سے دست مانگی ، تھوڑی دیر بعد پھر مانگی تو انہوں نے کہا کہ اے رسول ﷺ بکری میں کہاں دست ہوتی ہے ؟ رسول ﷺ نے کہا کہ اگر تم خاموش رہتے تو جتنی دست میں نے مانگی تھی تمہیں دے دیتا[4]

تعمیرات

آپ ﷺ کے بعض صحابہ اکرام تعمیرات کے پیشے سے وابستہ تھے۔ تعمیرات میں ہر ایک فن کے لیے ماہر شخص

---

[1] النووی، تہذیب الاسماء وللغات، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، س ن، 1 / 228

[2] ابن قتیبہ، المعارف، 1/576

[3] عسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، 7 / 233 حدیث: 10230

[4] الجزری، اسد الغابہ، 5 / 204 حدیث: 6073

موجود ہوتا ہے مثلاً مکان کا ڈھانچہ، پلستر، رنگائی، وغیرہ چنانچہ حضرت طلق بن علی رضی اللہ بھی تعمیرات میں گارا بنانے کے فن میں ماہر تھے۔ آج کے دور میں جسے پلستر کرنے والا یا لیپائی کرنے والا کہا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت طلق اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں :

قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى الله عَلَيه وسَلَّم ، وَهُوَ يَبْنِي مَسْجِدَهُ وَالْمُسْلِمُونَ يَعْمَلُونَ فِيهِ مَعَهُ وَكُنْتُ صَاحِبَ عِلاَجٍ وَخَلْطِ طِينٍ فَأَخَذْتُ الْمِسْحَاةَ أَخْلِطُ الطِّينَ , وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عَلَيه وسَلَّم يَنْظُرُ إِلَيَّ وَيَقُولُ : إِنَّ هَذَا الْحَنَفِيَّ لِصَاحِبُ طِينٍ.[1]

میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ مسجد کی تعمیر میں مصروف تھے اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ شریک عمل تھے۔ مجھے گارا تیار کرنے میں مہارت تھی اور میں بیلچہ لے کر گارا تیار کرنے لگا۔ رسول ﷺ مجھے دیکھتے رہے اور کہا" یہ گارے والا ہے "۔

طبابت کے پیشے سے وابستہ صحابی

آپ ﷺ کے زمانے میں بھی طبابت کا پیشہ موجود تھا۔ بعض صحابہ اور صحابیات اس شعبے سے وابستہ تھے جن کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

حضرت ضماد بن ثعلبہ الازدی رضی اللہ

حضرت ضماد بن ثعلبہ الازدی رضی اللہ معالج تھے اور زخموں کا علاج کرتے تھے۔ عہد جاہلیت میں نبی ﷺ کے دوست تھے۔

حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ علاج معالجہ اور دم کرتے تھے، ریح سے علاج کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ باوقار انسان تھے۔ قبولیتِ اسلام کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا جو کہ حضرت ضماد رضی اللہ عنہ کے شہر سے گزرا۔ جب انہوں نے اس زمین کی حد کو عبور کیا حضرت ضماد رضی اللہ نے فرمایا کہ میں اس بات کا عزم کرتا ہوں کہ ان اشخاص میں سے جو بھی اس زمین میں سے لینا چاہے اس کو دے دوں گا۔ اس شخص کے مرتبے شرافت اور صداقت کی وجہ سے۔ چناچہ حضرت ضماد رضی اللہ مکہ عمرے کے ارادے سے آئے اور قریش کے کفار سے یہ سنا کہ محمد مجنون ہیں۔ پس حضرت ضماد رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں اس شخص کے پاس جاؤں اور اس کا علاج کر دوں ۔ حضرت ضماد رضی اللہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اے محمد ﷺ میں ریح سے علاج کرتا ہوں اگر آپ چاہیں تو آپ کا علاج کر دوں۔ شاہد اللہ تعالی آپ

---

[1] ابن سعد، طبقات الکبری، باب ذکر اہل بیتہ انہ شہد الحدیبیۃ مع رسول اللہ ﷺ، 3/112، حدیث:8208

ﷺ کو نفع دے آپ ﷺ نے شہادت پڑھی، اللہ کی حمد و ثنا کی اور ایسے کلمات کہے کہ حضرت ضماد رضی اللہ نے بار بار دہرانے کو کہا پس حضرت ضماد رضی اللہ نے کہا کہ میں نے کہانت، جادو اور شعر سنے لیکن آپ ﷺ کا کہاہوا کلام کبھی نہیں سنا۔[1]

زیر زمین پانی کی نشاندہی کرنے والے صحابہ کرام

زیر زمین پانی اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے۔ زمین میں موجود پانی کی نشاندہی کرنا بھی ایک فن ہے اس فن میں مہارت رکھنے والے صحابی کا نام ذیل میں بیان کیا جارہا ہے۔

عبداللہ بن عامر بن کریز القرشی

عبد اللہ بن عامر رضی اللہ [2] کو نبی ﷺ کی خدمت میں لا یا گیا۔ نبی ﷺ نے ان پر اپنا لعاب دہن ڈالا اور آپ ﷺ نے فرمایا یہ سیر اب کرنے والا ہے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ جس زمین کا انتخاب کرتے اس سے پانی نکل جاتا۔[3]

مزدوری کرنے والے صحابہ کرام

اللہ رب العزت نے ہر انسان کے لیے ایک پیشہ لکھ دیا ہے۔ کسی کا پیشہ لوگوں کے ہاں شہرت کا ذریعہ ہے اور کوئی کم درجے کا پیشہ ہے۔ لیکن حقیت یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالی کی حکمت ہے تاکہ انسانی زندگی اپنے تناسب سے چلتی رہے۔ اگر ہر شخص بڑے پیشہ اختیار کرے تو مزدوری والا کام کون کرے گا۔ اللہ کے ہاں مقبولیت پیشے سے نہیں بلکہ اس کے ہاں مقبولیت تقوی سے ہے۔

سعد انصاری رضی اللہ

حضرت سعد انصاری رضی اللہ پھاوڑا چلاتے تھے اور غزوہ تبوک سے واپسی پر حضرت سعد استقبال کے لیے کھڑے ہوگے۔ آپ ﷺ نے پوچھا سعد کیوں نہیں گئے تھے ۔ سعد فرمانے لگے میں پھاوڑا چلا تا ہوں اور اس سے گھر والوں کا پیٹ بھرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ہاتھوں کو چوم لیا۔[4]

حضرت علی رضی اللہ

آپ رضی اللہ عنہ کا نام علی بن ابی طالب ہاشمی تھا۔ ہجرت سے دس سال قبل پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کے گھر میں

---

[1] جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام،،16 / 21

[2] عبد اللہ بن عامر کریز بن ربیعہ الاموی، ابو عبد الرحمن مکہ میں 625م میں پیدائش ہوئی۔ حضرت عثمان کے دور خلافت میں بصرہ کے امیر رہے اور سجستان کو فتح کیا اسی طرح ابخل، سرخس طوس، نیشاپور وغیرہ کو فتح کیا۔ حضرت عائشہ کے ساتھ جنگ جمل میں شریک ہوئے اور جنگ صفین میں شرکت نہ کی۔ مکہ میں 679م میں وفات ہوئی۔ بصرہ میں بہت سے گھر خرید کر ان کو شارع بنایا۔ (اعلام، خیر الدین زرکلی،4/ 94)

[3] ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،2/559

[4] الجزری، اسد الغابہ،2 / 420

پرورش ہوئی۔ غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ غزوہ خیبر میں سرکار دوعالم ﷺ نے آپ کو مجاہدین کا علم عطا کیا۔ سترہ رمضان چالیس ہجری میں آپ نے جام شہادت نوش کیا۔[1]

حضرت علی رضی اللہ روایت نقل کرتے ہیں :

میں ایک ٹھنڈے دن آپ ﷺ کے گھر سے نکلا اور ساتھ میں ایک بدبودار چمڑا لے آیا جس کے بال جھڑے ہوئے تھے اور پھر بیچ میں سے اس کو کاٹ کر اپنی گردن میں ڈال لیا اور اپنی کمر کو کھجور کی شاخ کے ساتھ باندھ لیا ، مجھے شدید بھوک لگی تھی ۔اگر رسول ﷺ کے گھر میں کچھ کھانے کیلئے ہوتا تو اس کو ضرور کھا لیتا۔ چنا چہ میں کھانے کی تلاش میں نکلا ۔راستے میں ایک یہودی کے پاس سے گزرا جو اپنے باغ میں چرخی سے پانی نکال رہا تھا ۔میں نے اس کو دیوار کے ایک سوراخ سے جھانک کر دیکھا تو اس نے کہا " اعرابی کیا بات ہے" ؟ کیا تو ایک کھجور کے بدلے میں ایک ڈول پانی کھینچے گا ؟ میں نے کہا ہاں اور اپنا دروازہ کھول دو تا کہ میں اندر آجاؤں اس نے مجھے دروازہ کھول دیا اور میں اندر آگیا ، اس نے مجھے اپنا ڈول دیا اور جب بھی میں ایک ڈول پانی نکالتا۔ وہ مجھے ایک کھجور دیتا یہاں تک کہ میری مٹھی بھر گی، میں نے اس کا ڈول چھوڑ دیا اور کہا کہ اتنا میرے لیے کافی ہے۔ چناچہ میں نے ان کھجورروں کو کھایا ،پانی پیااور مسجد میں آیا اور وہیں رسول اللہ ﷺ کو پایا۔[2]

اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہودی کے ہاں مزدوری کرنے کو بیان کرتی ہے۔ انہوں نے یہودی کے کنویں سے پانی نکالا اور اس کے بدلے میں اس سے کھجوریں حاصل کی۔

ابو مسعود انصاری رضی اللہ

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ مزدوری کے پیشے سے منسلک تھے۔ چناچہ سرکار دوعالم ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں:

[1] عسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، 464/4

[2] ترمذی، سنن ترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، 5/645، حدیث:2473

" آپ ﷺ جب ہمیں صدقے کے لیے کہتے تو ہم میں سے کوئی بازار جا کر مزدوری کرتا یا پھر کسی کا بوجھ اٹھاتا اس کو ایک مد[1] کے برابر اجرت ملتی۔"[2]

زراعت کے پیشے سے وابستہ صحابہ

بعض صحابہ کرام زراعت کے پیشے سے وابستہ تھے جن میں حضرت عبد الرحمن بن عوف، طلحہ بن عبید اللہ، ابو طلحہ انصاری، عثمان بن طلحہ بن عبید اللہ اور ابو قتادہ رضوان اللہ علیہم شامل ہیں۔

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ

آپ رضی اللہ تجارتی سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے لیکن آخر میں زراعت کے کاروبار سے منسلک رہے آپ ﷺ نے خیبر میں وسیع و عریض جگہ دی تھی۔ بذات خود آپ رضی اللہ نے قابل کاشت اراضی خرید کر اس میں کاشتکاری شروع کی۔ چناچہ مقام جرف[3] میں بیس اونٹ کھیتوں کو پانی دینے کا کام کرتے تھے۔[4]

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا اصل ذریعہ معاش تجارت تھا لیکن اس کے ساتھ ان کا زراعت سے بھی لگاؤ تھا۔ ہر سال عراق سے ایک لاکھ فصلیں تیار ہوتی تھیں۔ آپ پہلے شخص تھے جنہوں نے قناۃ سے زراعت کی۔[5]

ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ زراعت کے پیشے سے وابستہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا باغ تھا۔ جس میں کاشتکاری کیا کرتے تھے۔ چناچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ، أَحَبُّ مَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ، مُسْتَقْبِلَةَ المَسْجِدِ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا نَزَلَتْ(لَنْ تَنَالُوا البِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ)[6] قَامَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ:لَنْ تَنَالُوا البِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ،

---

[1] مد ایک پیمانہ ہوتا ہے۔ اہل حجاز کے نزدیک اس کی مقدار ایک رطل اور ثلث ہوتی ہے۔ جو کہ چار صاع کے برابر ہوتا ہے۔ ایک اوسط درجے آدمی کی ہتھیلیوں کو بھر کر ہاتھ پھیلانے کی مقدار کے برابر اس کی مقدار ہوتی ہے (موسوعۃ الفقہیہ الکوتیہ، وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ، 1427ھ، 26/ 284)

[2] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکوۃ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ و لقلیل من الصدقہ، ص؛382، حدیث نمبر 1415،

[3] مدینے سے ایک میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ابن اسحق فرماتے ہیں کہ مدینے سے ایک فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے۔ مسلمان جب جہاد کرنے آتے تو یہاں قیام کرتے (البکری، معجم ما استعجم من اسماء البلاد والمواضع، 2/ 377)

[4] ابن عبد البر، الاستیعاب، 4/ 4

[5] ابن سعد، طبقات الکبری، 3/ 166

[6] آل عمران: 92

وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللَّهِ، فَضَعْهَا حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ، فَقَالَ: «بَخْ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ أَوْ رَايِحٌ "شَكَّ ابْنُ مَسْلَمَةَ" وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الأَقْرَبِينَ، قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ، وَفِي بَنِي عَمِّهِ))1

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے۔ آپ کا سب سے پسندیدہ مال بیر حاء جو کہ مسجد کے سامنے تھا۔ آپ ﷺ اس باغ میں داخل ہوتے اور ذائقہ دار پانی پیتے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "تم نیکی کو نہیں پا سکتے یہاں تک کہ جو تم پسند کرتے ہو اس کو خرچ کرو" میرے نزدیک سب سے محبوب بیر حاء ہے، یہ اللہ کے لیے وقف ہے۔ میں اس کے اللہ کے ہاں ذخیرہ ہونے کی امید رکھتا ہوں، پس اس کو وہاں وقف کریں جہاں آپ اس کو چاہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "یہ مال نفع دینے والا ہے آپ اس کو قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دیں"۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ نے فرمایا؟" اے رسول اللہ ﷺ میں اسی طرح کروں گا"۔ پس انہوں نے اپنے رشتہ داروں اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

عثمان بن طلحہ بن عبید اللہ

حضرت عثمان بن طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ کاشتکاری کے پیشے سے وابستہ تھے۔ اس کی وضاحت اس حدیث سے کی جاتی ہے۔ حضرت عثمان بن عبد الرحمن 2 رضی اللہ روایت نقل کرتے ہیں:

"جلس يوما عُثْمَان بْن طلحة مع العباس بْن مُحَمَّد بِبَغْدَادَ فقال له العباس: دلني على خيف بنخلة أشتريه وأعتمله قَالَ قد وقعت عليه، قَالَ عند من؟ قَالَ: عندي، قَالَ: وبكم هو؟ قَالَ: بخمسة آلاف دينار، فاشتراه منه وما سأل عنه غيره وأعطاه الثمن على ما قَال"3

"عثمان بن طلحہ رضی اللہ اور حضرت عباس بن محمد کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے حضرت عباس نے ان سے کہا" مجھے ایسے کھجور کے درخت بتائیں جن کو میں خریدوں "انہوں نے کہا" میرے پاس ہیں "پوچھا کتنے کے ہیں؟ جواب دیا پانچ ہزار دینار حضرت طلحہ نے عباس بن محمد کو وہ بیچ دیا"۔

---

1 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الوصایا، باب اذا وقف ارضا ولم یبین الحدود، 4 / 11، حدیث: 2769

2 عثمان بن عبد الرحمن ابن عثمان بن موسیٰ بن ابی النصر الکردی المعروف ابن صلاح کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کی پیدائش شہرستان میں ہوئی اس کے بعد موصل اور پھر خراسان کی طرف منتقل ہو گے۔ خراسان سے بیت المقدس، اور پھر دمشق میں درس حدیث کا شرف حاصل کیا، 1181ھ میں پیدائش ہوئی۔ آپ کی کتاب معرفۃ انواع علم الحدیث وغیرہ ہیں۔ آپ کی وفات 1245ھ میں ہوئی (زرکلی، اعلام، 4/ 307)

3 البغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی، تاریخ بغداد، طبع اولی: 1417ھ، 11/ 275

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ، فَأَعْطَاهُ يَعْنِي دِرْعًا فَبِعْتُ الدِّرْعَ، فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ، فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الإِسْلاَمِ))[1]

"جس سال حنین ہوا تھا ہم آپ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ آپ ﷺ نے ابو قتادہ کو ذرع دی۔ سو میں نے وہ ذرع فروخت کر دی اور اس کے عوض بنی سلمہ میں باغ خرید لیا اور یہ وہ پہلا مال تھا جس کو میں نے اسلام میں حاصل کیا"۔

علامہ غلام رسول سعیدی" نعمۃ الباری "میں اس کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

اس حدیث میں غزوہ حنین کا ذکر ہے اور یہ آٹھ ہجری میں ہوا تھا اور مکہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک وادی ہے۔ علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں اس حدیث میں بعض الفاظ کا ذکر نہیں ہے وہ یہ ہیں" حضرت ابو قتادہ نے ایک کافر کو قتل کیا تھا اور اس کافر کا اتارا ہوا سامان آپ ﷺ نے حضرت ابو قتادہ کو عطا کیا تھا اور اس سامان میں اس کی زرہ بھی تھی۔ اس زرہ کو بیچ کر حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے باغ خرید ا تھا۔ "[2]

گلہ بانی سے وابستہ صحابہ کرام

گلہ بانی ایک ایسا پیشہ ہے کہ جس سے انبیاء بھی وابستہ رہے اور بالخصوص خاتم النبیین اس سے وابستہ رہے جیسا کہ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّارَاعِيَ غَنَمٍ" قَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: "وَأَنَا، كُنْتُ أَرْعَاهَا لِأَهْلِ مَكَّةَ بِالْقَرَارِيطِ))[3]

"کوئی بھی نبی نہیں ہے جس نے بکریاں نہ چرائیں ہوں آپ ﷺ کے صحابہ نے کہا کہ اے رسول ﷺ آپ نے بھی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: میں قیراطوں[4] کے بدلے میں اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا"۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود الھذلی رضی اللہ عنہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود[5] الھذلی رضی اللہ عنہ بکریاں چراتے تھے۔ چنا چہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں :

---

[1] بخاری، صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب بیع السلاح فی الفتنۃ غیرھا وکرہ، 3/63، حدیث: 2100

[2] سعیدی، غلام رسول، نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری، فرید بک سٹال رجسٹرڈ اردو بازار لاہور، باب بیع السلاح فی الفتنۃ غیرھا، 4/ 645، حدیث 2100،

[3] قزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب البیوع، باب کسب الحجام، 3/ 293 حدیث 2150

[4] قیراط عربی زبان کے ایک وزن کا نام ہے۔ جو پانچ جو کے برابر ہوتا ہے (شفیع، مفتی محمد، جواہر الفقہ، مکتبہ دار العلوم کراچی، 3/391)

[5] عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب ہذلی صحابہ کرام میں سے تھے، عالم اور فقیہ تھے، بدر میں شریک رہے ان کے شاگردوں میں جلیل القدر صحابہ، ابو موسی اشعری، ابو ھریرہ ابن عباس جابر اور انس تھے۔ 32ھ میں مدینہ میں وفات ہوئی (ذہبی، سیر اعلام النبلاء 1/461)

((كُنْتُ غُلَامًا يَافِعًا أَرْعَى غَنَمًا لِعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَقَدْ فَرَّا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَا: يَا غُلَامُ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ لَبَنٍ تَسْقِينَا؟ فَقُلْتُ: إِنِّي مُؤْتَمَنٌ وَلَسْتُ بِسَاقِيكُمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ عِنْدَكَ مِنْ جَذَعَةٍ لَمْ يَنْزُعَلَيْهَا الْفَحْلُ فَاعْتَقَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ الضِّرْعَ وَدَعَا، ثُمَّ أَتَى أَبُو بَكْرٍ بِصَخْرَةٍ مُنْقَعِرَةٍ، أَوْ مُنَقَّرَةٍ، فَاحْتَلَبَ مِنْهَا، فَشَرِبَ وَشَرِبَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ الله عنه وَشَرِبْتُ، ثُمَّ قَالَ لِلضَّرْعِ: اقْلُصْ فَقَلَصَ فَأَتَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: عَلِّمْنِي مِنْ هَذَا الْقَوْلِ-))[1]

" میں بلوغت کو پہنچنے والا تھا تو میں نے عقبہ بن ابی معیط[2] کی بکریاں چراتا تھا پھر حضرت محمد ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے جو مشرکوں سے فرار تھے۔ انہوں نے کہا "لڑکے کیا تمہارے پاس ہمارے پینے کے لئے کوئی دودھ ہے "؟ میں نے کہا میں ایک معتبر آدمی ہوں، تم دونوں کو دودھ نہیں پلا سکتا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی جانور ہے جس کی شادی کسی مرد نے نہیں کی ؟ میں نے جواب دیا جی ہاں پھر میں نے بکری ان دونوں کو دے دی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے جانور کو باندھا اور پھر اس کا دودھ رگڑا اور دعا کی، اچانک دودھ وافر مقدار میں ہو گیا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ اسے ایک بڑے پتھر پر لے گئے اور اس کا دودھ دھویا اس کے بعد میں نے اور رسول ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بکری کا دودھ پیا پھر آپ ﷺ نے جانور کے دودھ سے کہا؟ سکڑ جا دودھ سکڑ گیا پھر میں اس کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے اس بارے میں سکھائیں "۔

---

1 احمد بن حنبل، مسند امام احمد، 7/416، حدیث: 4412

2 عقبہ بن ابان بن ذکوان بن امیہ بن عبد الشمس زمانہ جاہلیت کے قریشی سرداروں میں سے تھے۔ ابو الولید کنیت تھی، والد کی کنیت ابو معیط تھی، جو مسلمانوں کو سخت تکالیف دیتا تھا۔ اس کو پکڑ کر سولی پر چڑھایا گیا اسلام میں پہلا صلب تھا (زرکلی، اعلام، 4/ 240)

فصل دوم:

صحابیات کے کاروباری طریق

خاندانی نظام میں عام طور پر ذمہ داری مرد کی بطور سربراہ کی ہوتی ہے کہ وہ اپنے والوں کی اور بعض اوقات قریبی رشتہ داروں کی ضروریات زندگی پوری کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ عورت کا اصل کام گھریلو امور کی نگرانی ہے اسلام نے عورت کو تحفظ فراہم کیا اور اس کے نان نفقے کا ذمہ دار مرد کو بنایا۔ اگر عورت معاش کے سلسلے میں خود کفیل ہونا چاہتی ہے تو اس کے لیئے بھی کمائی کے مواقع ہیں۔

حضرت ام سلمہ [1] نے آپ ﷺ سے سوال کیا؟ اگر میں ابو سلمہ کے بچوں پر خرچ کروں تو کیا مجھے اس کا اجر ملے گا اور میں انہیں چھوڑ بھی نہیں سکتی، بہر حال وہ میرے بچے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

((نَعَمْ، لَكِ فِيهِمْ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِم))[2]

"جی ہاں آپ جو اپنے بچوں پر خرچ کرتی ہیں اس کا آپ کو بدلہ ملے گا"۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خواتین معاش کما سکتی ہیں اور ان کی اپنی کمائی کا اعزہ وا قارب پر خرچ کرنے کا دوگنا اجر دیا جائے گا۔ ذیل میں صحابیات کی کاروباری سرگرمیاں جس میں حضرت خدیجہ کا بطور مضاربت مال دینا، حضرت اسماء بنت مخرمہ، حولہ بنت تویت، ملیکہ کی عطر کی تجارت، حضرت رائطہ کا دستکاری کرنا، حضرت سودہ اور زینب بنت جحش کا چمڑا رنگنا اور سینا، حضرت سلمی کا دایہ کے فرائض سرانجام دینا، حضرت ام بردہ بنت منذر، حضرت رفیدہ، ام عطیہ، ام سلیم کا شعبہ طب سے وابستہ ہونا، حضرت اسماء، ام مبشرہ کا زراعت سے منسلک رہنا اور حضرت سلامہ الضبیہ کا بکریاں چرانے کے عمل کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

مضاربت پر مال دینے والی صحابیہ

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنا سامان تجارت مضاربت پر دیتی تھی۔ اس مال میں سے مضارب کا حصہ رکھ لیتی تھی آپ رضی اللہ عنہا کی تجارت بہت وسیع تھی۔ عرب کے پورے قافلے کے برابر ان کا مال تجارت ہوتا تھا۔ سامان تجارت شام بصرہ اور عراق یہاں تک کہ دور دراز کے علاقوں میں مضاربت کے طور پر جاتا تھا۔[3]

---

[1] اسماء بنت یزید بن السکن الانصاریہ الاوسیہ عرب کی خطیب، شجاع خاتون تھیں۔ یکم ہجری کو آپ ﷺ کے پاس آئیں اور بات کی۔ جنگ یرموک میں شریک ہوئیں آپ زخمیوں کا علاج کرتیں تھیں اور میدان جنگ میں پیاسوں کو پانی پلاتیں تھیں۔ آپ کی وفات 650م میں ہوئی (زرکلی، اعلام، 1/ 306)

[2] قشیری، صحیح المسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ والصدقہ علی الاقارب، 2/694، حدیث:1000

[3] الجزری، اسد الغابہ، 7/ 80 حدیث 6874

تاریخ طبری میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یوں مذکور ہے:

كانت خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قُصَيٍّ امْرَأَةً تَاجِرَةً، ذَاتَ شَرَفٍ وَمَالٍ، تَسْتَأْجِرُ الرِّجَالَ فِي مَالِهَا، وَتُضَارِبُهُمْ إِيَّاهُ بِشَيْءٍ تَجْعَلُهُ لَهُمْ مِنْهُ[1]

"حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی شرافت اور مال والی تاجر عورت تھیں۔ وہ اشخاص کو بطور مضاربت مال دیتی تھیں اور اس میں سے ان کے لیے حصہ مقرر کر دیتی تھیں"۔

عطر کی تجارت

خوشبو کا استعمال آپ ﷺ نے اور آپ کے صحابہ کرام نے کیا۔ آقا ﷺ کو خوشبو بہت محبوب تھی۔ درج ذیل حدیث اس بیان کو واضح طور پر بیان کرتی ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

((مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ طِيبٌ فَلَا يَرُدَّهُ، فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْمَلِ طَيِّبُ الرَّائِحَةِ))[2]

"جس شخص کو خوشبو پیش کی جائے تو وہ اس کو رد نہ کرے اس لیے کہ یہ اٹھانے میں ہلکی اور خوشبو میں عمدہ ہے۔

جمع الوسائل فی شرح الشمائل میں اس حدیث کی تشریح یوں مذکور ہے:

"فالہدیة اذا کانت قلیلةو تتضمن منفعة فلا تردکی لان لا یتاذی المہدی به "[3]

اگر ھدیہ کم ہو اور اس کی منفعت زیادہ ہو تو اس کو رد نہیں کرنا چاہیے تاکہ ھدیہ دینے والے کی دل آزاری نہ ہو۔

عطر کی تجارت سے وابستہ صحابیات

صحابیات عطر کی تجارت سے وابستہ تھی۔ اس میں بعض ایسی صحابیات تھی جو کہ گھر گھر جا کر اس کو فروخت کرتیں جن میں حضرت خولہ رضی اللہ عنہا اور اس کے علاوہ حضرت اسماء بنت مخرمہ وغیرہ شامل تھیں۔

---

1 طبری، تاریخ طبری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعہ الاولی:1407، 1/521

2 سجستانی، سنن ابی داود، کتاب الترجل، باب فی المرءة تطیبب للخروج، 6/247، حدیث:4172

3 ملا علی قاری، علی بن سلطان محمد القاری، جمع الوسائل فی شرح الشمائل، نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی، س ن، 2 / 4

حضرت اسماء بنت مخربہ رضی اللہ عنہا

اسماء بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ کی جدہ تھیں۔[1] عطر کی تجارت کیا کرتی تھیں۔ آپ کا بیٹا عیاش بن ابی ربیعہ عطر خرید کر لاتا اور آپ اس کو فروخت کیا کرتی تھیں۔[2]

حولہ بنت تویت رضی اللہ عنہا

حضرت حولہ عطارہ رضی اللہ عنہا عطر فروش تھی اور مدینے میں عطر فروخت کیا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور فرمایا "میں اپنے خاوند کے لیے سنور جاتی ہوں اور جب میں ان کے ساتھ لحاف میں جاتی ہوں تو وہ میرے سے منہ موڑ دیتے ہیں"۔ آپ ﷺ آئے اور حضرت عائشہ نے آپ ﷺ کو حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی شکایت کے بارے میں بتایا سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا "جاؤ اور خاوند کی اطاعت کرو"۔[3]

یہ واقعہ حضرت خولہ کا تجارتی طریقہ کار کو بھی بیان کرتا ہے آپ رضی اللہ عنہا گھر گھر جا کر عطر کی فروخت کرتی اور اس سے منافع حاصل کرتیں۔

حضرت مکبلہ رضی اللہ عنہ

حضرت سائب بن اقرع رضی اللہ عنہا کی والدہ حضرت مکبلہ رضی اللہ عنہا بھی خوشبو کا کاروبار کرتی تھیں۔[4]

- عطر سازی کا پیشہ خواتین میں بہت کم ہے۔ جو کاروبار کرتی ہیں ان میں سے اکثر اسلامی احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نظر آتی ہیں گھروں جا کے بیچنا اس کا رواج تو بہت کم ہے جیسے حضرت خولہ کرتیں تھیں۔
- آج کل اکثر کاروبار آن لائن ہوتے ہیں اس صورت حال کو دیکھتے ہوتے اگر خواتین آن لائن کاروبار کریں تو اسلامی احکامات کی پاسداری قدرے ممکن ہے۔
- خواتین کے لیے الگ بازار ہوں جن میں صرف خواتین ہی پیشہ ور ہوں اور ان کی نگرانی کرنے والی بھی خواتین ہوں تو اس میں ان کا تحفظ ممکن ہے۔
- دوسروں کو اپنا مال دینا اور اس کی نگرانی کرنا اس کی بھی بہت خواتین میں بہت کمی ہے۔ تجارت میں دلچسپی رکھنے والی خواتین کے لیے ضروری ہے کہ ان کو تجارت سکھائی جائے تاکہ وہ اپنے کاروبار کو شروع کریں اور اس کی نگرانی کریں۔

[1] تمیمی، ابو حاتم محمد بن حبان احمد، الثقات، دار الفکر بیروت، الطبعۃ الاولی:1983م، 3/ 217

[2] عسقلانی، الاصابہ فی تمیز معرفۃ الصحابہ، 1/113

[3] ایضا، 5/ 123

[4] الجزری، اسد الغابہ، 7/ 260

دستکاری

دستکاری کا پیشہ قدیم دور بہت معروف رہا ہے۔ ہاتھوں سے بنی ہوئی چیز مضبوط ہوتی ہے آج مشیزی کی ایجاد سے یہ پیشہ اس کی وقعت کم ہوتی جا رہی ہے۔ اس پیشے کو اختیار کرنے والی اکثر خواتین ہی ہوتی ہیں۔ اس لیے یہ کام گھر بیٹھے آسانی سے ہو سکتا ہے۔ اس میں ان کے لیے روزگار بھی ہے اور پردہ بھی ہے اور اگر عرب معاشرے کو دیکھا جائے تو عورتیں دستکاری کا کام کرتی تھیں۔ مختلف صحابیات بھی اس شعبے سے وابستہ تھیں۔

حضرت رائطہ رضی اللہ عنہا

حضرت رائطہ رضی اللہ عنہا عبد اللہ بن مسعود کی بیوی تھیں۔ آپ کا نام زینب بنت عبد اللہ لقب رائطہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا دستکاری کا کام جانتی تھیں اور اس کے ذریعے اپنے بچوں کی پرورش کرتی تھیں۔

حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ حضرت رائطہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:

حضرت رائطہ عبد اللہ بن مسعود کی بیوی (ام ولد) دستکار تھیں اور عبد اللہ بن مسعود کے پاس مال نہیں تھا۔ حضرت رائطہ عبد اللہ بن مسعود اور ان کے بیٹوں پر اپنی دستکاری سے حاصل کی ہوئی قیمت صرف کیا کرتی تھیں۔ آپ نے حضرت عبد اللہ سے کہا؟ "آپ نے اور آپ کے بیٹوں نے مجھے صدقے سے محروم کر دیا ہے میں آپ کے سوا کسی کو بھی صدقہ نہیں کر سکتی "حضرت عبد اللہ نے کہا" میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اگر آپ کے لیے اجر نہیں ہے تو آپ ہم پر خرچ کریں" حضرت رائطہ رسول ﷺ سے سوال کرتی ہیں؟ "اے رسول اللہ ﷺ میں صنعتکار خاتون ہوں اور اس صنعت کی کاریگری سے حاصل شدہ اشیا کو بیچتی ہوں اور میرے شوہر اور بیوی بچوں کے پاس کوئی شے نہیں ہے چناچہ میں صدقہ نہیں کر سکتی کیا میرا ان پر اور ان کے بچوں پر خرچ کرنے کا کوئی اجر ہے "؟ آپ ﷺ نے فرمایا" آپ جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتی ہیں اس کا اجر ہو گا"۔[1]

چمڑے اور کھالوں کی رنگائی کرنے والی صحابیات

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد نبی ﷺ کے ساتھ عقد کرنے والی خاتون آپ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا تمام ازواج میں قد آور تھیں۔ ابتدائی عمر میں اسلام قبول کیا۔ حبشہ اور مدینہ کی طرف دونوں ہجرتوں کا شرف حاصل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح سکران بن عمر سے ہوا اور وہ

---

[1] ابونعیم، معرفۃ الصحابہ، 3033/6

جب فوت ہوئے اس کے بعد آپ ﷺ نے ساتھ نکاح کیا ۔ حرم نبوی میں آنے کا خواب جب دیکھا تو دراہم سے بھری تھیلی اللہ کی راہ میں صدقہ کر دی ۔ حضرت عثمان بن مظعون[1] رضی اللہ عنہ کی بیوی خولہ بنت حکیم[2] آپ ﷺ کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بارے میں بات کرنے آئیں۔[3]

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بارے میں آپ ﷺ کو خواب آیا۔ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی طبیعت میں فیاضی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ نے اپنے دور خلافت میں دراھم سے بھری ہوئی تھیلی ان کو دی تھی مگر انہوں نے اس کو غرباء میں تقسیم کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی وفات حضرت عمر رضی اللہ کے دور حکومت چوون ہجری میں ہوئی[4]

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر بن خطاب رضی اللہ کی باندی کے تذکرہ میں آیا ہے۔ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا طائفی کھالوں کی دباغت کا کام کرتی تھیں۔[5]

چمڑا سینے اور اس کو رنگنے والی صحابیات

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش بن ریاب بن صبرہ انکی والدہ امیمہ بنت عبد المطب آپ ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ زینب امہات المومنین میں سے تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ حضرت عبد المطلب کی بہن تھیں تیرہ ھجری میں مدینہ تشریف لے گیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت زید سے ہوا اس کے بعد دوسری شادی سرکار دو عالم سے پانچ ھجری میں ہوئی اور ترپن سال کی عمر میں وفات پائی۔[6] ازواج مطہرات میں سب سے پہلے آپ ﷺ کے بعد وفات پانے والی حضرت زینب ہی تھیں۔[7]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے روایت نقل کرتی ہیں

((وَكَانَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةً صَنَّاعَةَ الْيَدِ، فَكَانَتْ تَدْبُغُ، وَتَخْرِزُ، وَتَصَدَّقُ بِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ

---

[1] آپ کا نام عثمان بن مظعون بن وھب بن وھیب بن حذافہ تھا۔ کنیت ابو السائب تھی۔ والدہ کا نام سخیلہ بنت عنبس تھا۔ آپ رضی اللہ صحابہ کرام کی (جماعت جس میں عبد الرحمن بن عوف وغیرہ شامل تھے) کے ساتھ آئے اور اسلام قبول کیا۔ غزوہ بدر میں شامل ہوئے ہجرت کے تیس ماہ بعد وفات ہوئی۔ آپ ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی (ابن سعد، الطبقات الکبری، 3/ 300)

[2] خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص آپ کا نام و نسب تھا۔ آپ کی والدہ ضعیفہ بنت العاص تھیں۔ حضرت خولہ بنت حکیم ان افراد میں سے تھی جنہوں نے اپنے آپ کو آپ ﷺ کے لیے ھبہ کر دیا تھا اس کے بعد حضرت عثمان سے شادی کی اور ان ہی کے عقد میں وفات پائی (ابن سعد، الطقات الکبری، 8/124)

[3] الذھبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن دینار، تاریخ اسلام ووفیات المشاھیر والاعلام، دار الغرب الاسلامی، طبعۃ الاولی: 2003ھ، 1/643

[4] طبری، المعجم الصغیر، 1/416

[5] عسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، 4/29

[6] جوزی، جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن، تلقیح فہوم اھل الاثر فی عیون التاریخ والسیر، عریبک پرشین ریسرچ انسٹیوٹ راجھستان 2010، ص: 74

[7] العکری، عبد الحی بن احمد ابن عماد، شذرات الذھب فی اخبار الذھب، تحقیق: محمود ناصر، دار ابن کثیر دمشق، بیروت، طبعۃ اولی: 1406ھ 1/171

عَزَّ وَجَلّ))[1]

"اور زینب دستکار خاتون تھیں اور چمڑا رنگ کر سیتیں اور اس کو اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتیں تھیں"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

"وَمَا رَأَيْتُ امْرَأَةً قَطُّ خَيْرًا فِي الدِّينِ مِنْ زَيْنَبَ وَأَتْقَى لله وَأَصْدَقَ حَدِيثًاوَأَوْصَلَ لِلرَّحِمِ، وَأَعْظَمَ صَدَقَةً"[2]

میں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے دین میں بہتر کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ متقی، صادق، صلہ رحم، اور صدقہ و خیرات کرنے والی تھیں۔

دونوں احادیث مبارکہ حضرت زینب کی چمڑا رنگنے کی کاریگری کو بیان کرتی ہیں کہ آپ دستکاری میں چمڑا رنگنے کا کام کرتیں تھیں۔

دایہ صحابیات

بچے کی پیدائش کے وقت عورت کی دیکھ بھال کرنا بہت ضروری ہے۔ اس در دسے کئی بچے پیدا ہوتے ہی یتیم ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ہر دور میں اس کے تقاضوں کے مطابق اس کی سہولت رہی ہے۔ چناچہ عہد نبوی میں درج ذیل صحابیات دائیوں کا کام بھی کرتی تھی۔

سلمیٰ رضی اللہ رضی اللہ عنہا

حضرت سلمی رضی اللہ عنہا ابو رافع کی زوجہ تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ ان کی دایہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی باندی سلمیٰ تھیں۔ وہ آپ کے بچوں کو دودھ پلاتیں اور اس کی ولادت سے پہلے آپ رضی اللہ عنہا کی دیکھ بال کرتی اور بچے کے لیے دو بکریاں اور بچی کے لیے دو بکرے عقیقہ دیتی تھیں[3]

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

حضرت سودا رضی اللہ عنہا کا نام سودا بنت زمعہ بنت عبد الشمس تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ شموس بنت قیس تھیں۔ مکہ میں اسلام لائیں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ان کے شوہر نے دو ہجرتیں کی۔ سن دس نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح ہوا[4] حضرت

---

[1] ابو نعیم، معرفۃ الصحابہ، 6 / 3223، حدیث: 7421

[2] ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحابہ 4 / 1851، حدیث: 3355

[3] عسقلانی، الاصابہ فی تمییز معرفۃ الصحابہ، 4 / 81

[4] ابن سعد، طبقات الکبریٰ، 8 / 42

سودا رضی اللہ عنہا حضرت حسن کی پیدائش کے دوران حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دایہ تھیں۔[1]

دودھ پلانے والی صحابیات

دودھ پلانا عہد رسالت میں ایک معروف پیشہ تھا اور اس سے بہت سی خواتین وابستہ رہی ہیں۔ اکثر لوگ بچوں کی بہتر تربیت اور فصیح زبان دہانی اور رضاعت کی خاطر بچوں کو دیہاتوں میں بھیجتے تھے۔

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾[2]

"مائیں اپنے بیٹوں کو رضاعت کو مکمل کرنے کے لیے دو سال دودھ پلائیں گی، اس کے لیے جو دودھ پلانے کی مدت کو پورا کرنا چاہے اور باپ کے ذمے عورت کا رزق اور اس کو کپڑے پہنانا ہے"۔

ام بردہ بنت منذر رضی اللہ عنہا

حضرت عبدالرحمن فرماتے ہیں:

" لما ولد إبراهيم تنافست فيه نساء الأنصار أيتهن ترضعه. فدفعه رسول الله ﷺ إلى ام برده بنت المنذر بن زيد"[3]

جب حضرت ابراھیم پیدا ہوئے تو انصار کی عورتوں نے ان کو دودھ پلانے میں رغبت کی پس آپ ﷺ نے ان کو ام بردہ بن زید بن منذر کو دودھ پلانے کو کہا۔

شعبہ طب سے وابستہ صحابیات

اللہ رب العزت نے انسانوں کو پیدا کیا اور تقدیر میں بیماری بھی لکھ دی۔ اس سے مقصود اللہ تعالیٰ کا انسانوں کو آزمانا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ایوبؑ بیماری میں بھی اللہ کو یاد کرتے رہے ۔ خواتین بھی مرض میں مبتلا ہوتی ہیں جیسا کہ حضرت مریمؑ کا دردزہ وغیرہ۔ اس کے ساتھ معالج بھی رکھے جو اللہ کے حکم سے مریضوں کو شفایاب کرتے تھے۔ عہد نبوی میں خواتین بھی طب کے شعبے سے وابستہ تھیں۔ جن میں حضرت رفیدہ، ام عطیہ اور ام سلیم شامل تھیں۔

حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا

حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں۔ حضرت سعد جب زخمی ہوئے تو ان کی پٹی حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا

---

[1] عسقلانی، الاصابہ فی تمیز معرفۃ الصحابہ، 4/337

[2] البقرہ: 233

[3] ابن سعد، طبقات الکبری، 4 / 111

نے کی چناچہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہا کی بازو کی رگ میں تیر لگ گیا آپ ﷺ نے فرمایا "اسے رفیدہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دو یہ خاتون زخمیوں کا علاج کیا کرتی ہیں"۔

" وكانت امرأة تداوي الجرحى، وتحتسب بنفسها على خدمة من كانت به ضيعة من المسلمين"[1]

"آپ رضی اللہ عنہا زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں تھیں اور کمزور مسلمانوں کی خدمت کرتی تھیں"۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَخْلُفُهُمْ فِي رِحَالِهِمْ ، فَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَأُدَاوِي الْجَرْحَى وَأَقُومُ عَلَى الْمَرْضَى))[2]

میں نے آپ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی میں ان کے کھجاوے تیار کرتی، ان کے لیے کھانا بناتی، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور مریضوں کو دوا دیتی تھی۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ غزوات میں خواتین کی خدمات کو بیان کرتے ہو ئے روایت کرتے ہیں :

((كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْزُو بِأُمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مَعَهُ إِذَا غَزَا، فَيَسْقِينَ الْمَاءَ، وَيُدَاوِينَ الْجَرْحَى))[3]

آپ ﷺ غزوہ میں تھے، ام سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی عورتیں میدان جنگ میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہوتی زخمیوں کو پانی پلاتیں اور ان کی مرہم پٹی کرتی تھی۔

زراعت کے شعبے سے وابستہ صحابیات

حضرت انس رضی اللہ عنہ سرکار دوعالم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں :

((قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَبِيَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيلَةٌ، فَإِنْ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَقُومَ حَتَّى يَغْرِسَهَا فَلْيَفْعَلْ))[4]

---

[1] عسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، 8 / 136

[2] قشیری، صحیح المسلم، کتاب الجہاد، باب نساء الغازیات، 3 / 1447، حدیث: 1815

[3] ایضا، باب غزوۃ النساء مع الرجال، 3 / 143، حدیث: 1810

[4] احمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبل، 2 / 96 حدیث: 12983

اگر قیامت قائم ہو جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کدال ہو۔ پس اگر کھڑے ہو کر درخت لگانے کی بھی استطاعت نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ درخت لگائے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

میری حضرت زبیرؓ سے شادی ہوئی۔ان کے پاس صرف گھوڑے کے علاوہ زمین اور مال نہ تھا اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میں اس گھوڑے کو خود چارہ ڈالتی اور اس کے لیے پانی بھر کر لاتی۔ میں آٹا گوندھ لیتی تھی لیکن روٹی اچھی طرح نہیں پکا سکتی تھی۔ انصار کی عورتیں مجھے روٹی پکا کر دیتی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کو جو زمین کا ایک ٹکڑا دیا تھا اس میں سے گھٹلیاں چن کر لاتی ایک دن میں گھٹلیاں چن کر لا رہی تھی اور گھٹڑی میرے سر پر تھی کہ راستے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آواز دی اور اونٹ پر بیٹھنے کا کہا۔ مجھے شرم آئی اور حضرت زبیر کی غیرت کا خیال آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "آپ کا گھٹلیاں سر پر اٹھانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے سے زیادہ دشوار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خادمہ دی جو کہ گھوڑے کی دیکھ بھال کرتی تھی۔ پس مجھے یوں لگا جیسے میں آزاد ہو گی ہوں۔[1]

یہ حدیث بھی صحابیات کی زراعت سے وابستگی کو ظاہر کرتی ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اس زراعت کے کام سے وابستہ تھی جو کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں۔

ام مبشرہ انصاریہ رضی اللہ عنہا

حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں:

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أُمِّ مُبَشِّرٍ وَهِيَ فِي نَخْلٍ، فَقَالَ:مَنْ غَرَسَ هَذَا النَّخْلَ، مُسْلِمٌ أَوْ كَافِرٌ قَالَتْ: بَلْ مُسْلِمٌ، قَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ نَخْلًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَائِرٌ، أَوْ دَابَّةٌ، أَوْ إِنْسَانٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً))[2]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام مبشرہ رضی اللہ عنہا کے پاس کھجوروں کے باغ میں گے اور کہا؟ کس نے اس کھجوروں کے باغ کو بویا ہے مسلمان ہے یا کافر؟ ام مبشرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

1 قشیری، صحیح المسلم، کتاب السلام، باب جواز ارداف الاجنبیۃ، 4 / 1716، حدیث:2182

2 الاذدی، معمر بن ابی عمر راشد، الجامع، محقق: حبیب الرحمن الاعظمی، المجلس العلمی باکستان، طبعۃ الثانیہ: 1403ھ، 10 / 456، حدیث:19690

فرمایا کوئی بھی مسلمان کھجور کا پودا لگائے گا یا کھیتی کاشت کرے اور اس میں سے پرندہ یا جانور یا انسان کھائے تو وہ اس کے لیے وہ صدقہ ہوگا۔

گلہ بانی سے وابستہ صحابیہ

گلہ بانی ایک اہم پیشہ ہے انبیاء کرام اس پیشے سے وابستہ رہے چنانچہ قرآن مجید میں انبیاء کرام کی اس پیشے سے وابستگی کو یوں بیان کیا گیا ہے:

حضرت موسیٰؑ نے مدین میں حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرائیں۔

﴿ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ ﴾[1]

"حضرت شعیبؑ نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح آپ کے ساتھ کردوں اس شرط پر کہ آپ آٹھ سال تک میری نوکری کریں۔"

اس کی تشریح تفسیر الماوردی میں یوں کی گی ہے

"والعمل على راى الغنم "[2]

اور ان کا کام بکریوں کو چرانا تھا۔

حضرت سلامہ الضبیہ رضی اللہ عنہا

حضرت سلامہ الضبیہ رضی اللہ عنہا بکریاں چرانے کا کام کرتیں اور اس سے اپنی ضروریات زندگی کو پورا کیا کرتیں تھیں۔ آپ اپنے بارے میں خود فرماتی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور میں بکرایاں چرارہی تھی۔ یہ ابتداء اسلام کا زمانہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آپ کس کی گواہی دیتی ہیں؟ حضرت سلامہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت سلامہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر مسکرائے۔[3]

---

[1] القصص:27

[2] البغدادی، ابوالحسن علی بن محمد بن محمد، التفسیر الماوردی، محقق: سید ابن عبد المقصود بن عبد الرحیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، 4 / 248

[3] عسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، 6 / 145

فصل سوم:

صحابہ کرام کی کاروباری سرگرمیوں سے استفادہ

سرکار دوعالم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نہ صرف اخروی اعمال کے لیے تگ و دور کرتے تھے بلکہ دنیاوی روزگار کے لیے تگ و دود کرنا ان کی زندگیوں میں شامل تھا۔ ان کے دیئے گئے کاروباری طریقہ کار کو اپنا کر معاش کو بابرکت بنایا جاسکتا ہے۔ ذیل میں صحابہ کرام کی تجارتی سرگرمیوں سے استفادہ جس میں گوشت کی فراہمی، چمڑے کی تجارت، کرنسی کی خرید و فروخت، چمڑے کی تجارت، زرگری میں مہارت، دودھ فروخت کرنے کی تجارت، دفاعی آلات کی تجارت، کان کنی میں مہارت کا حصول، درزی کا پیشہ اور اس کی ضرورت، شہروں میں بڑھئی کے پیشے کی ضرورت، محنت و مزدوری، گلہ بانی وغیرہ سے دور حاضر میں استفادہ کو بیان کیا گیا ہے۔

گوشت کی فراہمی

گوشت انسانوں کے ہاں مقبول غذا ہے۔ اس کی اہمیت نہ صرف دنیاوی زندگی میں ہے بلکہ اخروی زندگی میں بھی نیک اعمال سرانجام دینے والے افراد کو اس کو کھلائے جانے کا وعدہ کیا گیا ہے۔

چناچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَأَمْدَدْنَاهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ ﴾

"اور پھلوں، میووں اور گوشت جو چاہیں ان کے ساتھ ہم نے ان کی مدد کی"۔

حضرت ابو دردا فرماتے ہیں:

((سَيِّدُ طَعَامِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَأَهْلِ الْجَنَّةِ اللَّحْمُ))[1]

"دنیا والے اور جنتیوں کے کھانوں کا سردار گوشت ہے"۔

حضرت خالد بن اسید، حضرت شعیب اور حضرت عامر بن کریز گوشت کی تجارت سے وابستہ تھے۔ ان کی تجارت سے استفادہ یوں کیا جاسکتا ہے۔

گوشت انسان کو پروٹین مہیا کرتا ہے جو کہ انسانی جسم کی پرورش کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ گوشت کا کاروبار پرندوں کی فارمنگ سے ممکن ہے جیسے چڑے کا گوشت بہت شوق سے کھایا جاتا ہے، اسی طرح کبوتر اور فاختہ وغیرہ ان کی فارمنگ کا کاروبار بھی کیا جاسکتا ہے۔ گاؤں میں مرغی خانے اور خاص طور پر دیسی مرغی آج کل کم ہو رہی ہے اس کی

---

[1] قزوینی، سنن ابن ماجہ، ابواب الاطعمہ، باب اللحم، 4/426، حدیث: 3304

فارمنگ کر کے سستے اور مناسب داموں گوشت فروخت کیا جا سکتا ہے۔ جانوروں میں بکری اور بیل وغیرہ ان کو پالنے اور بیچنے میں بہت نفع ہے اس لیے کہ خالص گوشت بہت کم ملتا ہے۔ خرگوش کا گوشت بہت لذیذ ہوتا ہے۔ اس کی فارمنگ اگر کی جائے تو نفع ہی نفع ہے۔

ایسے فارمز کی ضرورت ہے جن کا آن لائن بڑے بڑے سٹوروں کے ساتھ رابطہ ہو ان سٹوروں کو گوشت کی طلب پر جانور کا گوشت سپلائی کیا جائے جیسے آن لائن کم ٹائیگر جیسی ویب سائیٹس[1] جو کہ گوشت کی ڈیلوری کرتے ہیں ان کی طرح کا ایک ایسا نظام جس میں ذبح کیے جانے والے جانور اپنے ہوں اور ان کی کم پیسوں میں خریداری کی جائے اور گوشت کو مفت ڈیلیور کیا جائے تو منافع کمانے کے لیے مفید ثابت ہوگا۔

رب کائنات نے شتر مرغ میں گوشت پیدا کرنے کی اتنی صلاحیت رکھی ہے کہ یہ اکیسویں صدی کے انسان کی غذائی ضروریات پوری کر سکتا ہے۔ شتر مرغ کا گوشت آج کل کے بے شمار امراض میں بھی بے حد فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ ابتدائی عمر میں صرف ڈیڑھ کلو خوراک کھانے سے شتر مرغ کے وزن میں ایک کلو اضافہ ہوتا ہے جبکہ عمر بڑھنے کے ساتھ یہ تناسب ایک سے تین کلو ہو جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں دس ماہ کی عمر میں شتر مرغ کا وزن سو کلو گرام تک پہنچ جاتا ہے۔ شتر مرغ دنیا کا سب سے بڑا پرندہ ہے جس کا قد آٹھ سے نو فٹ تک بلند ہوتا ہے۔ جبکہ اس کی طبعی عمر ساٹھ سے ستر سال ہوتی ہے۔ اس پرندے کو ابتدائی پانچ ماہ کی عمر تک اس کی سخت سردی اور گرمی سے حفاظت ضروری ہے، جس کے بعد یہ سخت سے سخت سردی اور گرمی کو بھی با آسانی برداشت کر سکتا ہے۔ اس وقت دنیا کے سو سے زائد ممالک میں شتر مرغ کی باقاعدہ فارمنگ کی جارہی ہے، کیونکہ اس کا شمار بہت زیادہ منافع دینے والی فارمنگ میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ، امریکہ، جرمنی، جاپان اور مشرقِ بعید کے بیشتر ممالک میں شتر مرغ کے گوشت کی مانگ میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔[2]

چمڑے کی تجارت اور دور حاضر میں اس کی ضرورت

حضرت عائذ چمڑے کی تجارت سے وابستہ تھے۔ آپ ﷺ کو حضرت عائذ نے ہاتھ تنگ ہونے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ان کو کہا کہ چمڑے کی تجارت کو لازم پکڑیں چنانچہ حضرت عائذ کو اس تجارت سے نفع ہوا۔

اگر کسی شخص کے پاس کوئی ہنر ہو اور اس پر مداومت اختیار کرنے سے تجربہ بڑھتا رہے گا اسی طریقے کو اپنا کر کامیابی بائع کے قدم چوم سکتی ہے اور کوئی بھی کام کروانے کے لیے تجربہ کار کو دیکھا جاتا ہے اس لیے کسی ایک ہنر میں اتنا تجربہ لازمی ہے جو کہ شہرت کا باعث بنے۔

---

[1] Http//cambaytigher.com//seafoodandmeat 19/12/2021

[2] (urdusafha.pk) 4/15/2021

حدیث سے حاصل کردہ فوائد

مشورہ میں خیر ہے چناچہ حضرت عائذ کو جب تجارت کرنے کا کہا گیا تو انہوں نے چمڑے کی تجارت کی۔ اس سے ان کو بہت نفع ہوا۔ آج ہر کاروباری ادارہ اس مشورہ پر عمل کرتا ہے۔ ہر ادارے کی الگ حکمت عملی کے تحت اس مشورے پر عمل کیا جاتا ہے۔ لیکن اس میں اگر اس نیت کو بھی شامل کیا جائے کہ یہ آقا کی سنت ہے ان کے لیے اس کاروبار میں برکت ہو جاتی ہے۔ کمپنیاں اور بڑے ادارے اس مشورہ جس کو میٹنگ کہا جاتا ہے اسی کے ذریعے ہی معاملات حل کرتے ہیں۔ مگر انفرادی کاروبار میں بعض لوگ اس سنت پر عمل کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔

چمڑے کے کاروبار کو عصر حاضر میں اہمیت حاصل ہے اور اس سے مختلف قسم کی اشیا مثلا جوتے، واسکٹ، بیگ مشکیزے وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ ان لوگوں سے ڈائریکٹ رابطہ کیا جائے جو کہ اس کام کو کرتے ہیں۔ ایک گودام لیا جائے جس میں دو چار ماہ کے لیے ان لوگوں کو ملازمت پر رکھا جائے جو کہ چمڑے کو دباغت دینے والا کام جانتے ہوں اور ان کے ساتھ کوئی اپنا قریبی مخلص ساتھی جو اس کام کو جانتا ہو اس کو رکھا جائے تاکہ دھوکہ نہ ہو۔ دباغت والے کام کے بعد آن لائن اشتہار چلا دیئے جائیں اور ان کو مختلف کارخانوں اور فیکٹریوں کو بھیجا جائے تاکہ کارخانے اس دباغت والے چمڑے کو خرید سکیں۔ اگر کوئی اچھے پیسے دے تو اس کی دہلیز تک چمڑے کو پہنچایا جائے اس سے بھی خاطر خواہ منافع کی توقع ہے۔

دور حاضر میں مدارس اور فلاحی ٹرسٹس سے وابستہ کو بھی اس کام کو بطور پیشہ اپنانا چاہیے اس لیے کہ قربانی کے ایام میں دیکھا جاتا ہے کہ اکثر و بیشتر اس کی قیمت گر جاتی ہے ہے اس لیے کہ چمڑا دباغت نہ دینے کی وجہ سے جلد خراب ہو جاتا ہے اور لوگ زیادہ تر گوشت کی رغبت رکھتے ہیں کئی تو اس کو درست طریقے نہیں سے اتارتے ہی نہیں۔ درجہ بالا گوداموں میں ذخیرہ کرنے والے کاروباری نمونے اگر مدارس اور فلاحی ٹرسٹس بذات خود سر انجام دیں تو ان کو خاطر خواہ نفع ہو گا۔

کرنسی کی خرید و فروخت

قرآن میں اس بات کو واضح طور پر کیا گیا ہے کہ آج سے کئی ہزار سال پہلے دنیا میں سکہ موجود تھا چناچہ اصحاب کہف کے قصے میں سکہ کا وجود کچھ یوں ملتا ہے۔

﴿فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَى طَعَامًا۔ ﴾[1]

"کسی ایک کو روپیہ دے کر شہر بھیجو تاکہ وہ دیکھے کہ کونسا کھانا اچھا ہے"

[1] الکہف:19

درج ذیل آیات اس بات کو بیان کرتی ہیں کہ قدیم دور میں سکے کا رواج تھا جو کہ لوگ مختلف قسم کی اشیاء خریدنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔ سونا ہر زمانے اور چاندی ہر زمانے میں اقوام عالم میں مقبول رہے ہیں لہذا صحابہ کرام جن میں حضرت ابو منہال، براء بن عازب اور زید بن ارقم سونے کا کاروبار کرتے تھے۔"سونا اور چاندی ایک زمانے تک زر کے طور پر استعمال ہوتے رہے ابتداء میں لوگوں کا سامان کے بدلے میں سامان کی بیع کا رواج تھا مگر اس میں نقل و حمل کی دشواریاں تھیں۔ اس کے بعد سونے چاندی کو ثمن قرار دیا گیا اور یہ عالمی طور ہر قابل قبول تھے اور ان کی نقل و حمل بھی ممکن تھی یہ مبادلہ بھی سونے کے سکوں کو ڈھالے بغیر ہوتا تھا اور اس کے بعد سکے ڈھالنے کا رواج ہو ااس دور کو طلائی دورا بھی کہا جاسکتا ہے اس کے بعد ایسا دور آیا کہ لوگ سونا اور چاندی صرافوں کے پاس رکھوا دیتے اور صراف کے پاس بطور امانت رسید رکھ دیتے۔ اس کے بعد لوگوں نے ان رسیدوں سے اشیاء کی خرید و فروخت کی اور سونے کا مطالبہ صرافوں سے چھوڑ دیا ابتدا میں ہر بنک نوٹ جاری کر سکتا تھا لیکن یہ اختیار قانونی طور پر سٹیٹ بنک کو دیا گیا،،[1]

وہ طلبا و طالبات جو کہ معیشت کے مضامین سے وابستہ ہیں ان کو آن لائن کاروبار سیکھنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح شیئرز[2] کی خرید و فروخت اور کرنسی کی ڈیلنگ یہ تمام کاروبار کرنے سے وہ اپنا جیب خرچ اور تعلیمی اخراجات بآسانی پورا کر سکتے ہیں۔ علماء کا بھی اس کام کو اختیار کرنا بہت ضروری ہے اور یہ اس لیے کہ اکثر لوگ شرعی احکامات سے غافل ہیں علماء اس کام کو جب سیکھیں گے اس کے بعد حکم لگا سکیں گے آیا کہ یہ کام درست ہے کہ نہیں اسی طرح سونے چاندی کی تیاری اور اس کی خرید و فروخت سے بھی علما غافل ہیں اس کام میں خصوصا ان کی ضرورت ہے۔

دور حاضر میں طلباء میں آن لائن کرنسی کی خرید و فروخت کے سیکھنے میں بہت کمی ہے، اس کے لیے شارٹ کورسز کروائے جائیں، جس سے کرنسی کی خرید و فروخت کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکیں۔ اس کا دورانیہ بھی کم رکھا جائے مثلا ایک ہفتے میں آدھے گھنٹے کی کلاس کا انعقاد کروایا جائے۔

طلبا کو کورس کروانے کے بعد ان کو ڈیمو کروایا جائے تاکہ غلطی کی صورت میں ان کو باخبر کیا جاسکے۔ ڈیمو کرانے کے بعد ان کو آن لائن خرید و فروخت کروائی جائے تاکہ وہ اس کو آسانی کے ساتھ سمجھ سکیں اور نہ صرف خود کفیل ہوں بلکہ گھر والوں کا بھی ہاتھ بٹائیں۔

---

1 عثمانی، محمد تقی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، ادارہ معارف کراچی، 1414ھ، ص:97

2 شیئرز کو اردو میں حصے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کسی کمپنی کے اثاثوں میں شیئر ہولڈر کی ملکیت کے ایک متناسب حصے کی نمائندگی کرنے والے حصے کو شیئر کہا جاتا ہے۔ (عثمانی، فقہی مقالات، میمن اسلامک پبلشر، کراچی 2011، 1/124)

زرگری میں مہارت

سونے چاندی کی بیع وشراء اور اس کی تیاری کا سیکھنا عورتوں کے لیے ضروری ہے اس لیے کہ اکثر سونا عورتیں ہی استعمال کرتی ہیں۔ مرد حضرات اس کام میں اتنی رغبت نہیں رکھتے جتنی عورتیں رکھتی ہیں۔اس سے وہ عورتیں جو شادی بیاہ یا دیگر تہواروں پر سونے وغیرہ کی خریداری کے لیے آتی ہیں ان کی عصمت کی حفاظت ہوتی ہے اور دوسرا مردوں سے خریداری کرتے ہوئے شرم محسوس کرتی ہیں اس لیے عورتوں کے لیے اس کام کا اختیار کرنا لازمی ہے۔

کپڑے کی خرید و فروخت

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ آپ بذات خود اشیاء اٹھاتے اور اس کے اٹھانے میں کسی کو شریک نہ کرتے اس طرح اس شہر میں جاتے جہاں بیچی جانے والی شے کی طلب زیادہ ہو جیسے بصرہ وغیرہ بصرہ اور کوفہ میں آبادی زیادہ تھی یہ علاقے موسم کے اعتبار سے بہتر اور بازار بھی لگتے تھے۔

کاروبار میں نفع اور تسلی اس وقت ہوتی ہے جب سرمایہ لگانے والا اس کو خود کرے یا متساجر کے ساتھ شامل ہو جیسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا۔ اگر کاروبار ان علاقوں میں ہو جہاں لوگوں کی آمد ورفت زیادہ ہو تو کاروبار میں خاطر خواہ نفع ہو گا۔ آج بھی اگر کوئی شخص اپنا کام خود سرانجام دے تو اس کو جو اپنے مال کی فکر ہو گی اتنی دوسرے کو نہیں ہو گی۔

حضرت زبیر بن عوام کپڑے کی تجارت کرتے تھے اور اس تجارت کے لیے دور دراز ممالک کا سفر کرتے تھے اور لوگ ان کے پاس امانتیں رکھواتے تھے لیکن وہ قرض کی حیثیت سے رکھتے تھے۔ اسی طرح انہوں نے کسی بھی سائل کو خالی ہاتھ نہیں بھیجا جو بھی مانگتا اس کو دے دیتے ان کے مال کا اندازہ لگایا جائے تو اکثر غیر منقولہ تھا جن میں مدینہ میں گیارہ، بصرہ میں دو، اور مصر و کوفہ میں ایک ایک گھر تھا۔[1] حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار غلام تھے جو کہ روزانہ اجرت پر کام کرتے تھے۔[2]

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا تجارتی طریقہ کار یہ تھا کہ ان کے لیے کام کرنے والے غلام تھے جو کام کر کے اجرت لیتے تھے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے اشخاص کو رکھے جو کہ دیانتدار ہوں اور اس کے لیے کام کریں تو جائز ہے لیکن موجر کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ اگر خود نہ جاسکے تو ان کے ساتھ تو کوئی ایسا شخص ان کی خفیہ نگرانی کے لیئے بھیجا جائے جو کہ دیانتدار ہو تو خاطر خواہ منافع ہو گا۔

---

[1] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، باب برکۃ الغازی فی مالہ، 4/ 87، حدیث: 3129

[2] ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 1/ 708

حضرت طلحہ رضی اللہ، عثمان رضی اللہ، عمر رضی اللہ اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ ان سب کی تجارت میں شہرت تھی اور اس کی بنیادی وجہ ان کی محنت، لگن اور کام سے رغبت تھی اس لیے ان کی تجارت کا چرچا اقوام عالم میں ہے۔ نہ صرف تجارت بلکہ دین و دنیا دونوں میں ان کا کوئی ثانی اور ہمسر نہیں تھا۔ آج مسلمان محنت اور لگن کو چھوڑے ہوئے ہیں اور اقوام عالم میں جو قومیں ترقی یافتہ ہیں ان کی ترقی کی وجہ بھی محنت اور لگن ہے مسلمان اس محنت کو چھوڑ کر پلے ڈالتے ہیں۔

مولانا الطاف حسین حالی اس بارے میں لکھتے ہیں:

نہیں کرتے کھیتی ہیں وہ جاں فشانی — نہ ہل جوتتے ہیں نہ دیتے ہیں پانی

یہ جب یاس کرتی ہے دل پر گرانی — تو کہتے ہیں حق کی ہے نامہربانی

نہیں لیتے کچھ کام تدبیر سے وہ — سدا لڑتے رہتے ہیں تقدیر سے وہ[1]

کاروباری لحاظ سے شہرت رکھنے والے صحابہ کرام کو دیکھا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ان سب کی تجارت ضروریات زندگی سے وابستہ تھی جیسے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ گھی کی تجارت کرتے تھے۔

یہ تمام اشیاء ضروریات زندگی میں سے ہیں۔ اگر کوئی بھی تاجر اس کی تجارت کرئے گا تو ہر شخص کے اس کی خریدنے کی طرف رغبت ہونے کی وجہ سے اس کو زیادہ نفع ہو گا۔ بنیادی ضرورت ہونے کی وجہ سے اس میں نفع بہت ہے لیکن جو بھی اس تجارت کو اپنانا چاہتا ہے اس کے لیے سیکھنا لازمی ہے بہت سارے لوگ سیکھے بغیر اس کام کو کرتے ہیں تو ان کی دکان بند ہو جاتی ہے۔ سیکھنے کے بعد ان کو چھوٹے پیمانے سے اس کی تجارت کریں مثلاً اگر کپڑے کی تجارت کو اپنانا ہے تو چھوٹے چھوٹے کپڑوں کے ٹکڑے جیسے مدارس کے بچوں کے لیے سفید سوٹ اور سکول کے بچوں کے یونیفارم کی شٹس وغیرہ اس سے ان کو کاروبار کی سمجھ بھی آئے گی اور نقصان بھی نہیں برداشت کرنا پڑے گا۔ یہ کام ادھار بھی کیا جاسکتا ہے کہ وہ اس دکانداروں سے ادھار لے کر تھوڑا منافع رکھ کر بیچیں اور منافع کمائیں۔

خواتین کے لیے اس کام کا سیکھنا بہت ضروری ہے اس لیے کہ اکثر کپڑوں کی خریداری کرنے خواتین خود آتی ہیں اگر اس کام سے خواتین وابستہ ہوں تو بازار میں اس خریداری کی طمع سے آنے والی عورتوں کی عصمت محفوظ ہو گی۔

اگر کوئی عورت کپڑے سلائی کے کام کو جانتی ہو تو وہ کپڑوں کے نمونے بنا کر اپنے خاوند کو مختلف سکولوں میں بھیجے اور ان کپڑوں کو سکولوں میں فروخت کرنے سے خاطر خواہ نفع ہو گا۔ اسی طرح ان کپڑوں کی آن لائن بھی تشہیر کی

---

[1] حالی، خواجہ الطاف حسین، مسدس حالی، خزینہ علم وادب الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور، طبع اول؛1296ھ، ص؛133

جائے کہ فلاں سکول کے کپڑے ہمارے پاس موجود ہیں ان کو اگر کوئی خریدنا چاہتا ہے تو اس کو یہ یونیفارم گھر کی دہلیز پر مہیا کیا جاسکتا ہے۔

خالص دودھ کی قلت اور اس کی ضرورت

حضرت مقدام بن ابی مریم رضی اللہ عنہ دودھ کی تجارت کرتے تھے۔ دور حاضر میں خالص دودھ کی شدید قلت ہے اور اگر خالص دودھ مہیا کر دیا جائے تو ممکن ہی نہیں کہ کوئی اسے نہ خریدے۔ خالص دودھ کی شدید مانگ ہے۔ بلکہ دودھ شہروں میں پورا ہی نہیں ہوتا۔ اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ شہر سے تھوڑا سے فاصلے پر جہاں سے قریبی گاؤں کی ابتدا ہوتی ہے دودھ دینے والے جانوروں کو رکھا جائے اور ان کے دودھ کو فروخت کیا جائے۔ جانور رکھنے سے نہ صرف دودھ بلکہ دیسی گھی، لسی، مکھن، گوشت، افزائش نسل جیسے فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ اگر آمدن کم ہو تو گاؤں میں کسی جنگل کے پاس ان جانوروں کو رکھ لے اور ان کو وہاں چرا تا رہے۔ دودھ بیچنے کا طریقہ یہ کہ کوئی شخص اگر کسی ادارے میں کام کرتا ہو تو وہ اپنے مالک کو بتائے کہ ہمارے پاس باڑا ہے۔ اس طرح جب وہ دودھ استعمال کرے گا تو اور دوستوں کو بھی بتائے گا دودھ کی فروخت سے منافع کمایا جاسکتا ہے۔

گندم اور اس کے آٹے کی فراہمی

صحابہ کرام میں حضرت سیمویہ بلقاوی رضی اللہ عنہ گندم کی تجارت کرتے تھے جو کہ بنیادی ضرورتوں میں سے ہے۔ بازاروں میں جو آٹا ملتا ہے اس میں ملاوٹ ہوتی ہے، خالص نہیں ہوتا حتی کہ چکی کا آٹا بھی اسی لسٹ میں آتا ہے۔ اس لیے خالص گندم کی شہروں میں بہت کمی ہے ۔اس کی تجارت بھی نفع بخش ہے اور اس میں کم نقصان کا احتمال ہے۔ اس لیے کہ ہر شخص کی ضرورت ہے۔ وہ طلبا جو دیہات سے شہروں میں تعلیم یا کسی دوسرے مقصد سے آتے ہیں۔ شہروں میں گندم کی خرید و فروخت کرنے والوں کو اپنی گندم بھی فروخت کر دیں اس سے ان کے تعلیمی اخراجات پورے ہو سکتے ہیں اور اگر بڑے پیمانے پر کرنا چاہتے ہیں تو چکی لگائیں اور دیہات سے خرید کر اس کو لائیں اور شہروں میں فروخت کریں۔

اسی طرح اگر کوئی شخص سرمایہ منافع کے ساتھ محفوظ کرنا چاہتا ہو تو وہ گندم کاشت کرنے والے علاقوں میں کسی جانے والے کو روپے دے تا کہ وہ ان پیسوں کے ذریعے گندم خریدے اور حاصل ہونے والے منافع کو بقدر حصہ تقسیم کریں۔

مضاربت سے استفادہ

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنا سامان تجارت مضاربت پر دیتی تھیں اور اس مال میں سے مضارب کا حصہ رکھ لیتی تھیں۔ ان کی تجارت بہت وسیع تھی۔ عرب کے پورے قافلے کے برابر انکا مال تجارت ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت شام بصرہ اور عراق یہاں تک کہ دور دراز کے علاقوں میں مضاربت کے طور پر جاتا تھا۔[1]

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تجارتی عمل یہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہا اپنا مال کسی معتبر شخص کو دے دیتیں اور اس کے لیے اجرت مقرر کر دیتی تھیں اور جو شخص ان کی توقع سے بڑھ کر دیانتدار ثابت ہوتا اس کے لیے مقرر کردہ معاوضے سے زیادہ انعام رکھ دیتیں۔

دور حاضر میں بھی اگر کوئی عورت کاروبار کو چلا سکتی ہو تو اس کو چاہیے کہ کسی دیانتدار شخص کو اپنا مال سپرد کرے اور اس کے ساتھ کسی ایسے شخص کو بھیجنا چاہیے جو کہ اس کاروبار کے بارے میں جانتا ہو اور رشتہ دار ہو جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے غلام میسرہ کو بھیجا۔

اگر کسی بھی کمپنی کا کوئی شخص ایسی اشیاء تیار کرے جو کہ کمپنی کی شہرت کو چار چاند لگا دے تو اس شخص کو انعام دینا چاہیے۔ انعام دینے سے اس شخص کی حوصلہ افزائی ہوگی اور وہ مزید بہتر اشیا بنانے کی کوشش کرے گا۔

دفاعی آلات کی تجارت

نیزے اور تلواریں بطور آلات حرب استعمال لیے جاتے تھے۔ حضرات انبیاء میں حضرت داؤد علیہم السلام بھی اس شعبے سے وابستہ تھے۔ چناچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ و ﴾ 2

" ہم نے لوہے کو ان کے لیے نرم کر دیا کہ سادہ زریں بناؤ اور حلقے جوڑنے میں اندازے کو ملحوظ رکھو "۔

مختلف صحابہ کرام جن میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ، حضرت نوفل بن حرث رضی اللہ عنہ وغیرہ اس کام سے وابستہ تھے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی اہمیت کو یوں بیان کیا:

((إِنَّ اللهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ: صَانِعَهُ الْمُحْتَسِبَ فِي صَنْعَتِهِ

---

[1] الجزری، اسد الغابہ، 7/ 80 حدیث 6874

[2] سبا: 10

الْخَيْرَ، وَالرَّامِيَ بِهِ، وَمُنْبِلَهُ))[1]

بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر سے تین اشخاص کو جنت میں داخل فرمائے گا، بنانے والا، اس کو پھینکنے والا اور پکڑانے والا۔

نیزے اور تلواروں سے ملتا جلتا کام چاقو اور چھریوں کی خرید و فروخت ہے۔ وزیر آباد کا علاقہ اس کاریگری میں شہرت رکھتا ہے۔ ان کی تجارت سے خاطر خواہ نفع کمایا جاسکتا ہے۔ اس کی فروخت قربانی کے دنوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح چاقو تیز کرنا وغیرہ وہ لوگ جو کوئی فن سیکھ نہیں سکتے وہ کند چاقو اور چھریوں کو تیز کرنے کے کر کے منافع کما سکتے ہیں۔ اس دکان کا زیادہ فائدہ تب ہو گا جب اس کو ان علاقوں میں لگایا جائے جہاں ان اشیاء کی خرید و فروخت زیادہ ہوتی ہے۔ اس میں صرف چاقو ہی شامل نہیں بلکہ کلہاڑی، کدال، تیشہ، آری، درانتی وغیرہ تیز کرنے کے لیئے دی جاسکتی ہے۔

موجودہ دور میں عام آدمی کے لیے اسلحہ رکھنا محال ہے لوگ اسلحہ لیتے ہیں لیکن اکثر معاملات اور حادثات کی صورت میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس کو رکھنے والے عام لوگوں کے پاس لائسنس نہیں ہوتے اس لیے کہ لائسنس لینا بہت مشکل ہے۔ پولیس اور افواج کے علاوہ کسی کو لائسنس مل نہیں سکتا۔ حکومت کو اس حوالے سے اقدامات کی ضرورت ہے تاکہ لوگ لٹیروں وغیرہ سے محفوظ رہ سکیں۔

کان کنی میں مہارت کا حصول

اللہ تعالیٰ نے جو بھی شے بنائی انسان کے فائدے کے لیے بنائی۔ اگر ہم زمین کی بات کریں تو اس میں بہت بڑا خزانہ معدنیات کی صورت میں رکھا دیا۔ چناچہ صحابہ کرام بھی کان کنی کے پیشے سے منسلک تھے۔ جن میں ابو حصین سلمی رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے معدنیات کی نعمت سے مالا مار کیا۔ پاکستان کا پچاسی فیصد حصہ تہ دار چٹانوں اور چونے کے پتھروں سے ڈھکا ہوا ہے۔ شمال مغربی بلوچستان اور سرحد کے کوہستانی علاقے اور کوہ نمک میں آتش فشان پہاڑ موجود ہیں۔ لیکن وسائل کی کمی کی وجہ سے اس سے افادیت قدرے مشکل ہے مزید بر آں پاکستان کے اہم معدنی وسائل تیل، قدرتی گیس، کوئلہ، سنگ مرمر، چونے کا پتھر، آتشیں مٹی اور گندھنک شامل ہیں۔[2]

مہارت کی کمی کی وجہ سے بڑے بڑے ایم پراجکٹ باہر ممالک کی کمپنوں کو دیئے جاتے ہیں اگر کوئی ماہر بھی ہے تو حفاظتی تدابیر "جو کہ اچانک کسی حادثے کی وجہ سے جان کے کھونے سے بچاتی ہیں" ان کا مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے مزدور کو جان گنوانے کا بھی خدشہ ہوتا ہے۔ عصر حاضر میں اس طرح کے مزدوروں کی کوئی قدر نہیں ان

---

[1] احمد بن حنبل، مسند امام احمد، 28/ 571، حدیث: 17335

[2] القوی، سید عبد اور دیگر، مطالعہ پاکستان، نویں اور دسویں کلاس کے لیے، رشید اینڈ سنز کراچی، 1987، ص65-66

سے بے جاکام لیاجاتا ہے۔ خاص کر پرائیویٹ اداروں میں مزدوروں سے کام ضرورت سے زیادہ لیاجاتا ہے اور ان کو کم اجرت دی جاتی ہے۔

پرفیوم شاپ

عطر کا کاروبار تعیشات میں آتا ہے۔اس کی تجارت کرنے والی صحابیات میں حضرت اسما بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ملیکہ رضی اللہ عنہا شامل تھیں۔ حضرت اسماء کا کاروباری عمل اس طرح تھا کہ وہ بیٹے کو خریداری کے لیے بھیج دیتیں اور لائے ہوئے عطر کو فروخت کیا کرتی تھیں۔ موجودہ دور میں بھی اگر کوئی خاتون اگر اپنے بیٹے کو کاروبار سکھائے اور اس کو اشیاء کی خریداری کے لیے بھیجے اور اس خریدے ہوئے مال کو مناسب قیمت کے ساتھ بیچے۔ اسی طرح کئی عورتیں کپڑے کا کاروبار بھی کر سکتی ہیں۔ کپڑوں کے تھان منگوا کر جس میں مردانہ اور زنانہ دونوں کپڑے ہوتے ہیں ان کو جاننے والی عورتوں کو بتا کر مناسب منافع کے ساتھ فروخت کرنے سے خاطر خواہ منافع حاصل ہو گا۔

پرفیوم کا برینڈ اپنے نام سے بنایا جائے اس کی تشہیر کی جائے۔ اس کے بعد اس کی ترسیل آن لائن کی جائے جو کہ "کریم" یا "بائیکیا" کے ذریعے ہو یا کسی بھی طرح اس کو آرڈر کرنے والے تک پہنچایا جائے۔

عطر سازی کا پیشہ خواتین میں بہت کم ہے جو خواتین اس کاروبا سے منسلک ہیں ان میں سے اکثر اسلامی احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نظر آتی ہیں۔ خاص کر گھروں میں جا کر بیچنے کا رواج تو بہت کم ہے جیسے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کرتیں تھیں آج کل اکثر کاروبار آن لائن ہوتے ہیں اس صورت حال کو دیکھتے ہوتے اگر خواتین آن لائن کاروبار کریں تو اس عصمت کی حفاظت اور بہتر روزگار بھی میسر آسکتا ہے۔

درزی کا پیشہ اور اس کی ضرورت

صحابہ کرام میں عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ ، قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ درزی کے پیشے سے وابستہ تھے۔ یہ پیشہ تھوڑی سی آمدن میں بھی شروع کیا جاسکتا ہے اور اس کے لیے دکان یا سٹور کی ضرورت نہیں بلکہ مہارت اور مناسب دام کی ضرورت ہے۔ جو شخص کپڑا سینے کے پیشے کو اختیار کرنا چاہے اس کو چند ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ اس کام کو سیکھنے کی اوسط مدت چھ ماہ سے آٹھ ماہ ہے۔ خاص کر شہروں میں اس کی وقعت بہت زیادہ ہے۔ خواتین میں اس کا رواج عام ہے اور گھر بیٹھے کئی بیوہ خواتین یہ کام کر کے گھر کا سہارا بنتی ہیں صرف بیوہ نہیں بلکہ اکثر خواتین جو گھروں میں جاتی ہیں اور دفاتر میں نہیں جاتی اس پیشے کو اپنانے کو ترجیح دیتی ہیں۔ حکومت کو اس بات کی جانچ پڑتال کرنی چاہیے کہ جو خواتین بیوہ ہوں ان کی کفالت اس صورت میں کی جائے کے ان کو اس پیشے کو فری سیکھایا جائے۔

ایک درزی جس کا اچھا کام ہو اس کو چاہیے کہ سافٹ ویئر بنوائے جس میں کپڑے کی لمبائی چوڑائی اور اس کی تمام اقسام کے ساتھ اس کی قیمتیں بھی آجائیں اور پھر اسی سائیٹ پر اس کو دیکھا جائے کہ یہ کپڑا کس شخص کے ساتھ زیادہ مناسب ہے تاکہ آن لائن خریدنے والے کو پتا چل جائے کہ میرے لیے کون سا کپڑا مناسب ہے alqmees[1] com. اس سائیٹ پر باقاعدہ تیار شدہ سوٹ ایک شخص کو پہنایا گیا ہے۔ جس میں مختلف برانڈ قیمتوں کے ساتھ موجود ہوتے ہیں اس کام سے اس کو خاطر خواہ منافع حاصل ہو گا۔

شہروں میں بڑھئی کے پیشے کی اہمیت

بڑھئی کا پیشہ عہد حاضر کا اہم پیشہ ہے۔ رہنے کے لیے مکان ہر شخص کی ضرورت ہے۔ مکانوں کے دروازے کھڑکیاں وغیرہ لکڑی کی ہوتی ہیں۔ اس لیے ہر شخص کو بڑھئی سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس پیشے کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاتا ہے کہ انبیا کرام جیسے حضرت نوحؑ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جیسے قیس بن ابی مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس پیشے کو اختیار کیا۔ چناچہ اللہ تعالی اپنے نبی حضرت نوحؑ کو اس بات کا حکم دے رہے ہیں۔

﴿فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا﴾ 2

"اور ہم نے حضرت نوح کو اس بات کا حکم دیا کہ ہماری نگرانی میں کشتی بنائیں" ۔

دور جدید میں بڑھئی کارپینٹر کے نام سے مشہور ہیں۔ خاص کر شہروں میں اس کام کی اہمیت بہت ہے اس لیے کہ آئے دن لوگ گھر بناتے ہیں۔ گھروں کی الماریاں دروازے، روشن دان، اسی طرح دکانوں میں اس کی بہت ضرورت ہے اس لیے کہ ہر دکان میں شیلف لازمی ہوتے ہیں اس کے بغیر دکان ادھوری رہتی ہے اسی طرح دیواروں میں لکڑی کا کام کروایا جاتا ہے۔ چھتوں کی خوبصورت ڈیزائننگ میں بھی لکڑی کی ضرورت پڑتی ہے۔

بڑھئی کا کام آن لائن سیکھنے کے لیے آن لائن شارٹ کورس کروائے جائیں جو کہ مختصر دورانیے میں مکمل ہوں۔ آن لائن ویب سائٹ بنا کر اس کی تشہیر کی جائے کہ چھوٹی چھوٹی چیزیں اگر گھر میں ٹوٹ جائیں تو ان کی مرمت کیسے کی جا سکتی ہے مثلا الماری کا لاک اگر ٹوٹ جائے اس کو کیسے درست کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح دروازے کی کنڈی وغیرہ ٹوٹ جائے اس کو کیسے لگایا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر گاؤں میں جہاں فی الوقت بڑھئی میسر نہیں ان کے لیئے یہ کورس مفید ثابت ہوتے ہیں۔ دوبارہ استعمال کی جانے والی اشیاء کے لیے نیلام گھر بھی بنائے جا سکتے ہیں۔ جن میں پرانا فرنیچر سیل کیا جائے تاکہ جو لوگ مالی طور پر کمزور ہیں وہ فرنیچر وغیرہ خرید سکیں۔

---

[1] Alqumees.com 19/12/2021

[2] المومنون:27

طبابت کے پیشے کی ضرورت

طبابت کا پیشہ معاشرے کی خدمت کے لیے ایک اہم پیشہ ہے۔عہد نبوی میں حضرت ضماد بن ثعلبہ،ام عطیہ،ام سلیم حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا اس پیشے سے وابستہ رہے۔طبیب اپنی حد تک بہت کوشش کرتے ہیں لیکن موت وحیات اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے۔اس ضمن میں امام شافعیؒ کے چند اشعار ملاحضہ ہوں:

إن الطبيب بطبه ودوائه لا يستطيع دفاع مقدور القضاء

طبیب علم طب اور دوائی کے ذریعے قدرت کے فیصلوں کو نہیں بدل سکتا۔

ما للطبيب يموت بالداء الذى كان يبرئ مثله فيما مضى

ڈاکٹر کو کیا ہوا ہے کہ وہ ایسی بیماری میں وفات پا گیا ہے جس کا وہ علاج کرتا تھا۔

هلک المداوی وللمداویٰ والذی جلب الدواوباعه ومن اشتری[1]

علاج کرنے والا طبیب اور علاج کروانے والا مریض اور دوا بنانے والا اور بیع وشراء کرنے والا ان سب کو موت نے مار دیا۔

آج کے دور میں اس پیشے کی مانگ بھی ہے اور اس مانگ کو پورا کرنے کے لیے مکمل افراد دستیاب نہیں ہیں اندازے کے مطابق ایک ہزار افراد ایک ڈاکٹر کے تحت آتے ہیں۔ لائق اور تجربہ کار ڈاکٹرز میں سے اکثر بیرون مالک اپنی طبی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔2016 کی مردم شماری کے مطابق پاکستان میں رجسٹرڈ میل ڈاکٹر کی تعداد ٪54 اور فی میل کی تعداد ٪47 ہے۔[2]

شعبہ طب کی تعلیم بہت مہنگی ہے اس کے لیے سکالر شپس ہونی چاہیں تاکہ غریبوں کے بچے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اگر کوئی شخص اس کام میں دلچسپی رکھتا ہو اور اس کے پاس روپے میسر نہ ہوں تو وہ شارٹ کورس جس میں تھراپی، فارمسیسٹ، لیب اسسٹنٹ، ایکسرے، دانتوں کا کورس، وارڈ بوائے کا کورس اور تھراپی، کمپوڈر کا شارٹ کورس کر کے پرائیوٹ اداروں میں جاب کر سکتا ہے۔

محنت مزدوری

مزدوری ایک عمدہ پیشہ ہے۔مزدوری کرنے والے کی صحت درست رہتی ہے۔اس لیے کہ سارا دن اس کا ورزش میں لگ جاتا ہے۔داماد رسول حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ اس سے وابستہ رہے ہیں۔

وہ طالب جن کا گزارا مشکل ہے اور اگر کوئی فن نہیں آتا تو منڈیوں میں مزدوری کر کے پورے ہفتے کا جیب خرچ بچا

---

[1] الشافعی،دیوان شافعی ابی عبداللہ محمد بن ادریس،دیوان شافعی،مترجم وشارح:مولانا محمد عبداللہ لاپودروی،شعبہ نشرواشاعت گجرات،س ن،ص:44

[2] https://www.google.com/search27/8/2021

سکتے ہیں۔ اسی طرح چھوٹے بچے جو کہ تعلیم اور ہنر سے بیزار ہیں وہ اگر ایک ریڑی بھی لوگوں کا سامان رکھ کر ان کے ٹھکانے تک پہنچانے کے لیے خرید لیں تو پانچ سو سے زیادہ رقم وہ ایک دن میں کما سکتا ہے۔

علم معاشیات کے نقطہ نظر سے محنت اور خدمت یہ کسب معاش کا سب سے زیادہ وسیع اور ہمہ گیر ہے اور دنیا کی 99 فیصد آبادی اس سے منسلک ہے۔ اس ذریعہ معاش میں انسان کی محنت اولین عامل پیدائش ہے خواہ وہ جسمانی ہو یا دماغی ہو ان دونوں کا معیار اور مدار توانائی پر ہے اور یہ محنت ایسی محنت ہے جس میں انسان کو اپنی ذات کا فائدہ ہوتا ہے اور دوسرے کی شے سے اس کا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔[1]

مزدور کی مزدوری دینا سنت رسول ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے نہ صرف اس کی ترغیب دی بلکہ اس کو کر کے بھی دیکھا چناچہ حضرت عباس نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ)) 2

نبی ﷺ نے پچھنا لگوایا اور حجام کو اس کی اجرت دی۔

پاکستان میں ہر سال یکم مئی کو لیبر ڈے بنایا جاتا ہے۔ ملک میں لاک ڈاؤن میں سب سے زیادہ مزدور طبقہ متاثر ہوا ہے اور ایک اندازے کے مطابق کم و بیش چھ کروڑ مزدور انفارمل سیکٹر میں ہیں۔ ملک کے پونے سات کروڑ مزدور حالت زار میں ہیں اور ان کی اجرت بھی کم ہے جو کہ ایک ہفتے کے راشن کو بھی پورا نہیں کر سکتی اور خوراک کی کمی کی وجہ سے ان کے بچے بھی صحت والی نعمت سے محروم ہیں۔ ہیومن رائٹس کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں مزدوروں کی رجسٹریشن کا کوئی تعلق ہی نہیں ہے جس میں ان کو حقوق مل سکیں۔ کوئلے کی کانوں میں ہر سال سینکڑوں مزدور اس لیے مر جاتے ہیں کہ ان کے لیے حفاظتی آلات نہیں ہوتے[3]

اگر کوئی بھی سرکاری ملازم حادثاتی طور پر یا طبعی موت مر جاتا ہے تو اس کے لواحقین کو اس کا بقیہ دیا جاتا ہے مگر مزدور کو کچھ نہیں دیا جاتا۔ حالانکہ اس کا کام بھی سخت اور جان جوکھوں کا ہوتا ہے۔ اگر ہم کسی بھی مزدور کو کام پر رکھتے ہیں تو اس بات کو بھی سامنے رکھنا چاہیے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی کی شادی مزدوری کر کے پیٹ پالنے والے سے کی اور غزوہ خندق کا واقعہ بھی انسانیت کے لیے ایک درس ہے۔ جس میں سرکار دو جہاں صحابہ کرام کے ساتھ مل کر کھدائی کرتے ہیں۔

---

[1] میرٹھی، مولانا محمد اسماعیل، اسلامی معاشیات، مکتبہ بینات جامعہ علوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، 1432ھ، ص:80

[2] قشیری، صحیح المسلم، باب لکل داء دواء، 4/1731، حدیث:1202

[3] سواتی، شمس الرحمن، جنگ نیوز کالم یکم مئی 2020 راولپنڈی

زراعت

زراعت ایک بابرکت پیشہ جس سے انبیاء بھی وابستہ رہے ۔ دنیا میں سب سے پہلے انسان حضرت آدمؑ تھے چناچہ حدیث مبارکہ میں ان کے بارے میں یوں وضاحت ہے۔

((أُحَدِّثُکَ عَن اٰدَمَ أنهُ کان حراثاً))[1]

”میں تمہیں آدمؑ کے بارے میں بتاتا ہوں وہ کھیتی باڑی کرتے تھے“۔

زراعت کے پیشے سے وابستہ صحابہ کرام میں حضرت ابو طلحہ انصاری، عثمان بن طلحہ، ابو قتادہ رضوان اللہ علیہم وغیرہ کا نام شامل ہے۔ اس کے علاوہ مختلف صحابیات جن میں ام مبشرہ انصاریہ وغیرہ اس شعبے سے وابستہ تھیں۔

کسی بھی ملک کے استحکام کے لیے زراعت میں ترقی کرنا ضروری ہے۔ زراعت کا شعبہ عوام کی بنیادی ضروریات کو ہی پورا نہیں کرتا بلکہ اس کے علاوہ مختلف شعبوں میں عوام کی زندگی کا معیار اونچا کرتا ہے اور ملکی معیشت کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ زرعی ترقی کے بغیر ملک میں معاشی ترقی کا ہونا ناممکن ہے۔ پاکستان کی ترقی زراعت میں ہے۔ زرعی ترقی سے نہ صرف ملکی دولت میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اس سے عوام کے کاروبار کو بھی چار چاند لگ جاتے ہیں اور ان کی طرز زندگی میں بھی نمایاں تبدیلیاں رونما ہو جاتی ہیں۔[2]

مشقت طلبی اور محنت کی وجہ سے اس کام کو صرف مردوں کے ذمے ہی ہونا چاہیے لیکن عورتیں بھی باغبانی اور کاشت کاری کر سکتی ہیں۔ درخت لگانے سے دنیاوی فائدہ جو سایہ اور پھل کی صورت میں ہوتا ہے اسی طرح اخروی فائدہ صدقہ جاریہ کی صورت میں حاصل ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں معاشرہ جنگلات کی ناقدری کرتا ہوا دیکھائی دیتا ہے ۔ جنگلوں میں جنگلات کٹائی کی وجہ سے کم ہو رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے انسانوں کو آکسیجن کی کمی ہو سکتی ہے دیہاتی علاقوں میں لوگ رات کو درخت گرا کر اس کا سراغ ختم کر دیتے ہیں یا رشوت کی صورت میں داروغہ کو روپے دے کر درخت کاٹ لیتے ہیں۔ اگر رشوت والا کام ہو تو ان کا سارا عمل ضائع ہو جائے گا ان لکڑیوں سے جو پانی گرم ہو گا اس کا استعمال کرنا اور اس سے وضو کر کے نماز پڑھنا بھی ناجائز ہو گا۔ اس لیے اس سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

کسانوں کی آگاہی سے متعلق آن لائن ویڈیوز بنائی جاسکتی ہیں۔ اسی طرح مختلف کتابچے بنائے جاسکتے ہیں۔ جس میں ان کو کاشتکاری کے بارے میں آگاہ کیا جاسکے مثلاً فصلوں کو کس موسم میں بویا جاسکتا ہے اور کون کون سی فصلیں کس موسم میں بوئی جاسکتی ہیں اور کس بیج کی پیداواری صلاحیت کتنی ہے اس سلسلے میں آن لائن مشاورت دی جاسکتی ہے۔

---

1 نیسابوری، المستدرک، 2/252، حدیث:4165

2 عشرت حسین، ڈان نیوز، زراعت ترقی و خوشحالی کی ضامن، (کالم)، جنوری 2017ء

یوٹیوب چینلز بنا لیے جائیں جس میں کسانوں سے متعلقہ اشیا سے ان کو آگاہی فراہم کی جائے مثلاٹریکٹر، کھادیں، پودے اور بیج وغیرہ کہاں سے بآسانی مل سکتے ہیں۔

گلہ بانی

عربوں میں گلہ بانی کا رواج عام تھا۔بالخصوص خانہ بدوشوں کا گزر بسر اسی پر ہوتا تھا ۔ اونٹ عربوں کا پسندیدہ جانور تھاجس کا دودھ اور گوشت کھایا جاتا تھا۔اس کے علاوہ بکریاں پالنے کا بھی رواج تھا جیسا کہ سرکار دوعالم ﷺ کی مدینہ واپسی کے وقت ام معبد کی بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگانے سے اس کے تھنوں میں دودھ آگیا۔ اس عمل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ گھروں میں بکریاں پالنے کا رواج تھا ۔ بکریوں کی پرورش آج جدید پیمانوں پر ہے صرف دیہاتوں تک محدود نہیں رہی ۔ بکریوں کی فارمنگ سے گوشت ، دودھ ، گھی ، مکھن ، لسی وغیرہ حاصل کی جاتی ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ چھوٹے بچے جو اچھی نسل کے ہوں مثلا بیتل بکری اور ٹیڈی بکری یہ ایک دن کا دو کلو دودھ دیتی ہیں۔ دودھ کے علاوہ افزائش نسل کا بھی بہت فائدہ ہے ۔اس میں چھوٹے بکرے لیے جائیں جو کہ اوسطا چھ ماہ کا بچہ چھ ہزار تک مل جاتا ہے اس کی پرورش کر کے اس کو بیچا جائے۔

خلاصہ

عرب دنیا کو اگر بطور معاش دیکھا جائے تو پورے عرب میں درج ذیل ذرائع کاروباری سرگرمیوں کا رواج تھا۔ تجارت صنعت و حرفت، زراعت اور مزدوری وغیرہ قریش کے ذرائع معاش میں شامل تھا لیکن سب سے مرغوب ذریعہ معاش تجارت تھا ۔یعنی مکہ اور اس کے گرد و نواح کو دیکھا جائے تو اس میں اکثر لوگ تجارت سے وابستہ تھے ۔بڑے بڑے شرفاء اور سرداران قریش بھی تجارت ہی کو اپنا مشغلہ بنائے ہوئے تھے ۔ مدینہ اور آس پاس کے علاقوں کو اگر دیکھا جائے تو اس میں زمین زرخیز ہونے کی وجہ سے زراعت ممکن تھی یہی وجہ ہے کہ اکثر انصاری صحابہ کرام کو زراعت کے پیشے ساتھ وابستہ دیکھا جاتا ہے۔

تجارت سے وابستہ صحابہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ ، عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حاطب بن ابی بلعتہ رضی اللہ عنہ ، طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ ، زبیر بن عوام اسد رضی اللہ عنہ، وغیرہ تجارت میں ایک مقام رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ بھی کچھ صحابہ کرام جن میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ ، سیمویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت نبہان رضی اللہ عنہ وغیرہ بھی تجارت سے وابستہ تھے۔ عورتیں بھی تجارت کا شوق رکھتی تھی جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا، حضرت مکیلہ ، رضی اللہ عنہا وغیرہ تھیں۔

صنعت و حرفت کو اگر دیکھا جائے تو اس میں درزری کا پیشہ جو کہ حضرت قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ، بڑھائی کا پیشہ جو کہ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ اختیار کیے ہوئے تھے اس کے علاوہ تعمیرات میں حضرت طلق رضی اللہ ، نیزوں کی صنعت میں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ ، کان کنی میں حضرت حصین اسلمی رضی اللہ مہارت رکھتے تھے۔ خواتین میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا چمڑے کی صنعت سے وابستہ تھی۔ اسی طرح حضرت سودا رضی اللہ عنہا بھی کھالوں کی رنگائی کا کام کرتی تھی۔ دستکاری میں حضرت رائطہ رضی اللہ عنہا کا نام تھا۔ مردوں میں حضرت سنان بن سعد رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ وہ دستکاری کا کام کرتے تھے۔

تجارت اور صنعت و حرفت کے علاوہ دیگر پیشوں میں اگر دیکھا جائے تو اس میں طب سے وابستہ اکثر صحابیات کا نام آتا ہے ۔ جس میں حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا، ام سلیم رضی اللہ عنہا، ام عطیہ رضی اللہ عنہا وغیرہ طب سے وابستہ تھیں زراعت میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا، ام مبشرہ انصاریہ رضی اللہ عنہا، ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ وغیرہ اس سے وابستہ تھے۔

انصار اور مہاجرین کے کمزور طبقات میں اکثر لوگ محنت مزدوری کرتے تھے اور یہودی کاشتکاروں کے کھیتوں میں کام کرتے تھے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابتدائی زمانے میں ایک یہودی کے ہاں کام کیا۔

عربوں میں اجرت پر دودھ پلانے والی عورتیں تھیں جیسے آپ ﷺ کی رضاعت حضرت حلیمہ سعدیہ کے ساتھ تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ [1] کی ولادت کے وقت بھی رضاعت کے لیے عورت کو تلاش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابراھیم رضی اللہ کے لیے ام بردہ رضی اللہ عنہا کی خدمات حاصل کیں۔

بہرحال مختصر یہ کہ تجارت مکہ اور اس کے گردونواح کے لوگوں کے لیے اہم تھی اور اس میں ایک مقام رکھتے تھے۔ اگر مدینہ اور طائف وغیرہ کو دیکھا جائے تو اس میں زراعت اور مزدوری ذریعہ آمدن تھی جس کے ساتھ اکثر انصاری صحابہ کرام وابستہ تھے۔

[1] عبداللہ بن زبیر بن العوام القرشی الاسدی 622م میں پیدا ہوئے۔ ہجرت کے بعد پیدا ہونے والے پہلے مولود تھے۔ حضرت عثمان کے دور حکومت میں افریقہ کی فتح میں حاضر ہوئے۔ 64ھ میں یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد آپ کی خلافت کے لیے بیعت کی گی 33 احادیث کے راوی تھے۔ آپ کی وفات 662م میں ہوئی (اعلام، زرکلی، 87/4)

نتائج

- قرآن مجید میں پندرہ سے زیادہ آیات میں معاشی سرگرمیوں کے لئے فضل اور معاش کا لفظ استعمال ہوا ہے جو حیات انسانی میں معاش کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔
- اہل عرب، تجارت و کاروبار کو ترجیح دیتے تھے جس کی وجہ اکثر علاقے کا ریتلا، بنجر اور پانی کا نہ میسر ہونا تھی۔
- قبل از اسلام عربوں کے تجارتی تعلقات ایران، چین، افریقہ اور ہندوستان وغیرہ کے ساتھ وابستہ تھے۔
- عرب کی تجارتی سرگرمیوں کے مراکز، تجارتی میلے اور بازار تھے جن میں سوق حجر، عمان، صحار، شحر مہرہ، عدن ابین، حباشہ، صنعاء، عکاظ مجنہ وغیرہ شامل تھے اور ان میں سب سے مشہور بازار عکاظ کا تھا اور جو بازار اشہر حرم میں لگتے تھے اکثر تجاران بازاروں میں اپنی اشیاء فروخت کرنے کے لیئے آتے تھے ۔
- آپ ﷺ نے بذات خود شام اور یمن کے تجارتی سفر کئے۔ بزنس ایڈمنسٹریشن کے طلباء کو اگر تجارت سے واقفیت کے لئے مختلف مقامات کے تجارتی دورے (وزٹ) کروائے جائیں تو اس سے ان کے تعلیم اور تجربے میں بہتری ممکن ہے۔
- آپ ﷺ نے بکریاں بھی چرائیں۔ لہذا بے روزگا افراد اور اینیمل سائنسز کے طلبا اگر چھوٹے اور بڑے پیمانے پر جانوروں کی افزائش کریں یا طلبا اس حوالے سے مشاورت فراہم کریں تو بآسانی روزگار میسر آسکتا ہے۔
- آپ ﷺ کے اصول تجارت میں احکامات تجارت سے آگاہی، کسب حلال کا حصول، خیر خواہی اور باہمی ہمدردی، تجارتی معاملات میں نرمی، مشتری کو نقصان دینے والے امور سے اجتناب، وزن پورا کرنا، سچائی اور امانت داری، حق دار کو اس کا حق دینا، تکبر وغصہ سے اجتناب اور تجار کے ساتھ حسن سلوک وغیرہ شامل ہیں۔
- عہد نبوی میں بین الاقوامی تجارت بھی تھی آپ ﷺ نے بذات خود شام اور یمن کے تجارتی سفر کئے۔
- صحابہ اور صحابیات مختلف اشیاء کی تجارت کرتے رہے ہیں جن میں گوشت، چمڑا، اشیاء خردونوش، دودھ، تیر سازی، گندم، تیل، چمڑا، اور عطر کی تجارت شامل ہے پاکستان کے معاشی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ان ضروریات زندگی کی پیداوار احسن طریقے سے کی جائے تو اس سے نہ صرف ملکی ضروریات پوری ہوں گی بلکہ اضافی پیداوار بھی برآمد کی جاسکے گی۔

- تجارت میں معروف صحابہ کرام ادھار لے کر تجارت نہیں کرتے تھے لہذا بے روزگار افراد داخلی ذرائع
- (مثلاً گھر میں موجود سونا، چاندی، فروخت کر کے) سے مطلوبہ سرمائے کا بندوبست کریں تو ان کے لیئے سرمایہ بآسانی میسر ہو گا اور ذہنی دباؤ سے آزاد ماحول میں تجارت ممکن ہو سکے گی۔
- صحابہ کرام کاروبار کرنے میں شرم و عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ حتیٰ کہ خلیفہ ہونے کے باوجود خود کاروبار کرنے کو ترجیح دی۔ بے روزگار افراد اور طلبا و طالبات میں اس رویے کو پروان چڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ وہ چھوٹے کام اور معمولی کاروبار کو حقیر نہ سمجھیں اور بڑے عہدے کے انتظار میں اپنا قیمتی وقت نہ ضائع کریں۔
- حفاظتی اشیاء کا کاوربار بھی صحابہ کرام میں رائج تھا جس سے حضرت سعد، حضرت خباب اور حضرت نوفل وغیرہ منسلک تھے لہذا آئی ٹی سے دلچسپی رکھنے والے افراد اگر حفاظتی آلات کی تنصیب کا کام کریں تو موجودہ ضروریات بھی پوری ہوں گی اور ان کو روزگار بھی میسر ہو گا۔
- بعض صحابہ کرام صنعت و حرفت سے متعلقہ سے وابستہ رہے جن میں تلواریں اور نیزے بنانا، کھالیں سینا ، دباغت دینا اور رنگنا، کپڑے سینا، دستکاری، کان کنی، اور لکڑی کے پیالے بنانا شامل ہے۔
- تجارت اور صنعت و حرفت کے علاوہ دیگر شعبوں میں شعبہ طب، پانی کی نشاندہی، مزدوری،، دودھ پلانا اور دائیوں کے فرائض سرانجام دینا، ان شعبوں سے بھی صحابہ اور صحابیات وابستہ رہے ہیں۔
- صحابہ اور صحابیات کی متعدد تعداد زراعت سے بھی وابستہ تھی حتیٰ کہ انصار کی دیکھا دیکھی بعض صحابہ کرام تجارت اور زراعت دونوں سے وابستہ رہے جیسا حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

سفارشات

- اس بات کو مہم کے طور پر چلایا جائے کہ معاشی سر گرمیوں میں حصہ لینا بھی عبادت ہے۔
- مختلف ممالک بالخصوص اسلامی سلطنتوں سے کاروباری معاہدات کئے جائیں تا کہ مقامی طور پر پیدا کردہ اشیاء کو اِن ممالک میں فروخت کیا جاسکے۔
- پاکستان کے وہ علاقے جہاں زمینیں قابل کاشت نہیں ہے، وہاں کے لوگوں میں تجارتی شعور پیدا کرنے کی ضرورت ہے نیز یہ کہ ان میں تجارتی رجحانات پیدا کرنے کے کے لیے مختلف سکیموں کا اجرا کیا جائے تا کہ بے روزگاری کمی واقع ہو سکے۔
- بازاروں میں اسلامی طریقہ تجارت کے فروغ کے لئے دعوت وارشاد کے ساتھ ساتھ اس طریقہ تجارت پر کامیابی کے کیس اسٹڈیز کے ساتھ تاجروں کو صاف شفاف تجارت کی ترغیب دی جائے۔
- مختلف شہروں کے مشہور مقامات پر مختلف بازاروں اور بزنس ایکسپو کا انعقاد ضروری ہے جہاں پاکستان بھر کی مشہور مصنوعات اور سوغاتوں کا اہتمام کیا جائے تا کہ معاشی سر گرمیوں کو مہمیز مل سکے۔
- آن لائن تجارتی سر گرمیوں کی انفرادی اور اجتماعی طور پر بھر پور حوصلہ افزائی کی جائے تا کہ ملکی مجموعی آمدن میں اضافہ ہو۔
- حکومت اور نجی فلاحی اداروں کی جانب سے آن لائن تجارت میں حصہ لینے اور اسے بہتر بنانے کے لیے مختلف کورسز کروائے جائیں تا کہ ڈیجیٹل بزنس سے آگاہی حاصل کی جاسکے۔
- پسماندہ علاقوں کی مصنوعات، سوغات اور کاروباری سر گرمیوں تک رسائی کے لئے ان کی تشہیر لازمی ہے اس سلسلے میں ویب سائیٹس کے ذریعے انہیں منظر عام پر لانے اور ان کی خرید و فروخت میں حکومتی اعانت کی اشد ضرورت ہے۔
- بزنس ایڈمنسٹریشن کے طلباء اور تجارت کے پیشے میں نئے آنے والے لوگوں کے لیے عملی تربیت کا اہتمام نہایت ضروری ہے تا کہ وہ بغیر سیکھے تجارت کے پیشے میں قدم نہ رکھیں اور دھوکہ فراڈ سے بچ سکیں اور اگر کسی بھی فروخت کرنے والے کو اس طرح دھوکہ کرتے ہوئے دیکھا جائے تو حکومتی قوانین ضوابط کے مطابق اس سے حساب لیا جائے۔

- بے روزگار نوجوانوں میں بے آباد زمینیں تقسیم کی جائیں تا کہ کاشتکاری میں اضافہ اور بے روزگاری میں کمی واقع ہو۔
- جن افراد کے پاس زمینوں کے قطعات ہیں ان کو چاہیے کہ اسوہ صحابہ کو اپناتے ہوئے وہ کاشتکاری کو مشغلہ بنائیں اور ایسی فصلیں کاشت کریں جو کہ کم وقت میں زیادہ پیداوار دیتی ہوں مثلاً لہسن یا ادرک کی فصل وغیرہ کا کاشت کرنا اور ضرورت سے زائد فروخت کرنا ان کی آمدن میں اضافے کا باعث بن سکتا ہے۔
- باہنر لیکن بے روزگار افراد میں روزگار کی ترویج کے لئے سود سے پاک مختلف سکیموں کا اجرا کیا جائے۔
- بین الاقوامی تجارت کو فروغ دیا جائے بالخصوص برآمدات کو بڑھایا جائے تا کہ ملکی آمدنی میں اضافہ ہو۔
- ضروریات زندگی کی تجارت کو آسان بنایا جائے نیز ٹیکس کے حوالے سے بھی مراعات دی جائیں۔
- صنعتوں اور کارخانوں کی بھرپور حوصلہ افزائی کی جائے تا کہ پرامن فضاء میں کاروباری سرگرمیوں میں اضافہ ہو۔
- ضروریات زندگی کی تجارت کو آسان بنایا جائے نیز ٹیکس کے حوالے سے بھی مراعات دی جائیں۔
- دیہاڑی دار مزدوروں کے لیے حکومتی سطح پر تعمیری پراجیکٹ تیار کیے جائیں اور ملکی انجینئر کے ساتھ ان کو رکھا جائے تا کہ ان کی کام کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہو۔
- معاشیات کے طلبہ کے لئے اسلام کے معاشی نظام کی تعلیم لازم قرار دی جائے۔
- ڈے کیئر سنٹر کے قیام، دایا اور مرضعہ کے پیشے کا اہتمام، اور گھریلو ورکرز کی تربیت کی یقینی بنایا جائے۔

فہرست آیات

نمبر شمار	آیت	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
1.	وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ---	البقرہ	۱۲۶	6
2.	يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا ---	البقرہ	۱۶۸	26
3.	وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ--	البقرہ	۲۳۳	121
4.	يأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا إِذا تَدايَنتُم بِدَينٍ إِلىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكتُبوهُ---	البقرہ	۲۸۲	45
5.	يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ	البقرہ	۲۸۶	38
6.	لَنْ تَنَالُوا البِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ	آل عمران	۹۲	109
7.	يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ	آل عمران	۱۳۰	38
8.	وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ---	آل عمران	۱۳۵	90
9.	وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ	مائدہ	۱۶	27
10.	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ--	مائدہ	۹۰	38
11.	فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَى طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِنْهُ--	الکہف	۱۹	123
12.	وَعَلَّمنٰهُ صَنعَةَ لَبُوس لَكُم لِتُحصِنَكُم من باسِكُم-	الانبیاء	۸۰	48
13.	فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا--	المومنون	۲۷	133
14.	رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ --	نور	۳۷	82

15.	وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ--	الفرقان	٧	59
16.	وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَهُمْ لَيَأْكلونَ الطَّعامَ وَيمشون فِي الاَسوَاق	الفرقان	٢٠	59
17.	قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ	قصص	٢٧	121
18.	لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ	احزاب	٢١	71
19.	وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ أَنِ اعْمَلْ سابِغاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوا صالِحاً إِنِّي بِما تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ	سبا	١٠	130
20.	لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ (1) إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ	قريش	٣	11

فہرست احادیث

1.	اِرْمِ فِدَاكِ أَبِيْ وَأُمِّي	مسند امام احمد	92
2.	إستأ جَرَتْ خَدِيْجَةُ رَسُوْلُ الله ﷺ سَفْرَتَينِ إلى جُرُشٍ كل سَفَرَةٍ بِقُلُوصٍ	المستدرک	50
3.	اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺبَكْرًا، فَجَاءَتْهُ إِبِلٌ مِنَ الصَّدَقَةِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ	موطاامام مالک	55
4.	أُعطُوالاَجِيرَ قَبْلَ اَنْ يَّجفَ عرقهُ	الجامع الصحیح	75
5.	أَلَا نُقْرِئُكَ كِتَابًا كَتَبَهُ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَالَ : قُلْتُ : بَلَى فَأَخْرَجَ لِي كِتَابًا --	سنن ابن ماجہ	43
6.	أَنَّ اللهَ أَقدرُ عَلَيكَ مِنكَ عَلٰى هٰذا الغُلَام	الجامع الصحیح	64
7.	إِنَّ اللهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ: صَانِعَهُ الْمُحْتَسِبَ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِيَ بِهِ، وَمُنْبِلَهُ	مسند امام احمد	130
8.	أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ شِرَاءِ مَا فِي بُطُونِ الْأَنْعَامِ حَتَّى تَضَعَ، وعَنْ بَيْعِ مَا فِي ضُرُوعِهَا، وعَنْ شِرَاءِ الْعَبْدِ	سنن ابن ماجہ	39
9.	أَنَّ النَّبِيَّ ﷺاحْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ	الجامع الصحیح	134
10.	أَنَّ النَّبَىَّ ﷺبعَثَهٗ يَشتَرى لَهٗ اضحَيَّةً بدينارٍ فَاشْتَرَاهاثُم باعها بِدِ يْنَارَيْنِ --	کنز العمال	52
11.	أن النبيَّ ﷺنهىٰ أنْ يحتكرَ الطعامَ	المعجم الکبیر	39
12.	إنَّ دِماءَكُم، وأمْوالَكم حرامٌ عَلَيْكُم---	شعب الایمان	63
13.	أن رسولَ اللهﷺعامَ الفتحِ جاءه العباسُ بن عبد المُطَّلب بأبي سفيانَ بن حَرْبٍ--	سنن ابی داود	93
14.	أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَإِذَا خَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا	سنن ابی داوٗد	51
15.	إنَّكُمْ تَقُولونَ: إنَّ أبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الحَدِيثَ عن رَسولِ اللَّهِ ﷺ، وتَقُولونَ: ما بَالُ المُهَاجِرِينَ والأنْصَارِ --	الجامع الصحیح	82
16.	إياكم وَكَثرةُالخَلفِ فى البَيْع فَإِنَّه ينفق ثُمَّ يمْحقُ	سنن ابن ماجہ	30

17.	بايعتُ النبيَّ ﷺببيع قَبلَ أن يُبعَثَ، وبَقيتْ له بقيّةٌ، فوعدتُه أن آتيَه بها في مكانِه فنَسيتُ۔	سنن ابی داؤد	60
18.	بايعتُ رسُولَ اللهِ ﷺعلى النُصحِ لِكُلِّ مسلمٍ	مسند امام احمد	33
19.	التَّاجِرُ الْأَمِينُ الصَّدُوقُ الْمُسْلِمُ، مَعَ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَة	سنن ابن ماجه	59
20.	الجالبُ مرزوق، والمحتكرُ ملعونٌ	سنن ابن ماجه	38
21.	جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺفَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الْبَحْرَيْنِ فِي تِجَارَةٍ،۔۔	المعجم الکبیر	28
22.	خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ، فَأَعْطَاهُ يَعْنِي دِرْعًا فَبِعْتُ الدِّرْعَ۔۔	الجامع الصحیح	107
23.	الدين النصيحةقلنا: لمن؟ قال: لله ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم	صحیح ابن حبان	28
24.	رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثٍ عَنِ المَجْنُونِ الَغْلُوْبُ على عقله ،وعن النائمِ حتىٰ يسْتَيْقِظْ وعنِ الصبيِّ حتى يحتلِمَ	صحیح ابن خزیمه	27
25.	سَيِّدُ طَعَامِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَأَهْلِ الْجَنَّةِ اللَّحْمُ	سنن ابن ماجه	122
26.	قَالَ رَسُولُ اللهِ " إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَبِيَدِأَحَدِكُمْ فَسِيلَةٌ۔۔	الجامع الصحیح	119
27.	كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺيَغْزُو بِأُمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ۔۔۔	الجامع الصحیح	118
28.	كَانَتْ لِمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ، جَارِيَةٌ تَبِيعُ اللَّبَنَ، وَيَقْبِضُ الْمِقْدَامُ الثَّمَنَ۔۔	مسند امام احمد	92
29.	كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ	سنن ابی داؤد	37
30.	كُنْتُ غُلَامًا يَافِعًا أَرْعَى غَنَمًا لِعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺوَأَبُو بَكْرٍ۔۔۔	مصنف ابن ابی شیبه	108
31.	لَا تَبع مَالَيسَ عَنْدك	سنن الکبریٰ	35
32.	لا يحل سلف وبيع ولا شرطان في بيع ولا ربح ما لم يضمن۔۔۔	سنن ابی داؤد	34
33.	اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا	سنن ابی داؤد	31
34.	لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ	المعجم الکبیر	41
35.	مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّارَاعِيَ غَنَمٍ" قَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: "وَأَنَا، كُنْتُ أَرْعَاهَا لِأَهْلِ مَكَّةَ بِالْقَرَارِيطِ۔۔	سنن ابن ماجه	107

37	الجامع الصحیح	المسلمونَ شركاء فِي ثلاثٍ: في الماءِ، والكلإِ، والنارِ	.36
36	سنن ابی داوٗد	من ابتاع طعاما فلا يبعه حتى يكتاله	.37
27	المعجم الاوسط	مَنْ حَبَسَ الْعِنَبَ أَيَّامَ الْقِطَافِ حَتَّى يَبِيعَهُ مِنْ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ، أَوْ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا۔۔	.38
30	ترمذی	مَنْ دَخَلَ السُوْقَ من الأسواق فَقَالَ لَا اِلٰه الااللهُ وَحْدَهٗ لا شَريك لهُ، لهُ المُلك ولهُ الحمدُ ۔	.39
65	مصنف ابن ابی شیبہ	مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا اسْتِعْفَافاً عَنِ النَّاسِ وَ تَوْسِيعاً ۔۔۔	.40
33	سنن ابن ماجہ	مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا	.41
31	سنن ابی داود	مَنْ يُحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الخَيْرَ كُلَّه	.42
110	الجامع الصحیح	نَعَمْ، لَكِ فِيهِمْ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِم	.43
40	مستخرج ابی عوانہ	نہی عن بَيْعِ الملامسةِ والمنابذةِ	.44
35	سنن ابن ماجہ	نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ	.45
38	سنن ابن ماجہ	نہی رسولُ الله أن يتلقى الرُّكبانِ وَلَا يَبِيْعَ حَاضِر لِبادٍ	.46
42	الجامع الصحیح	وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰی بَيْعِ بَعْضٍ	.47
84	سنن ترمذی	وَمَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ	.48

فہرست اعلام

نمبر شمار	نام	صفحہ نمبر
.1	ابن العربی	22
.2	ابو الحسن احمد بن یحیی بن جابر بن داود بلازدی	10
.3	ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد ابن حجر عسقلانی	92
.4	ابو رافع، اسلم	68،55
.5	ابو زہرہ	10
.6	ابو سفیان صخر بن حرب	67
.7	ابو عبید قاسم	138
.8	ابو محمد الحسن ابن احمد ابن یعقوب الہمدانی	16
.9	ابو ھریرہ، عبد الرحمن بن صخر	40
.10	احمد بن محمد بن الحسن بن ہبہ اللہ المعروف بابن عساکر	99
.11	احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک القسطلانی مصری	49
.12	احمد بن محمد بن رمضان ابو الفوز الحسینی المرزوقی	19
.13	اسامہ بن زید بن حارثہ	99
.14	اسماعیل بن حسین بن عبد اللہ البیہقی	35
.15	اشعث بن قیس بن معدی کرب الکندی	22
.16	اکیدر بن عبد الملک	17
.17	ام سلمہ	110
.18	امیہ بن ابی صلت	65
.19	انس بن مالک بن نضر بن ضمضم	86
.20	برٹن	14
.21	جابر بن سمرہ	84
.22	حکیم بن حزام	68

.23	خالد بن اسید	83
.24	خذیفہ بن حسیل	85
.25	خولہ بنت حکیم	114
.26	زبیر بن عوام	88
.27	سماک بن خرشہ الخزرجی البیاضی ابن دجانہ	94
.28	شیخ عبد الحی الکتانی	26
.29	صخر بن ودعہ	31
.30	عبداللہ بن عامر کریز بن ربیعہ الاموی	102
.31	عبداللہ بن عبدالرحمن بن الفضل بن بہرام التمیمی الدارمی	56
.32	عبداللہ بن عمر	33،56
.33	عبداللہ بن دارم بن مالک	18
.34	عبداللہ بن عبدالرحمن بن الفضل، دارمی	56
.35	عبداللہ بن مسعود الہذلی	108
.36	عثمان بن عبدالرحمن	106
.37	عثمان بن مظعون	114
.38	عداء بن خالد	43
.39	عقبہ بن ابان بن ذکوان بن امیۃ بن عبدالشمس	108
.40	محمد بن احمد بن ابی بکر، قرطبی	58
.41	یحی بن محمد بن محمد بن الحسن الخلدون	9
.42	یزید بن رومان اسدی	95

فہرست اماکن

نمبر شمار	نام جگہ	صفحہ نمبر
1.	ابطح	12
2.	بصری	16،22،48،83،84
3.	بلقا	93
4.	تہامہ	20
5.	جرش	50
6.	جرف	104
7.	حباشہ	20،24،50
8.	حجر	17،92،99
9.	حیرہ	15
10.	روم	13
11.	صنعاء	20
12.	عراق	20،11،105
13.	فارس	18
14.	محصب	12
15.	مہرہ	19
16.	یمن	9،16،19،50

فہرست مصادر و مراجع

القرآن الکریم

1. الحلبی علي بن ابراھیم بن احمد ، **السیرہ الحلبیہ** (بیروت: دارالکتب العلمیہ، الطبعۃ الثانیۃ 1427ھ)

2. ابن جوزی، عبد الرحمٰن بن ابو الحسن علی بن محمد بن علی ، **صفۃ الصفوۃ** (بیروت : دار المعرفۃ، 1399ھ)

3. ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد بن محمد، **تاریخ ابن خلدون** (بیروت: دار الفکر، الطبعۃ الثانیہ 1408ھ)

4. ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ، **طبقات الکبری**، تحقیق؛ محمد بن عبد القادر عطا(بیروت: دار الکتب العلمیہ الطبعۃ الاولی، 1410ھ)

5. ابن عساکر، ابو القاسم علی بن محمد بن الحسن، **تاریخ دمشق**، محقق: عمرو بن غزامۃ العمروی (دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1402ھ)

6. ابن قیم، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن ابی بکر، **زاد المعاد فی سبیل الھدی والرشاد** (بیروت: مؤسسہ الرسالۃ، مکتبہ المنار اسلامیہ کویت، 1415ھ)

7. ابو جعفر طبری، محمد جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الاملی، **تاریخ الامم والمملوک**، (دار التراث: بیروت، الطبعہ الثانیہ: 1387ھ)

8. ابو حاتم محمد بن حبان احمد تمیمی، **الثقات** (بیروت دار الفکر، الطبعۃ الاولی، 1983م)

9. ابوزکریا محیی الدین یحیی بن شرف النووی، **تہذیب الاسماء واللغات** (بیروت لبنان ، دار الکتب العلمیہ، س ن)

10. ابوزہرہ، محمد، **خاتم النبیین**، (بیروت: دار التراث، ربیع الاول، 1392ھ)

11. ابو عبد اللہ، احمد بن حنبل بن ہلال بن اسد، **مسند امام احمد بن حنبل** (بیروت: مؤسسہ الرسالۃ، الطبعۃ الاولی، 1421ھ)

12. ابو عبد اللہ بن محمد بن عمر، **کتاب المغازی**، (بیروت: مکتبہ عالم الکتاب، الطبعۃ الثالثہ، 1409ھ)

13. ابو نعیم، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق، **معرفۃ الصحابہ**، تحقیق: عادل بن یوسف الغزاری (الریاض: دار الوطن للنشر، الطبعۃ الاولی، 1419ھ)

14. الاموی، ابو الحسین عبد الباقی بن قانع بن مرزوق بن واثق، **معجم الصحابہ** محقق: صالح بن سالم المصرانی (مدینہ منورہ: مکتبہ الغرباء الاثریۃ، طبعۃ اولی 1418ھ)

15. البصری ، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی، **البدایہ والنہایہ**، (دار ھجر للطباعۃ والنشر والتوزیع، الطبعۃ الاولی، 1418ھ)

16. البغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی، **تاریخ بغداد** (بیروت: دار الغرب اسلامی، الطبعۃ اولی؛ 1417ھ)

17. بغدادی، محمود شکری آلوسی، **بلوغ العرب فی معرفۃ احوال العرب** (بیروت: دار الشرق الغربی، س ن)

18. بغدادی، ابو الحسن علی بن محمد بن عمر بن احمد، **سنن دار قطنی** (بیروت: دار الرسالۃ العالمیہ، طبعۃ الاولی: 1424ھ)

19. البغوی، ابو محمد حسین بن مسعود، **معالم التنزیل فی تفسیر القرآن**، محقق، عبد اللہ بن نمر (بیروت: دار احیا التراث العربی، الطبعۃ الرابعۃ، 1898ء)

20. البکری، ابی عبید عبد اللہ بن عبد العزیز، **معجم ما استعجم من اسماء البلاد و المواضع**، تحقیق و تشریح؛ مصطفی السقا (قاہرہ: مکتبہ الخانجی، 1417ھ)

21. بلاذری، ابو الحسن احمد بن یحیٰ بن جابر بن داود، **فتوح البلدان**، (الازہر پریس، 1933ء)

22. البیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، **شعب الایمان** (ریاض: مکتبہ الرشد، 1423ھ)

23. البیہقی، أحمد بن الحسین بن علي بن موسی، **دلائل النبوۃ** (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ الاولی، 1405ھ)

24. الترمذی، محمد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن ضحاک، **سنن ترمذی**، تحقیق: محمد فواد الباقی، (مصر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی، الطبعۃ الثانیۃ، 1395ھ)

25. الثعلبی، احمد بن محمد بن ابراہیم، **الکشف والبیان عن تفسیر القرآن**، تحقیق: ام ابی محمد بن عاشور، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، الطبعۃ اولی: 1422ھ)

26. الجزائری، ابو بکر جابر، **منہاج المسلم**، مترجم مولانا محمد رفیق الاثری (کتب خانہ مجیدیہ، 1418ھ)

27. الجزری، عز الدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد، **اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ**، محقق؛ علی محمد معوض (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1415ھ)

28. جوزی، امام ابی فرج عبد الرحمن، **تلبیس ابلیس**، دراسہ و تحقیق احمد بن عثمان (دار الوطن للنشر، الطبعۃ الاولی: 2002ء)

29. الحموی، امام شہاب الدین ابی عبد اللہ، **معجم البلدان** (بیروت، دار الصدر للطباعۃ والنشر، 1399)

30. الحمیری، ابو بکر عبد الرزاق بن ھمام بن نافع، **المصنف** (المکتب الاسلامی، الطبعۃ الثانیہ، 1403ھ)

31. حنبلی عبد المومن بن عبد الحق، **مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنۃ والبقاع** (بیروت: دار الجیل، الطبعۃ الاولی: 1412ھ)

32. الحنفی، سراج الدین عمر بن ابراھیم، **النہر الفائق شرح کنز الدقائق** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، الطبعۃ الاولیٰ 1422ھ)

33. الدمشقی، ابو الفداء اسماعیل بن عمر کثیر القرشی، **تفسیر القرآن العظیم**، تحقیق سامی بن سلامہ (قاہرہ، دار الطیبہ للنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیہ، 1420ھ)

34. الدارمی، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ، **مسند دارمی المعروف بالسنن دارمی** (المملکہ العربیۃ السعودیہ: دار المغنی للنشر والتوزیع، الطبعۃ الاولی، 1412ھ)

35. دکتور حسن ابراہیم، **تاریخ الاسلام** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن)

36. الدینوری، ابو مسلم عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ، **المعارف** محقق؛ ثروت عکاشتہ (الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، طبعۃ الثانیہ، 1992ء)

37. الذھبی، شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن دینار، **ووفیات مشاہیر المشاہیر والاعلام،** (دار الغرب الاسلامی، الطبعۃ الاولی، 2003ء)

38. الرازی، احمد بن علی ابو بکر، **احکام القرآن**، (بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1405ھ)

39. الزحیلی، وھبہ بن مصطفی، **التفسیر المنیر فی العقیدۃ** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، الطبعہ الثانیۃ: 1418ھ)

40. الزرقانی، محمد بن عبد الباقی، **شرح الزرقانی علی الموطا امام مالک**، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1411ھ)

41. زرکلی، خیر الدین، **الاعلام**، (بیروت: لبنان، دار العلم للملاعین، الطبعہ السادسہ، 1986ء)

42. سجستانی، ابو داؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق، **سنن ابی داؤد** (بیروت: دار الرسالۃ العالمیہ، طبعہ اولی، 1430ھ)

43. سعد الملک ابو نصر ھبۃ اللہ بن جعفر، **الاکمال فی رفع االارتیاب** (بیروت : دار الکتب العلمیۃ، طبعۃ اولی، 1411ھ)

44. شمس الدین، احمد بن ابی بکر، **زاد المعاد فی ھدی خیر العباد** (بیروت: مؤسسہ الرسالۃ، 1415ھ)

45. شمس الدین، ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان، **سیر اعلام النبلاء** (قاہرہ: دار الطیبہ، 1427ھ)

46. شوقی ابو خلیل، **اطلس سیرت النبویہ** (بیروت: دار الفکر المعاصر، 1423ھ)

47. صلابی، دکتور محمد علی، **ابو بکر صدیق شخصیتہ وعمرہ** (بیروت، لبنان: دار المعرفہ، 2006ء)

48. الطیالسی، ابو داؤد سلیمان بن داؤد بن الجارود، **مسند ابو داؤد طیالسی**، محقق؛ محمد بن عبد المحسن الترکی (مصر: دار ھجر، طبعۃ اولی، 1419ھ)

49. عاتق بن غیث، **معالم مکۃ التاریخیہ والاثریہ** (دار مکۃ: للنشر والتوزیع، الطبعہ الاولی، 1400ھ)

50. عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد، **الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب** (لبنان: دار الکتب العلمیہ، طبع اولی :1995ھ)

51. العتکی، ابو بکر بن احمد بن عمر بن عبد الخالق، **مسند بزاز المنشور باسم البحر الزخاز**، محقق؛ محفوظ الرحمن، (المدینہ المنورہ: مکتبہ العلوم والحکم، الطبعۃ الاولی، 1988ء)

52. عثمانی، **فقہی مقالات**، (کراچی: میمن اسلامک پبلشرز، 2011)

53. العدوی، احمد بن یحییٰ بن فضل، **المسالک الابصار فی ممالک الامصار** (ابو ظبی: المجمع الثقافی، الطبعۃ الاولی، 1423)

54. عسقلانی، شہاب الدین ابی الفضل، **فتح الباری** (بیروت: دارالفکر، 1416ھ)

55. عسقلانی، شہاب الدین ابی الفضل، **الاصابہ فی تمییز الصحابہ** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، طبعۃ اولی، 1415ھ)

56. علی، دکتور جواد، **المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام** (بیروت: مکتبہ دار الساقی، الطبعۃ الرابعہ، 1422ھ)

57. غزالی، امام ابی حامد محمد بن محمد، **احیاء علوم الدین**، تخریج؛ علامہ زین العابدین ابی الفضل عبد الرحیم (پشاور: نورانی کتب خانہ قصہ خوانی بازار، الطبعۃ الثالثہ، 1411ھ)

58. الفزاری، احمد بن علی بن احمد، **صبح الاعشی فی صناعۃ الاشیاء**(قاہرہ: دارالکتب العلمیہ، 1412ھ)

59. القرشی، اسماعیل بن محمد بن الفضل بن علی، محقق؛ ایمن بن صالح بن شعبان، **الترغیب والترھیب**(القاہرہ: دارالحدیث، طبعۃ الاولی، 1414ھ)

60. القزوینی، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، **سنن ابن ماجہ**، (بیروت: دار الرسالۃ العالمیہ، الطبعۃ الاولی؛ 1430ھ)

61. القسطلانی، احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک، **المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ**(بیروت: دار الکتب، 1996ء)

62. قشیری، مسلم بن حجاج، **صحیح المسلم**، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، طبع اولی، 1998ء)

63. الکتانی، شیخ عبد الحی، **التراتیب الاداریہ** (بیروت: دار الکتب والعربی، س ن)

64. کرخی، ابو اسحاق محمد بن ابراہیم الفارسی، **المسالک والممالک**، (الہیہ العامہ للقصور الثقافہ، س ن)

65. الکشمیری، محمد انور شاہ بن معظم شاہ، **فیض الباری علی شرح صحیح البخاری**(بیروت: دار الکتب العلمیہ، الطبعۃ الاولیٰ، 1426ھ)

66. محمد بن حبان بن احمد بن حبان، **صحیح ابن حبان**، (بیروت، مؤسسہ الرسالہ، الطبعۃ الاولی:1408ھ)

67. محمد بن سعد منیع، **الطبقات الکبیر** (قاہرہ: مکتبہ الخانجی، طبعہ الاولی، 2001ھ)

68. المدنی، ابن اسحاق بن یسار المطلبی، **السیرۃ النبویہ**، تحقیق و تخریج: احمد فرید المزیدی(بیروت، دار الکتب العلمیہ، الطبعۃ اولی، 1424ھ)

69. معمر بن ابی عمر راشد الازدی، **الجامع** (پاکستان، المجلس العلمی، الطبعہ الثانیۃ: 1403ھ)

70. ملا علی قاری، علی بن سلطان محمد القاری، **جمع الوسائل فی شرح الشمائل** (کراچی، نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ، س ن)

71. المنقی، علامہ علاء الدین علی بن حسام، **کنز الاعمال فی السنن والاقوال**(بیروت: مکتبہ الموسوعہ الرسالۃ، 1991ء)

72. النسائی، امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب، **سنن نسائی**(حلب، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، الطبعۃ الثانیہ، 1406)

73. النووی، ابو زکریا محیی الدین یحیی بن شرف، **المنہاج شرح صحیح مسلم بن حجاج**(بیروت: داراحیاء التراث العربی، الطبعۃ الثانیہ، 1392ھ)

74. النیسابوری، ابو عوانہ یعقعوب بن اسحاق بن ابراھیم، **مستخرج ابی عوانہ**، محقق: ایمن بن عارف الدمشقی(بیروت: دار المعرفہ، الطبع اولی، 1419ھ)

75. النیسابوری، ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ بن مغیرہ بن صالح بن بکر السلمی، **صحیح ابن خزیمہ**، تحقیق: محمد مصطفی، (مکتبہ الاسلامی، الطبعۃ الثالثہ، 1424ھ)

76. النیسابوری، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، **المستدرک**(بیروت: دار الکتب العلمیہ، طبع اول 1990ء)

77. یعقوبی، محمد بن اسحاق البغدادی، **تاریخ یعقوبی** (بیروت: شرکۃ العلمی مطبوعات، س ن)

اردو کتب

1. ابن تیمیہ، شیخ الاسلام تقی الدین، **اسلام کا نظام الحسبہ**، ترجمہ و حواشی، ڈاکٹر حافظ کرام الحق یسین (اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی اسلامی یونیورسٹی، طبع اول، 2006)

2. ابرھیم مصطفی اور دیگر، **المعجم الوسیط**(استنبول ترکی: دار الثقافہ للنشر والتوزیع، 1989)

3. ابن قیم، حافظ، **تفسیری نکات اور افادات** (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2009ء)

4. اصفہانی، امام راغب، **مفردات القرآن**، شیخ شمس الحق(لاہور: اقبال ٹاون، جون 1987)

5. آبادی، مولانا اکبر نجیب شاہ، **تاریخ اسلام** (لاہور: گلفراز احمد علم عرفان پبلشرز، جنوری 2004ء

6. تھانوی، مولانا اشرف علی، **تبیان القرآن** (قلعہ گجر سنگھ: مکتبہ الحسن عبد الکریم روڈ، س ن)

7. تھانوی، مولانا اشرف علی، **خزینہ شریعت و معرفت**، (حیدر آباد: سندھ نیشنل اکیڈمی، دسمبر 2007ء)

8. حالی، خواجہ الطاف حسین، **مسدس حالی**،(لاہور: خزینہ علم وادب الکریم مارکیٹ اردو بازار، طبع اول،1296ھ)
9. ڈاکٹر حمید اللہ، **رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی**(لاہور: حاجی حنیف پرنٹر،2013ء)
10. ڈاکٹر یوسف الدین، **اسلام کے معاشی نظریے**(حیدر آباد: دکن،1950ء)
11. سعیدی، غلام رسول، لاہور، **نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری**(لاہور: فرید بک سٹال رجسٹرڈ اردو بازار، طبع اول،2007)
12. سید عبد القوی اور دیگر، **مطالعہ پاکستان، نویں اور دسویں کلاس کے لیے**(کراچی: رشید اینڈ سنز،1987ء)
13. سیوہاروی، حافظ حفظ الرحمن، **اسلام کا اقتصادی نظام**(لاہور، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، س ن)
14. صدیقی، مولانا یسین مطہر، **مکی اسوہ نبوی**(کراچی: فرحان ٹیرس ناظم آباد، اشاعت اول: 2008)
15. عبدہ، محمد سعود، **تاریخ مکہ المکرمہ**(لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س ن)
16. عثمانی، مفتی تقی، **اسلام اور جدید معیشت و تجارت** (کراچی: ادارہ معارف،1414ھ)
17. عثمانی، مفتی تقی، **اسلامی بنکاری کی بنیادیں**، (فیصل آباد: مکتبہ العارفی جامعہ اسلامیہ امدادیہ، جون1998ء)
18. فراہی، ڈاکٹر حمید الدین، **تاریخ اسلام**(راولپنڈی: فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ شاہراہ قائداعظم،1986ء)
19. فیروز الدین، مولوی، **فیروز اللغات**(لاہور: فیروز سن پرائیویٹ لمیٹڈ شاہراہ قائداعظم، 2010)
20. کیلانی، مولانا عبد الرحمن، **تجارت اور لین دین کے مسائل واحکام**(لاہور: مکتبہ دار السلام1991ء)
21. مبارکپوری، صفی الرحمن، **الرحیق المختوم** (لاہور: مکتبہ السلفیہ، 2000)
22. مدنی، مولانا حسین احمد، **تقریر ترمذی مع شمائل ترمذی**، ترتیب مولانا عبد القادر قاسمی(ملتان: کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ، طبع اول1985)
23. مدنی، مولانا عبد القیوم مہاجر، **گلدستہ تفاسیر** (ملتان: ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ ،جمادی الاولی،1423ھ)
24. مولانا محمد ظفیر اور دیگر، **خواتین کی ملازمت اور اسلامی تعلیمات**(نئی دہلی: ایفا پبلشر جامعہ نگر، س ن)
25. مودودی، سید ابو الاعلی، **سیرت سرور عالم**(لاہور، ادراہ ترجمان القرآن: اگست1978ء)
26. میاں، مولانا سید محمد، **محمد الرسول اللہ قرآن اور تاریخ کے آئینہ میں**(لاہور: مکتبہ محمودیہ بیت الحمد جامعہ مدینہ کریم پارک، ستمبر،1998)
27. میرٹھی، مولانا محمد اسماعیل، **اسلامی معاشیات**(کراچی: مکتبہ بینات جامعہ علوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن،2011ء)
28. نعمانی، علامہ شبلی، سیرۃ النبی (لاہور: ادارہ اسلامیات پبلشرز بک سیلرز اینڈ ایکسپوزر، اشاعت اول،2002ء)
29. نیر، ڈاکٹر ناصر عباس، **قاموس مترادفات**(لاہور: اردو سائنس بورڈ،2017م)

رسائل وجرائد

سواتی، شمس الرحمن، جنگ نیوز (کالم) روالپنڈی: یکم مئی 2020ء

عشرت حسین، زراعت ترقی وخوشحالی کی ضامن، ڈان نیوز (کالم) ، جنوری 2017ء

محمد طفیل، نقوش رسول نمبر ، لاہور: ادارہ فروغ اردو، جلد سوم، شمارہ نمبر 130، (جنوری 1983ء)

Websites

https://www.google.com/search27/8/2021

urdusafha.pk 4/15/2021

https//ur.wikipedia .org./Wiki/17/4/2021

https://www.enablers.org/female-wing / 17/12/2021

Alqumees.com 19/12/2021

https://ur.wikipedia.org/wiki//1-2-2022